UNIVERSAL
LIBRARY

OU_226065

UNIVERSAL
LIBRARY

ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر

ترجمہ اور ہم نے قرآن کو لوگونکی نصیحت پکڑنیکے لیے آسان کردیا ہے تو کوئی ہی کہ نصیحت پکڑے

آیات القرآن فی اثبات التوحید وابطال الشرک بالرحمٰن

مولفہ احقر العباد محمد غوث سعید کان اللہ لہ منتظم دفتر

پریوٹ سکرٹری نواب مدار المہام سرکار آصفیہ

مطبع مفید عالم آگرہ مین باہتمام محمد قادر علیخان صوفی طبع ہوا

سنہ ۱۳۱۶ھ

ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر

ترجمہ اور ہم نے قرآن کو لوگونکی نصیحت پکڑنیکے لیے آسان کردیا ہے تو کوئی ہی کہ نصیحت پکڑے

آیات القرآن فی اثبات التوحید وابطال الشرک بالرحمٰن

مولفہ احقر العباد محمد غوث سعید کان اللہ لہ منتظم دفتر
پریوٹ سکرٹری نواب مدار المہام سرکار آصفیہ

مطبع مفید عام آگرہ مین باہتمام محمد قادر علیخان صوفی طبع ہوا
سنہ ۱۳۱۶ھ

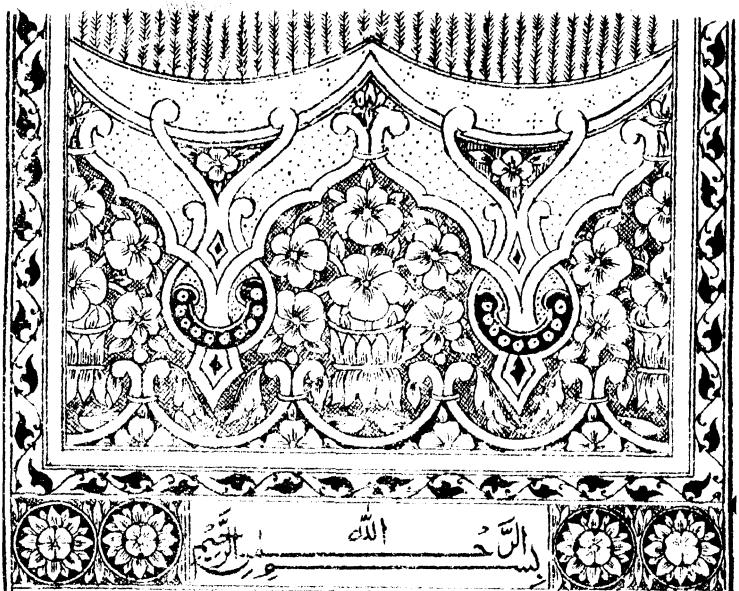

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ الکافرون والصلوٰۃ والسلام علی محمد النبی الامی الذی بعث الی کافۃ الناس لیخرجھم من الظلمات الی النور باذن ربہ ولو کرہ المشرکون ۔ اما بعد بندۂ حقیر **محمد غوث** ابن **غلام محمد سعید** مرحوم مدراسی اپنے دینی بھائیون کی خدمت مین عرض رساہے کہ آج کل اردو زبان مین اسلام اور مسلمانون کے متعلق بیسیون رسالے لکھے جاتے ہین اور ہر ایک مسلمان کی یہ کوشش ہے کہ اسلام کی سچائی کو دلایل عقلی سے ثابت کرے کئی بزرگوارون نے اس کام مین بہت کچھ کامیابی بھی حاصل کی ہے اور الحمد للہ جو نادان لوگ اسلام پر بیجا حملے کرتے تھے اُنکی زبانین بند ہوتی چلی ہین ۔ مجھکو اس مقام پر مولانا **حافظ نذیر احمد** صاحب کا ذکر بالخصوص کرنا ضرور ہے جنھون نے اس زمانہ

غربت اسلام مین مسلمانون پر ایک نہایت عظیم الشان احسان کیا ہے - بیشک
بہت سے قوم کے بہی خواہون نے مسلمانون کو انگریزی تعلیم کی تحریص و ترغیب
دیکر اُن کو دنیا کی غربت و مسکنت کی خرابی سے بچانیکی کوشش کی ہے لیکن مولانائے
موصوف نے اُن کے دین کی حفاظت کو مقدم سمجھکر قرآن مجید کا ترجمہ* اس عمدہ طرز سے
کیا ہے کہ پڑہنے والا تفسیر سے مستغنی ہو جاتا ہے - اِس مین کوئی شک نہین کہ مسلمانون
نے جو کچہہ دنیوی ترقی کی وہ اِسی دین کی بدولت تھی اور جو کچہہ تنزل ہوا اور ہو رہا ہے وہ
اِسی دین سے غافل ہونیکی وجہ سے ہے - جو شخص قرآن مجید کو غور سے پڑہے اور اُسکے
عمدہ مضامین کو سمجھے اُس مین صرف آخرت ہی کے لحاظ سے نہین بلکہ دنیا کے اعتبار
سے بھی وہ سراسر ہدایت پاویگا - اِس کلام پاک کے ہر ہر مقام مین تزکیہ نفس و تہذیب
اخلاق کے متعلق ایسے قواعد بیان کیئے گئے ہین جن سے ذی عقل متاثر ہوتے ہین
اور اُن کے دل اِس بات کی گواہی دینے لگتے ہین کہ بلاشبہہ کسی انسان کا کلام اِس درجہ
اکمل ہو نہین سکتا -

مجھکو اِس زمانہ مبارک کی تاریخ اور حالات بیان کرنیکی ضرورت نہین جس مین قرآن مجید
نازل ہوا ہے - ہر ایک شخص جانتا ہے کہ جب عرب مین بت پرستی پھیلی ہوئی تھی اور شرک
انتہا درجہ پر پہونچا ہوا تہا یہان تک کہ اہل کتاب بھی اِس بلا مین مبتلا ہو گئے تھے تو اللہ جل شانہ

---

* اِس رسالہ مین جتنی آیتین قرآن شریف کی لکھی گئی ہین اُن کا ترجمہ مولانا نذیر احمد صاحب ہی کے قرآن مترجم سے نقل کیا گیا ہے
لیکن یہان ترجمہ تحت اللفظ نہ ہونے سے جو الفاظ مولانای موصوف نے بغرض صحت قوس مین لکھے تھے وہ بلا قوس لکھے گئے ہین

نے محض اپنے فضل سے اُنہین لوگون مین ایک پیغمبر کو مبعوث فرمایا جو اپنے بچپن سے
صادق اور امین کے خطاب سے اپنی قوم مین مشہور تھا اور جسکی طرف اوسکی بعثت تک کسی نے
کوئی بری بات منسوب کرنیکی جرأت نہین کی تھی - یہ پیغمبر قبل از بعثت ایک زمانۂ دراز تک اپنی
قوم مین رہا لیکن کسی سے یہ نہین فرمایا کہ مین اللہ کا مرسل ہون - پس جب چالیس سال کے بعد
اِس قسم کا دعوی کیا گیا تو سمجھدار آدمیون کو ایسے شخص کی نسبت جھوٹ گھڑنے اور خدا پر تہمت
کرنیکا گمان ہو نہین سکتا - اِس دلیل واضح کے علاوہ اُس پیغمبر نے باوجود کسی قسم کی تعلیم نہ
پانیکے جب ایسا کلام پیش کیا جسکے معارضہ سے تحدی پر بھی اُسی قوم کے فصیح و بلیغ عاجز آگئے
تو یہ امر یقینی ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے دعوے مین سچا تھا - اِس کے بعد اقسام کی مخالفتون و
مزاحمتون کے ساتھ اُس کلام کے اثر اور اُس تعلیم کے نتیجہ کو دیکھنا چاہیے جو آج بھی بشہادت
اعدا نہایت عمدہ اور حیرت انگیز سمجھا جاتا ہے -

تجربہ سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ تکلف اور بناوٹ کا اثر انسان اُنہین لوگون پر
ڈال سکتا ہے جن سے زیادہ مخالطت نہو جن سے زیادہ ملنے جلنے کا اتفاق ہوتا ہے وہ
اُسکی عادات و اطوار کو پہچان جاتے ہین - جب ہم کو تاریخ سے یہ معلوم ہوا کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے دعوی رسالت کو سب سے پہلے آپ ہی کے گھر والون نے قبول فرمایا تو یہ امر یقینی
ہو گیا کہ آپ مخلص تھے اور آپکی سابق کی حالت اِس بعد کے دعوی کی تائید کرتی تھی اسیطرح آدمی
اہل علم پر اگر اپنی تعلیم کا اثر ڈالے تو اُسکا بر سر حق ہونا ثابت ہوتا ہے - پس جبکہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی رسالت کو اہل کتاب کے بڑے بڑے علما نے قبول کر لیا تو آپکے دعوی کی

سچائی کے لیے اور کسی شہادت کی ضرورت نہین رہی ۔

اس مختصر تمہید کے بعد اب یہ معلوم کرنا ضرور ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کیا تھی مثل انبیائی سابق کے آپنے بھی ایک خدائے لایزال کی پرستش کا حکم فرمایا اور اُسکی عبادت مین اوروں کو شریک کرنے سے نہی فرمائی ۔ یہی اصل تعلیم تھی اور باقی تمام امور اُسکے فروع تھے ۔ قرآن شریف مین جا بجا اس کا ذکر موجود ہے اور ہر ایک مقام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جتنی اُمتین گزر چکین اُنکے رسول بھی توحید کی تاکید اور شرک سے ممانعت کرتے رہے ۔ جب کبھی مرور ایام کی وجہ سے اس تعلیم کا اثر مٹنے لگا اور گمراہی پیدا ہوئی تو اللہ جل شانہ نے لوگون کی ہدایت کے لیے ایک رسول کو اُنھین مین سے کھڑا کیا تاکہ وہ اُنکے دین کو درست کرے ۔ اسکا سلسلہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ختم ہوا اور آپ کی ذات مبارک پر ایک ایسی کتاب نازل کی گئی جسکے احکام مین بوجہ مکمل ہونیکے کسی قسم کے تغیر کی ضرورت نہین رہی اور جسکے مضامین اور عبارت مین بہ سبب نہایت فصیح ہونیکے تحریف بشری طاقت سے خارج اور غیر ممکن ہوگئی ۔

مین اس مقام پر قرآن مجید کے احکام مکمل ہونے اور اُسکی فصاحت بے مثل ہونیکی دلیل کے لیے ایک آیت کو نقل کرتا ہون جسمین کمال درجہ کے اختصار کے ساتھ وسعت مضمون کی کوئی انتہا نہین پائی جاتی ہے ۔ سورۂ نحل مین ارشاد ہوا ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ○ ترجمہ اللہ انصاف کرنے کا حکم دیتا ہے اور لوگون کے ساتھ احسان

کرنیکا اور قرابت والون کو مالی امداد دینے کا اور بے حیائی کے کامون اور ناشایستہ حرکتون اور ایک دوسرے پر زیادتی کرنے سے منع فرماتا ہے۔ تم کو ایسی ایسی نصیحتین کرتا ہے تاکہ تم ان باتون کا خیال رکھو۔ اس آیت مین انصاف و احسان کا حکم۔ قرابت والون کی امداد۔ بے حیائی کے کامون ناشائستہ حرکتون اور ایک دوسرے پر زیادتی کرنیکی ممانعت ایسے عمدہ اور مختصر الفاظ مین کی گئی ہے کہ انسانون کے کلام مین اُسکی نظیر نہین ملتی ہے اس آیت مین جو احکام ہین اُن کا بدرجۂ کمال مفید بنی نوع انسان ہونا بخوبی ذہن نشین اُسوقت ہوسکتا ہے کہ ایک قطعۂ زمین قرار دیا جاے جہان کے جملہ باشندے اللہ جل شانہ کے باب مین عدل کرتے ہون یعنی اُسکے خالق حاکم نافع و ضار ہونیکی وجہ سے اوسکی عبادت مین کسی کو شریک نہین کرتے ہون۔ آپسمین احسان کے طریقہ کو مرعی رکھتے ہون۔ غنی اپنے مفلس قرابت دارون کی امداد کرتے ہون۔ جملہ بے حیائی کے کامون سے دور اور جو حرکات انسان کے لیے ناشایستہ ہون اُنسے بری رہتے ہون اور ایک دوسرے پر زیادتی نہ کرتے ہون تو کیا ایسے لوگون کے لیے کسی حاکم کی بھی ضرورت ہوگی۔ بالفرض اگر اس سرزمین مین اس قسم کے باشندون پر کوئی حاکم اور بادشاہ بھی ہو اور وہ اپنے اختیارات مین ان امور کا لحاظ رکھے تو یہان کی رعایا کیسی خوش حال اور بادشاہ کیسا فارغ البال رہیگا اسکو بیان کرنیکی حاجت نہین پس بنی نوع انسان کے لیے ایسے مفید اور عمدہ احکام سوا خدا جل شانہ کے جسکا علم کامل اور جو سارے عالم کے مصالح سے واقف ہے اور کون تجویز کرسکتا ہے۔

قرآن شریف کے احکام کے عمدہ اور مکمل ہونے اور اُنمین کسی قسم کے تغیر و تبدل کی ضرورت

الی یوم القیامۃ نہ ہونیکے متعلق ایک اور آیت کو مین نقل کرتا ہون جس پر غور کرنے سے معلوم
ہوگا کہ فی الحقیقت اس کتاب کے آسمانی ہونے مین کوئی شک و شبہہ واقع ہو سکتا ہے
یا نہین۔ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ مین مشرکین اور اہل کتاب حرام و حلال چیزون
مین اقسام کے اختلاف کرتے تھے اور بعض وقت خود اہل کتاب کے دو فرقے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ
والسلام کو حکم ٹھہراکر آپکے پاس بالغرض تصفیہ آتے تھے۔ اللہ جل شانہ نے سورۂ انعام کے
ایک مقام مین انہین اختلافات کا ذکر فرماکر یہ ارشاد فرمایا ہے۔ قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ
عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ
نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ
حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ
هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ
وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝

ترجمہ۔ ای پیغمبر ان لوگون سے کہو کہ ادہر آؤ مین تمکو وہ چیزین پڑہکر سناؤن جو تمہارے
پروردگار نے تمپر حرام کی ہین وہ یہ کہ کسی چیز کو خدا کا شریک مت ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ
سلوک کرتے رہو اور مفلسی کے ڈر سے اپنے بچون کو قتل نہ کرو کیونکہ ہم ہی تمکو بھی رزق دیتے ہین
اور اُن کو بھی اور بے حیائی کی باتین جو ظاہر ہون اور جو پوشیدہ ہون تو ان مین سے کسی کے
پاس بھی نہ پھٹکنا اور جان جسکے مارنے کو اللہ نے حرام کر دیا ہے اسکو مارنا مگر حق پر۔ یہ ہین
وہ باتین جنکا حکم خدا نے تمکو دیا ہے تاکہ تم دنیا مین رہنے کا طریقہ سمجھو۔ اور یتیم کے مال کے پاس

بھی نہ جانا مگر ایسی طرز پر کہ اسکے حق مین بہتر ہو یہان تک کہ وہ اپنی جوانی کی عمر کو پہونچے اور انصاف
کے ساتھ پوری پوری ماپ کرو اور پوری پوری تول - ہم کسی شخص پر اسکی سمائی سے بڑھکر بوجھ نہین
ڈالتے ہین - اور جب بات کہو تو گو اپنا قرابت مند ہی کیون نہ ہو انصاف کا پاس کرو اور اللہ کے
ساتھ جو عہد کر چکے ہو اُسکو پورا کرو - یہ ہین وہ باتین جنکا تم کو خدا نے حکم دیا ہے تاکہ تم نصیحت پکڑو
اس آیت شریف مین جن امور کا حکم ہے وہ یہ ہین - اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا -
والدین کے ساتھ حسن سلوک مفلسی کے خوف سے اولاد کو قتل کرنیکی ممانعت اور یہ تنبیہ کہ تمہارا
اور تمہاری اولاد ہر دو کا رزق اللہ کے ذمہ ہے - ظاہری اور باطنی بے حیائی کے کامون سے
پرہیز کرنیکی تاکید - انسان کی جان کو ہلاک کرنیکی ممانعت الا درصورت قصاص یتیم کا مال کھانیکی
ممانعت مگر ایسے طور سے کہ اپنی خدمت سے اسکو فائدہ پہونچاکر اُسکا صلہ حاصل کرین - ماپ اور
تول کو پورا کرنیکی تاکید - ہر ایک امر مین بلا رو و رعایت بات کرنیکا حکم اور اللہ کے ساتھ جو عہد و
پیمان کیا جاوے اُسکو پورا کرنیکا حکم - یہ تمام باتین ایسی ہین جنکی پابندی ہر ایک انسان پر دنیا مین
بحیثیت انسان زندگی بسر کرنیکے لیے ضرور ہے اور اُسکے حیطۂ طاقت سے باہر نہین اور اسیواسطے
ارشاد ہوا ہے کہ کسی کی طاقت سے زیادہ اُسپر بوجھ نہین ڈالا جاتا ہے -

یہی احکام کسی قدر زیادتی اور تفصیل کے ساتھ سورۂ بنی اسرائیل کے ایک مقام مین بیان
کیے گئے ہین - مین اُس آیت کو بھی یہان نقل کرتا ہون - چونکہ قرآن شریف کے صرف مضامین ہی
نہین بلکہ عبارت بھی معجز ہے ایک ہی مضمون کی آیت کو مکرر لکھنا خالی از حلاوت نہین ہے - وَقَضٰى
رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ

كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ○ وَاخْفِضْ لَهُمَا
جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ○ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا
فِيْ نُفُوْسِكُمْ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ○ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى
حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ○ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ
الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ○ وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَاۗءَ رَحْمَةٍ
مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ○ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى
عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ○ اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ
الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ○ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ
خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ○ وَلَا تَقْرَبُوا
الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ○ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ
وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ○
وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۠ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ
اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ○ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۭ
ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ○ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ
وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰۗىِٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ○ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ
لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ○ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ
مَكْرُوْهًا ○ ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ۭ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا

اَخَرَ فَتُلْقٰی فِیْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ○ ترجمہ - اور تمہارے پروردگار نے حکم قطعی دیدیا ہے کہ لوگو اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا - اور والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا - ای مخاطب اگر والدین مین کا ایک یا دونون تیرے سامنے بڑہاپے کو پہونچین تو اُن کے آگے ہون ہی نہ کرنا اور نہ اُن کو جھڑکنا اور اُن سے کچھ کہنا سننا ہو تو ادب کے ساتھ کہنا سننا اور محبت سے خاکساری کا پہلو اُن کے آگے جھکائے رکھنا اور اُنکے حق مین دعا کرتے رہنا کہ ای میرے پروردگار جسطرح انہون نے مجھے چھوٹے سے کو پالا ہے اور میرے حال پر رحم کرتے رہے ہین اسی طرح تو بھی ان پر اپنا رحم کیجیو - لوگو تمہارے دل کی بات کو تمہارا پروردگار خوب جانتا ہے اگر تم حقیقت مین سعادتمند ہو اور تم سے ماباپ کے حق مین کوئی قصور گزاشت بھی ہوگئی ہوگی تو وہ تم کو معاف کردیگا کیونکہ وہ رجوع کرنے والون کی خطاؤن کو بخشنے والا ہے - اور رشتہ دار اور غریب اور مسافر ہر ایک کو اسکا حق پہونچاتے رہو اور دولت کو بیجا مت اُڑاؤ کیونکہ دولت کے بیجا اُڑانے والے شیطانون کے بھائی ہین اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ہی ناشکرا ہے - اور اگر تمکو اپنے پروردگار کے فضل کے انتظار مین جسکی تم کو توقع ہو بمجبوری ان غربا سے مُنہ پھیرنا پڑے تو نرمی سے اُنکو سمجھا دو - اور اپنا ہاتھہ نہ تو اتنا سکیڑو کہ گویا گردن مین بندہا ہے اور نہ بالکل اسکو پھیلا ہی دو ایسا کروگے تو تم ایسے بیٹھے رہ جاؤگے کہ لوگ تم کو ملامت بھی کرین گے اور تم تہی دست بھی ہوگے - ای پیغمبر تمہارا پروردگار جسکی روزی چاہتا ہے فراخ کردیتا ہے اور جسکی روزی چاہتا ہے تنگ کردیتا ہے اور وہ اپنے بندونکے حال سے باخبر اور انکی ضرورتونکا دیکھنے والا ہے - اور افلاس کے ڈر سے اپنی اولاد کو

قتل نہ کروانکو اور تم کو ہم روزی دیتے ہین اولاد کا مارنا بڑا بھاری گناہ ہے اور زنا کے پاس
ہو کر بھی نہ پھٹکنا کیونکہ وہ بے حیائی ہے اور بہت ہی بُرا چلن ہے اور کسی کی جان کو جس کا
مارنا اللہ نے حرام کر دیا ہے ناحق قتل نہ کرنا اور جو شخص ظلم سے مارا جاے تو ہم نے اُسکے
والی وارث کو قاتل سے قصاص لینے کا اختیار دیا ہے تو اسکو چاہیے خون کا بدلہ لینے مین
زیادتی نہ کرے کیونکہ واجبی بدلہ لینے ہی مین اسکی جیت ہے - اور جب تک یتیم اپنی جوانی کو
نہ پہونچ لے اسکے مال کے پاس بھی نہ جانا مگر ایسی طرح پر کہ یتیم کے حق مین بہتر ہو اور عہد کو پورا
کیا کرو کیونکہ قیامت مین عہد کی باز پرس ہوگی - اور جب ماپ کر دو تو پیمانہ کو پورا بھر دیا کرو
اور تول کر دینا ہو تو ڈنڈی سیدھی رکھکر تولا کرو معاملہ کا یہ بہتر طریق ہے اور اسکا انجام
بھی اچھا ہے - اور ای مخاطب جس بات کا تجھکو علم یقینی نہین اُسکا پیچھا اسکے پیچھے نہ ہو لیا کر
کیونکہ کان اور آنکھ اور دل ان سب سے قیامت کے دن پوچھ گچھ ہوتی ہے - اور زمین
مین اکڑ کر نہ چلا کر کیونکہ اس دھمکے کے ساتھ چلنے سے تو زمین کو تو پھاڑ نہین سکیگا اور نہ
تنکر چلنے سے پہاڑون کی لمبائی کو پہونچ سکیگا - ای پیغمبر ان سب باتون مین جو بری ہین
سب ہی تو تمہارے پروردگار کے نزدیک ناپسند ہین اور یہ باتین بھی ان عقل و دانش کی
باتون مین سے ہین جنکو تمہارے پروردگار نے تمہاری طرف وحی کیا ہے - اور خدا کے
ساتھ کوئی اور معبود نہ بنانا ورنہ تم ملزم اور راندہ درگاہ بنا کر جہنم مین جھونک دئے جاؤ گے -
اس آیت مین بھی سب سے پہلے اللہ کی عبادت مین کسی کو شریک نہ کرنیکا حکم ہے کیونکہ
ساری نیکیون کی بنیاد یہی ہے ورنہ جو شخص بلا دلیل سوا اللہ کے اپنے لیے اور معبود تجویز

کرلے وہ اوامر و نواہی بھی من مانے مقرر کرلیگا - پھر والدین کے ساتھہ احسان اور اُنکی ضعیفی کے عالم مین جبکہ اولاد کو اُن سے کوئی فائدہ نہین پہونچتا ہے بلکہ اُنہین کی خدمت کرنی پڑتی ہے اُن کے گزشتہ احسانات کا خیال رکھکر اُنسے حسنِ سلوک کرنے اور اُن کے احسانات کے معاوضہ مین علاوہ اُنکی خدمت کے اُنکے لیے دعای خیر کرنیکی تاکید کی گئی ہے - اگر بہ تقاضای بشری کوئی حرکت اُنکے خلاف مرضی سرزد ہوجائے تو یہ اطمینان دلایا گیا ہے کہ خدا یتعالیٰ دلون کو دیکھتا ہے اولاد کا سچے دل سے والدین کے مطیع و فرمانبردار ہونا کافی ہے - اِس کے بعد قرابت دار مسکین اور مسافر کو اُن کے حقوق کے موافق مالی امداد کرنیکی ترغیب دی گئی ہے اور ساتھہ ہی مال کو بیجا اُڑانیکی بُرائی بتلائی گئی ہے تہیدستی کے عالم مین قرابت دار مسکین یا مسافر امداد کے طالب ہون تو اُن کو لینت کے ساتھہ سمجھا دینے کا حکم دیا گیا ہے - تہیدست نہ ہونیکی یہ ترکیب بتلائی گئی ہے کہ خرچ اسراف کی حد کو نہ پہونچ جاے اور ساتھہ ہی یہ بھی کہدیا گیا ہے کہ اِس سے مقصود بخل اختیار کرنا نہین کیونکہ آدمی بخل کرکے غنی ہو نہین سکتا غنی کرنا اللہ کے اختیار مین ہے وہ اپنے بندون کی ضرورتون سے واقف ہے بہ لحاظ مصالح کسی کی روزی فراخ کردیتا ہے اور کسی کی تنگ - مفلسی کے خوف سے اولاد کو قتل کرنیکی ممانعت اِس آیت مین بھی موجود ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ والد اور مولود ہر دو کا رزق چونکہ اللہ ہی کے ذمہ ہے اولاد کو قتل کرکے ایک بہت بڑا گناہ اپنے سر لینا نہایت بُری بات ہے - زنا کی ممانعت نہایت تشدد کے ساتھہ کی گئی ہے اور اسکی نسبت یہ کہا گیا ہے کہ وہ ایک بے حیائی کی حرکت اور بُری

روش ہے کیونکہ جو شخص اپنی عورت کو چھوڑ کر غیر کی عورت کی طرف مائل ہو تو گویا اُسکی عورت کو یہ تعلیم دیتی ہے کہ وہ اپنے شوہر کو چھوڑ کر غیر کے شوہر سے رشتۂ الفت جوڑے ۔

اِس آیت مین بھی کسی کو بیجا قتل کرنیکی ممانعت کی گئی ہے اور دنیا ہی مین جو بُرا نتیجہ اُس سے مترتب ہوتا ہے وہ بیان کیا گیا ہے۔ یعنی قاتل سے مقتول کے ورثا کو قصاص لینے کا حق حاصل ہوتا ہے۔ ساتھ ہی مقتول کے لوگون کو یہ بھی جتا دیا گیا ہے کہ قاتل کی اِس بیجا حرکت سے اُنکو جو غلبہ ہوا ہے اُسکو ناجایز طور پر استعمال نہ کرین[1] ۔ یتیم کا مال کھانیکی ممانعت اور اللہ کے ساتھ جو عہد کیے جاوین اُنکو پورا کرنیکا حکم اِس آیت مین بھی موجود ہے ۔ ماپ پوری کرنے اور سیدھی ڈنڈی سے تولنے کی تاکید بھی کی گئی ہے اور یہ سمجھایا گیا ہے کہ حسن معاملہ کے لیے اِس شرط کا ملحوظ رکھنا ضرور ہے اور اسکا نتیجہ بھی اچھا ہے ۔ جس بات کا علم یقینی طور پر نہ ہو اُسمین ذہنی منصوبون کے گھڑنے سے ممانعت کی گئی ہے ۔ عجب و نخوت کی مذمت اِس عمدہ طرز سے کی گئی ہے کہ آدمی کو اِس کی بُرائی کے تسلیم کرنے کے سوا چارہ نہین ہے یعنی جو لوگ زمین مین اکڑ کر چلتے ہین اُنسے کہا گیا ہے کہ تمہاری اِس قسم کی رفتار سے نہ تو زمین کو تم پھاڑ سکتے ہو اور نہ پہاڑون کی لمبائی کو پہونچ سکتے ہو پھر اِس فضول حرکت سے فایدہ ہی کیا ہے ۔ آخر مین آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ غرض تعلیم امت یہ جتلایا گیا ہے کہ یہ تمام عقل و دانش کی باتین اللہ نے تمہاری طرف وحی کی ہین پس خدا کے سوا کسی کو معبود نہ بنانا اور جو شخص اِس الزام مین گرفتار ہوگا وہ جہنم مین جھونک دیا جاویگا ۔

---

[1] یعنی قاتل کے عوض اُسکی قوم کے سردار کو نہ مارے نہ اُسکو جلا کر یا اور بُری طرح سے قتل کرے جو اُسکے ورثا مین اشتعال کا باعث ہو (تفسیر حقانی)

اِن احکام کے صادر ہونیکے بعد اگر کوئی شخص بہ تقاضای بشری کسی گناہ کا مرتکب ہو تو اُس سے پاک ہونیکا جو طریقہ اسلام مین بتلایا گیا ہے وہ بھی اِس قدر فطرت کے مطابق ہے کہ آدمی بلا غور و تامل اِس بات کی گواہی دے سکتا ہے کہ بلاشبہہ یہ دین اُسی خدائے واحد کا تعلیم کیا ہوا ہے جس نے انسان کو پیدا کیا۔ چنانچہ سورۂ آلِ عمران مین ارشاد ہوا ہے وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ یُصِرُّوْا عَلٰی مَا فَعَلُوْا وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ○ ترجمہ۔ جب کوئی بے حیائی کا کام کر بیٹھتے ہین یا کوئی اور بیجا بات کرکے اپنا یعنی اپنے دین کا کچھ نقصان کر لیتے ہین تو خدا کو یاد کرکے اپنے گناہون کی معافی مانگنے لگتے ہین۔ اور خدا کے سوا بندون کے گناہون کا معاف کرنے والا اور ہے بھی کون۔ اور کوئی بیجا بات کر بھی بیٹھتے ہین تو دیدہ و دانستہ اُسپر اصرار نہین کرتے۔ یہی لوگ ہین جنکا بدلہ اُنکے پروردگار کی طرف سے مغفرت ہے اور مغفرت کے علاوہ بہشت کے باغ جنکے تلے نہرین پڑی بہ رہی ہونگی کہ وہ انمین ہمیشہ ہمیشہ رہین گے اور نیک کام کرنے والون کے بھی کیسے کچھ اجر ہین۔

اِس آیت سے ظاہر ہے کہ بہ تقاضائے بشری کسی سے اگر کوئی بُرا کام سرزد ہو تو اُس سے پاک ہونیکے لئے خدا کو یاد کرکے معافی کا چاہنا کافی ہے کیونکہ اللہ جل شانہ جو نہایت رحم والا ہے فرماتا ہے کہ بندون کے گناہون کو معاف کرنیکے لیئے اُسکے سوا اور کون ہے۔ لیکن

معافی کا چاہنا اس قسم کا ہو کہ دیدہ و دانستہ اُس گناہ پر اصرار نہ کریں۔ ایسے نیکوکارون کے لیے اللہ جل شانہ اپنی مغفرۃ کی بشارۃ دیتا ہے اور ساتھ ہی ہمیشہ ہمیشہ رہنے کے لیے بہشت کے ایسے باغ کی جنکے تلے نہریں پڑی بہ رہی ہونگی۔ اور اس اجر کی تحسین بھی خود ہی فرماتا ہے تاکہ ایمان والون کو اُسمین کسیطرح کا شبہہ نہ رہے۔

چونکہ اس مختصر رسالہ مین مجھکو جمیع احکام مذہب اسلام سے بحث کرنا مقصود نہین ہے اور میری اصلی غرض صرف یہی بتلانا ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی مثل انبیاے سابق کے ایک خداے واحد کی عبادت کی تاکید اور شرک سے سخت ممانعت فرمائی ہے لہذا مین اب اُن بیشمار آیتون مین سے چند آیات کو نقل کرتا ہون جن سے یہ ثابت ہوجاویگا کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے جس قدر انبیا گزرے ہین اُنہون نے بالاتفاق اپنے اپنے وقت کی امتون کو توحید کی تعلیم اور شرک سے سخت ممانعت کی ہے۔ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس اہم مسئلہ کو اسقدر عمدگی اور صراحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے کہ اُسکی نظیر پچھلی کتب سماوی مین نہین ملتی ہے اگرچہ سارا قرآن ہمکو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے توسط سے پہونچا ہے لیکن مین بہ لحاظ الفاظ تعلیم توحید کے متعلق آیات کو تین قسمون پر منقسم کرتا ہون تاکہ اس ترتیب سے مضمون کے سمجھنے مین آسانی ہو۔

اوّل وہ آیتین جن مین خود اللہ جل شانہ نے شرک کی مذمت اور توحید کی تعریف فرمائی ہے۔

دوم وہ آیتین جن مین سابق کے انبیا علیہم السلام کی تعلیم کا ذکر ہے۔

سوم وہ آیتین جن مین آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے تفہیم کی گئی ہے۔

آج کل کیا بلکہ ایک زمانہ دراز سے اہلِ اسلام کے جو عقاید اس باب مین ہین مجھکو انکے متعلق اس رسالہ مین کوئی فیصلہ کرنے کی ضرورت نہین کیونکہ ناظرین خود ان آیات سے بخوبی سمجھ سکتے ہین کہ اسلام کی اصل تعلیم کیا تھی اور اب اکثر اہل اسلام کے عقاید کیا ہین جبکہ قرآن کی تعلیم اور موجودہ عقاید مین مخالفت صریح ثابت ہوجائے تو اس امر کا تصفیہ کرنا بھی میرے ذمہ نہین ہے کہ مسلمان ہونیکے لیے کون سے عقاید اختیار کرنے چاہئین

قسم اول یعنی وہ آیتین جن مین خود اللہ جل شانہ نے توحید کی تعریف اور شرک کی مذمت فرمائی ہے

سورۂ مومن مین ارشاد ہوا ہے۔ اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ○ هُوَ الْحَیُّ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِیَ الْبَیِّنٰتُ مِنْ رَّبِّیْ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

ترجمہ۔ اللہ وہ قادر مطلق ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو ٹھہرنے کی جگہ اور آسمان کو چھت بنایا ہے اور اسنے تمہاری صورتین بنائی ہین اور صورتین بھی بنائین تو اچھی اور عمدہ عمدہ چیزین تمہین کھانے کو دین۔ یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے سو اللہ کی ذات بڑی بابرکت ہے کہ وہ تمام جہان کا پالنے والا ہے۔ وہی ہمیشہ زندہ ہے اُس کے سوا کوئی معبود نہین تو خالص

اسی کی فرمانبرداری مدنظر رکھکر اسکی عبادت کرو۔ سب تعریفین خدا ہی کو سزاوار ہین جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔ اے پیغمبر ان لوگون سے کہو کہ جبکہ میرے پاس میرے پروردگار کی طرف سے صاف اور واضح دلیلین آچکی ہین تو مجھکو اُن معبودون کی پرستش کی مناہی ہے جن کو تم خدا کے سوا پوجتے ہو اور مجھکو حکم ہوا ہے کہ اللہ رب العالمین کا فرمانبردار ہوکر رہون۔

اِس آیت مین زمین اور آسمان کی پیدائش پھر انسان کی خلقت اور وہ بھی عمدہ سی عمدہ ساخت مین اور پھر اُسکے لیے رزق کا جو سامان مہیا کیا گیا اُسکا مجمل ذکر فرماکر اللہ جل شانہ نے اپنی ذات بابرکت کا پروردگار عالم ہونا ثابت فرمایا ہے اور پھر ارشاد فرمایا ہے کہ وہ چونکہ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے اُسکے سوا اور کسی مین معبود ہونیکی صلاحیت ہی نہین ہے تو چاہیے کہ اُسی کی عبادت کی جائے۔ اِسکے بعد آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم ہوا ہے کہ مشرکین اللہ کے سوا جن معبودون کی پرستش کرتے ہین اُنسے اپنی برأت ظاہر فرماوین کیونکہ جب اللہ جل شانہ کے پاس سے اُسکے معبود اور پروردگار عالم ہونیکے متعلق واضح دلیلین آچکین تو باطل کی پیروی ہو نہین سکتی۔ یہی مضمون نہایت تفصیل کے ساتھ سورۂ نحل کے ایک مقام مین اسطرح بیان ہوا ہے۔ هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِیْهِ تُسِیْمُوْنَ ○ یُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّیْتُوْنَ وَالنَّخِیْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ○ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ ۙ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ فِیْ

ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ۭ اِنَّ
فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا
طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ
فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا وَّ
سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ وَعَلٰمٰتٍ ۭ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝ اَفَمَنْ يَّخْلُقُ ۭ
كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ
رَّحِيْمٌ ۝ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ
دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۝ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَاۗءٍ ۚ وَمَا
يَشْعُرُوْنَ ۙ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ
قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۝ **ترجمہ** وہی قادر مطلق ہے جس نے
آسمان سے پانی برسایا جسمین سے کچھ تمہارے پینے کا ہے اور کچھ ایسا ہے کہ اُس سے
درخت پرورش پاتے ہین جنہین تم اپنے مواشیون کو چراتے ہو۔ اسی پانی سے خدا تمہارے
لیے کھیتی اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر طرح کے پھل پیدا کرتا ہے۔ جو لوگ سوچ سمجھ کو
کام مین لاتے ہین انکے لیے اسمین قدرت خدا کی ایک بڑی نشانی ہے۔ اور اسی نے رات
اور دن اور سورج اور چاند کو ایک اعتبار سے تمہارا تابع کر رکھا ہے اور اسی طرح ستارے
بھی اُسی کے حکم سے تمہارے تابع فرمان ہین۔ جو لوگ عقل رکھتے ہین اُنکے لیے ان چیزون
مین قدرت خدا کی بہتیری ہی نشانیان ہین۔ اور بہت سی چیزین جو تمہارے فائدے کے

لیے روی زمین مین پیدا کر رکھی ہین اور انکی مختلف رنگتین ہین اُن مین بھی ان لوگون کے
لیے جو غور و فکر کو کام مین لاتے ہین قدرت خدا کی بڑی نشانی موجود ہے - اور وہی
قادر مطلق ہے جس نے ایک اعتبار سے دریا کو تمہارا مطیع کر دیا ہے تاکہ اُسمین سے
تم مچھلیان نکالکر ان کا تازہ تازہ گوشت کھاؤ اور نیز اُسمین سے زیور کی چیزین یعنی
جواہرات نکالو جن کو تم لوگ پہنتے ہو - اور اے مخاطب تو کشتیون کو دیکھتا ہے کہ پانی
کو پھاڑتی ہوئی دریا مین چلی جا رہی ہین - اور دریا کو اس لیے بھی تمہارا مطیع کیا ہے
تاکہ تم لوگ خدا کا فضل یعنی تجارت کے فائدے تلاش کرو اور تاکہ آخر کار ان سب
منفعتون پر نظر کر کے خدا کا شکر کرو - اور اسی نے تمہاری بوجھل پہاڑ زمین مین گاڑے
تاکہ زمین تمہین لیکر کسی اور طرف نہ جھکنے پائے اور اسی نے ندیان اور رستے بنائے
تاکہ تم اپنی منزل مقصود کو پہونچو - اور مسافرون کے لیے اور بھی بہت نشانیان قرار دین
کہ انکے ذریعے سے رستے کی شناخت کرین اور لوگ ستارون سے بھی راہ معلوم کرتے
ہین - تو کیا جو خدا اتنی مخلوقات پیدا کرے وہ اُن بتون کے برابر ہو گیا جو کچھ بھی نہین
پیدا کر سکتے - پھر کیا تم اتنی بات بھی نہین سمجھتے - اور اگر خدا کی نعمتون کو گننا چاہو تو اتنی بہت
ہین کہ تم انکو پورا پورا گن نہ سکو - بے شک خدا بڑا بخشنے والا مہربان ہے کہ تمہاری ناشکری
پر بھی سزا نہین دیتا اور اپنی نعمتین موقوف نہین کرتا - اور جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ
ظاہر کرتے ہو اسد سب کچھ جانتا ہے - اور خدا کے سوا جن معبودون کو یہ لوگ حاجت روا
سمجھ کر پکارتے ہین اِن کا حال یہ ہے کہ وہ کوئی چیز پیدا نہین کر سکتے بلکہ وہ خود بنائے

جاتے ہین۔ مردے ہین جنمین جان نہین اور اتنی بھی خبر نہین کہ کب قیامت ہوگی اور مردے اُٹھا کھڑے کیے جاوینگے۔ پھر یہ قیامت مین کیا کام آسکتے ہین۔ لوگو تمہارا معبود خدائے واحد ہے تو جو لوگ روز آخرت کا یقین نہین رکھتے ان کے دل ہی کچھ اس قسم کے ہین کہ کیسی ہی واجبی بات ہو انکار ہی کیے چلے جاتے ہین اور وہ بڑے مغرور ہین۔

اس آیت کے پہلے حصّہ کے مضمون کو حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت مختصر الفاظ مین فارسی زبان مین ادا کیا ہے ؎

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کارند	تا تو نانے بکف آری و بغفلت نہ خوری

آفتاب۔ مہتاب سے ستارون سے اور رات دن سے چونکہ ہمارے جملہ کام نکلتے ہین اس اعتبار سے یہ چیزین ہمارے تابع قرار دی گئی ہین اسی طرح دریا سے بھی ہم بیشمار فایدے اُٹھاتے ہین۔ ان سب مخلوقات کا ذکر فرماکر اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے کہ کیا ایسے پیدا کرنے والے کو مشرکون نے اپنے قرار دئے ہوئے معبودون کے برابر کر دیا جو کچھ بھی نہین پیدا کر سکتے۔ یہ بڑی ناشکری ہے لیکن چونکہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے اسکی سزا دنیا مین نہین دیتا ہے اور ان نعمتون کو موقوف نہین کرتا ہے۔ آخر مین ارشاد ہوا ہے کہ لوگو تمہارا معبود وہی خدائے واحد ہے جس نے یہ سب کچھ تمہارے لیے پیدا کیا اور جن معبودون کو بے سمجھے لوگ حاجت روا سمجھ کر پکارتے ہین وہ خود ہی مخلوق ہونے اور کسی چیز کو پیدا کرنیکی قدرت نہین رکھنے کے علاوہ زندہ بھی نہین ہین بلکہ بے جان اور اُنہین یہ بھی خبر نہین ہے کہ قیامت کب ہوگی اور مردے جنمین وہ خود شامل ہین کب

اُٹھا کھڑے کیے جاوینگے - اِس قدر تفہیم کے بعد یہ ارشاد ہوا ہے کہ جو لوگ اِس حیات دنیا پر مغرور ہین وہ آخرت کا یقین نہین رکھتے ہین اور یہی سبب ہے کہ واجبی باتون سے بھی انکار کیے چلے جاتے ہین اِس آیت مین ایک بہت بڑی بات قابل لحاظ یہ ہے کہ اللہ جل شانہ نے اپنی ہر ایک نعمت کے ذکر کے ساتھہ ارشاد فرمایا ہے کہ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ○ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ○ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّذَّكَّرُوْنَ ○ یعنی اُن لوگون کے لیے جو غور و فکر کو کام مین لاتے ہین اور عقل رکھتے ہین اِن سب چیزون مین خدا کی قدرت کی بہتیری نشانیان موجود ہین - پس اسلام اسکی ہدایت کرتا ہے کہ انسان صرف دنیوی امور ہی مین نہین بلکہ اپنے دین مین بھی غور و فکر اور عقل سے کام لے -

سورۂ بقر مین ایک جگہ ارشاد ہوا ہے - وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ○ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۪ وَّتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ○ **ترجمہ** - اور لوگو تمہارا معبود تو وہی خدائے واحد ہے اِسکے سوا کوئی معبود نہین بڑا رحم کرنیوالا مہربان ہے - بے شک آسمانون اور زمین کے پیدا کرنے مین اور رات اور دن کے اول بدل مین اور جہازون مین جو لوگونکے فایدے

کی چیزین یعنی مال تجارت سمندر مین لیکر چلتے ہین اور مینہ مین جسکو اللہ آسمان سے برساتا پھر اسکے ذریعہ سے زمین کو اس کے مرے یعنی افتادہ ہوے پیچھے پھر زندہ یعنی شاداب کرتا ہے اور ہر قسم کے جانورون مین جو روے زمین پر پھیلا رکھے ہین اور ہواؤن کے ادھر سے اُدھر اور اُدھر سے ادھر پھیرنے مین اور بادلون مین جو خدا کے حکم سے آسمان و زمین کے درمیان گھرے رہتے ہین۔ غرض ان سب چیزون مین اُن لوگون کے لیے جو عقل رکھتے ہین قدرت خدا کی بہتیری نشانیان موجود ہین۔

اس آیت مین بھی آسمان و زمین کی مختلف چیزون کو بیان کرکے خدا نے انھین مشاہدات سے اپنی توحید پر استدلال فرمایا ہے اور آخر مین یہ ارشاد ہوا ہے کہ جو لوگ عقل رکھتے ہین اُنکے لیے ان چیزونمین خدا کی قدرت کی نشانیان موجود ہین کیونکہ یہ تمام چیزین ایسی ہین کہ انسان کو اُسمین کسیطرح کا دخل نہین ہے آسمان و زمین کو پیدا کرنا تو درکنار اُسکو چھوڑ کر انسان اور کسی مقام کو جا نہین سکتا۔ رات اور دن کو بدلنا تو ایک طرف اُسمین کسیطرح کی تقدیم و تاخیر تک نہین کر سکتا۔ سمندر مین انسان کی عاجزی اُسوقت ظاہر ہو جاتی ہے کہ جہاز کو ہوا کے جھونکے لگنے شروع ہوتے ہین اور لہرین ہر طرف سے اسپر چڑھی چلی آتی ہین۔ بارش کے متعلق انسان کا بے بس ہونا امساک باران کے وقت معلوم ہو جاتا ہے کیونکہ جس زمین سے پانی کی موجودگی مین وہ اپنی غذا نکالتا ہے وہی زمین پانی نہ ہونے سے افتادہ ہو جاتی ہے اور جب تک اللہ اپنے فضل سے ہواؤن کو پھیر کر بادل نہ لائے پانی نہین برستا اور زمین شاداب نہین ہوتی۔ یہی وہ باتین ہین جنمین خدا کی قدرت کی

نشانیان موجود ہین لیکن اُن کو وہی لوگ دیکھتے ہین جنکو عقل ہے - جو لوگ عقل نہین رکھتے ہین اور اللہ جل شانہ کے ساتھہ شرک کرتے ہین اُن کی تنبیہ کے لیے سورۂ روم کے ایک مقام مین یہ ارشاد ہوا ہے - اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ یُحْیِیْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ یَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَیْءٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ○ ترجمہ - یہ تو اللہ وہ قادر مطلق ہے جس نے تمکو پیدا کیا پھر تمکو روزی دی پھر وہی تم کو مارتا ہے پھر وہی تمکو جلائے گا - بھلا تمہارے ٹھہرائے ہوئے شریکون مین کوئی ہے جو ان کامون مین سے کچھہ بھی کر سکے - جیسے جیسے یہ لوگ شرک کرتے ہین خدا کی ذات اُس سے پاک اور بالاتر ہے -

جبکہ ان لاجواب دلایل کو سنکر مشرک اپنے افعال کی یہ تاویل کرنے لگے کہ اُن کے معبود حقیقت مین خدا نہین ہین لیکن خدا کے پاس اُنکے سفارشی ہین تو اللہ جل شانہ نے اسکی تردید سورۂ یونس کے ایک مقام مین اسطرح فرمائی ہے - وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَضُرُّهُمْ وَلَا یَنْفَعُهُمْ وَیَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا یَعْلَمُ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ○ ترجمہ اور مشرکین خدا کے سوا ایسی چیزون کی پرستش کرتے ہین جو نہ تو ان کو نقصان ہی پہونچا سکتے ہین اور نہ ان کو فائدہ ہی پہونچا سکتے ہین - اور کہتے ہین کہ ہمارے یہ معبود اللہ کے ہان ہمارے سفارشی ہین - اے پیغمبر ان لوگون سے کہو کیا تم اللہ کو ایسی چیز کے ہونے کی خبر دیتے ہو جسکو وہ نہ تو کہین آسمانون مین پاتا ہے

اور نہ کہین زمین مین - وہ ان لوگون کے شرک سے پاک اور بالاتر ہے -

اِس آیت مین پہلے یہی جتلادیا گیا ہے کہ خدا کے سوا جنکی پرستش کی جاتی ہے اُن مین یہ طاقت ہی نہین ہے کہ غیر کو کچھہ نقصان یا فائدہ پہونچا سکین - پھر مشرکین کے اِس قول کی ھٰؤلاء شفعاءنا عند اللہ اسطرح تردید کی گئی ہے کہ آسمان و زمین مین کوئی ایسا نہین ہے جو اللہ کے خلاف مرضی کیسکی سفارش کرے کیونکہ اس قسم کی سفارش قبول کرنے مین اُسکی عاجزی اور سفارش کرنے والے کا دباؤ ثابت ہوتا ہے حالانکہ اس عیب سے اللہ کی بے نیاز ذات پاک اور مبرّی ہے -

مولانا نذیر احمد صاحب نے سورۂ نحل کی ایک آیت پر جو ذیل مین لکھی جاتی ہے یہ فایدہ تحریر فرمایا ہے کہ مشرکین شرک کی یہ تاویلین کیا کرتے تھے اور اب بھی کرتے ہین کہ جسطرح بادشاہون کے ہان بااختیار وزیر اور کارپرداز ہوتے ہین اسیطرح خدا کی سرکار مین انکے دوسرے معبود ہین - خدا تعالیٰ نے انکے اِس خیال کو باطل ٹھہرادیا کہ تم کو مثال دینے کا سلیقہ نہین تمہاری مثالین بے تکی مثالین ہین خدا لوگون کے حال سے واقف ہے اور تم نبی آدم واقف نہین ہو اسی ناواقفیت کی وجہ سے تم مین جو بادشاہ ہوتے ہین اِن کو مدد لینے کی ضرورت ہوتی ہے اور حاجتمندون کو بھی ضرورت ہوتی ہے کہ کوئی انکا سفارشی ہو اور ان کو خبر پہونچائے لیکن خدا جو خود دانا و بینا ہے وہ بغیر واسطے کے سنتا اور تمہارا سب حال جانتا ہے - چنانچہ اللہ جل شانہ نے خود دو مثالین بیان فرمائی ہین جو نہایت موزون اور چسپان ہین -

سورۂ نحل - وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْتَطِيعُونَ ۝ فَلَا تَضْرِبُوا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ
يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوكًا لَّا يَقْدِرُ
عَلٰي شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ۭ هَلْ
يَسْتَوٗنَ ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا
رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰي شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰي مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا
يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ۭ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ ۙ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ
عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ ترجمہ - اور خدا کے سوا اُن معبودوں کی پرستش
کرتے ہیں جو آسمان و زمین سے اُن کو رزق دینے کا کچھ بھی اختیار نہیں رکھتے اور نہ
ایسے اختیار پر دسترس پا سکتے ہیں - تو دنیا کے بادشاہوں کے قیاس پر خدا کے
لیے مثالیں تصنیف نہ کرو - ٹھیک مثال کا دینا اللہ کو معلوم ہے اور تم کو معلوم نہیں
ایک مثال خدا بیان فرماتا ہے کہ ایک غلام ہے دوسرے کی ملک جو کسی بات کا
اختیار نہیں رکھتا اور ایک دوسرا شخص ہے خود مختار جسکو ہم نے اپنی سرکار سے اچھی
معقول روزی دے رکھی ہے تو وہ اسمیں سے چُپ چپاتے اور کھلے خزانے جو جی
چاہتا ہے خرچ کرتا ہے - کیا ایسے دو شخص برابر ہو سکتے ہیں - یہ مثال سنکر مشرکین
خود بول اُٹھیں گے کہ نہیں برابر ہو سکتے تو ای پیغمبر تم ان سے کہو الحمد للہ - مگر ان
لوگوں کا حال یہ ہے کہ ان میں بہتیرے نہیں سمجھتے - اور خدا ایک دوسری مثال دیتا ہے

کہ دو آدمی ہین ان مین کا ایک گونگا اور گونگا ہونے کے علاوہ پرایا غلام کہ خود کچھہ نہین کرسکتا اور گونگے ہونیکی وجہ سے وہ اپنے آقا کا بار خاطر بھی ہے کہ جہان کہین اس کو بھیجو اس سے کچھہ بھی ٹھیک نہین بن آتا۔ کیا ایسا غلام اور وہ شخص دونون برابر ہوسکتے ہین جو لوگون کو صراط عدال پر قایم رہنے کو کہتا اور خود بھی اعتدال یعنی انصاف کے سیدھے رستے پر قایم ہے۔

اس آیت کی تحت مین مولانا **ابو محمد عبد الحق** صاحب مصنف تفسیر حقانی نے تحریر فرمایا ہے کہ مشرکین دو قسم کے تھے بالکہ اب بھی ہین۔ ایک وہ جو پتھر یا اور چیزون کی مورتون کو پوجتے تھے ان کے ان معبودون کو مثال اخیر مین ذکر کیا اور ایک وہ جو بزرگون کو پوجتے تھے ان کے لیے مثال اول ہے۔

سورہ حج مین بھی اللہ جل شانہ نے ایک مثال دی ہے جس سے اللہ کے سوا جنکی پرستش کی جاتی ہے انکا عاجز اور بے اختیار ہونا ثابت کیا گیا ہے چنانچہ ارشاد ہوا ہے۔ يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوا لَهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَن يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ ۖ وَإِن يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَّا يَسْتَنقِذُوهُ مِنْهُ ۚ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ ○ مَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ○ **ترجمہ**۔ لوگو ایک مثال بیان کی جاتی ہے تو اسکو کان لگاکر سنو کہ خدا کے سوا جن معبودون کو تم لوگ پکارتے ہو وہ ایک مکھی بھی پیدا نہین کرسکتے اگرچہ اس کے پیدا کرنیکے لیے سب کے سب اکٹھے ہوجائین اور اگر مکھی انسے

کچھہ چھین لے جائے تو اسکو اُس سے چھڑا نہین سکتے - کیسے ہی بودے یہ بت پرست ہین جو ایسے عاجز اور بے اختیار معبود اپنے لیے ٹھہرا رکھے ہین - اِن لوگون نے خدا کی جیسی قدر جاننی چاہیے تھی جانی ہی نہین ورنہ اللہ تو بڑا زبردست سب پر غالب ہے

اِس آیت مین یہ بتلایا گیا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی ایسا نہین ہے جو اُسکی بیشمار خلقت مین سے ایک مکھی کو بھی پیدا کر سکے - مکھی کا پیدا کرنا تو ایک طرف اگر مکھی انسان سے کوئی چیز چھین لے جائے تو انسان کو اتنی بھی قدرت نہین ہے کہ اُسکو مکھی سے چھڑا سکے - یہ ایک معمولی کیفیت ہے جو انسان کو ہمیشہ پیش آیا کرتی ہے یعنی انسان کی غذا پر مکھی بیٹھتی ہے اور اُس سے اپنا حصّہ چھین لے جاتی ہے لیکن انسان اُس کو مکھی سے چھڑا نہین سکتا ہے اِس مثال کے بعد ارشاد ہوا ہے کہ مشرکین بے سمجھی سے خدا کی قدرت اور غلبہ کی قدر نہین کرتے ہین -

چنانچہ بغرض تفہیم مزید اسد جل شانہ نے سورۂ عنکبوت مین اور ایک مثال دی ہے

مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ۭ وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ○

ترجمہ - جن لوگون نے خدا کے سوا دوسرے کارساز بنا رکھے ہین اُن کی مثال مکڑی کی سی ہے کہ اس نے بھی اپنے زعم مین گھر بنایا اور کچھہ شک نہین کہ گھرون مین بودے سے بودا مکڑی کا گھر ہے - ای کاش یہ لوگ اتنی بات سمجھتے -

اس آیت مین مشرکین کی نادانی ظاہر کی گئی ہے کہ انھون نے اللہ کے سوا اورون کو

جو معبود بنا رکھا ہے اس خیال سے کہ وہ اُنکے کام آوینگے اُنکی مثال مکڑی کی سی ہے کہ اِس نے بھی اپنے زعم مین ایک گھر پناہ کے لیے بنایا ہے حالانکہ مکڑی کا گھر بودی بودا ہی۔ سورۂ روم کے ایک مقام مین اللہ جل شانہ نے شرک سے اپنی کمال درجہ کی ناراضامندی ظاہر فرمانیکے لیے یہ مثال دی ہے۔ ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ أَنفُسِكُمْ ۖ هَل لَّكُم مِّن مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُم مِّن شُرَكَاءَ فِي مَا رَزَقْنَاكُمْ فَأَنتُمْ فِيهِ سَوَاءٌ تَخَافُونَهُمْ كَخِيفَتِكُمْ أَنفُسَكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ○ **ترجمہ**

وہ تمہارے سمجھنے کے لیے تم ہی مین کی ایک مثال بیان فرماتا ہے کہ جن غلامون کے تم مالک ہو ان مین سے اُس روزی مین جو ہم نے تم کو دے رکھی ہے کوئی اور بھی تمہارے شریک ہین اور تم اور وہ اُس روزی مین برابر کا حق رکھتے اور تم اُنکی ویسی ہی پروا کرتے ہو جیسی کہ تم اپنی پروا کرتے ہو۔ جو لوگ عقل رکھتے ہین اُن کے لیے ہم اپنی آیتون کو اسیطرح کھول کھول کر بیان کرتے ہین۔

مولانا **نذیر احمد** صاحب نے اس آیت پر یہ فائدہ تحریر فرمایا ہے "مطلب یہ ہے کہ جب تم لوگ اپنے غلامون کو اپنی برابری مین نہین لیتے حالانکہ وہ تمہاری اتنی ہی بات کے کنوٹڈے ہین کہ تم نے اِن کو مول لیا ہے۔ اِس پر بھی نہ تم اپنی جیسی انکو خوراک دیتے ہو نہ اپنی جیسی اِن کی پرداخت کرتے غرض کسیطرح پر تم اپنی برابری کے درجے مین نہین لیتے تو خدا اپنی مخلوقات کو اپنا شریک کیون پسند کرنے لگا جو اُسکے مقابلے مین غلامون سی بھی گئی گزری ہین" اللہ اور اسکی مخلوق مین صاحب اور غلام کی نسبت بھی ٹھیک نہین ہو سکتی کیونکہ صاحب

اور غلام مجنس ہین۔ صاحب کا کسی وقت غلام ہوجانا اور غلام کا صاحب ہوجانا ممکن ہے اسی بنا پر مولانا **نذیر احمد** صاحب نے لکھا ہے کہ خدا کے مقابلے مین اس کے مخلوقات غلام سے بھی گئے گزرے ہین۔

اس آیت مین صاحب اور غلام کی جو مثال دی گئی ہے اسکو ہم اپنے زمانہ کے آقا و خادم پر خیال کر سکتے ہین۔ ہم اپنے خادمون کو اپنے برابر سمجھنا اور اپنے نفوس کی سی انکی پرداخت کرنی تو ایک طرف بلکہ ہم انکو اپنے مقابلہ مین حقیر و ذلیل سمجھتے ہین آقا و خادم کا کیا ذکر ہے ایک فاتح قوم کے افراد اپنی مفتوح قوم کے افراد کو گو وہ اُن سے زیادہ ہوشیار اور لایق ہی کیون نہ ہون اپنے برابر نہین سمجھتے ہین پھر خدا تعالیٰ جو ساری جہان کا مالک اور بادشاہ ہے اور کل مخلوقات ہمیشہ اسکے قابو مین ہین ان کا اپنے ساتھ شریک کیے جانا کیونکر پسند فرما سکتا ہے۔

ان دلایل واضح کے علاوہ اللہ جل شانہ نے سورۂ انبیا کے ایک مقام مین اور ایک نہایت قوی اور معقول دلیل مشرکین کے شرک کے ابطال مین بیان فرمائی ہے جس کو سننے کے بعد معمولی سمجھ والے آدمی کو بھی حق کے قبول کرنے مین کوئی عذر نہو نہین سکتا الّا یہ کہ عمداً گریز کیا جاے۔ چنانچہ ارشاد ہوا ہے۔ لَوْ كَانَ فِيهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْـَٔلُوْنَ ○ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ۭ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ ۚ هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِيَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِيْ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۙ الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ○

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ۝

ترجمہ۔ اگر زمین و آسمان مین خدا کے سوا اور معبود ہوتے تو زمین و آسمان دونون کبھی کے برباد ہو گیے ہوتے تو جیسی جیسی باتین یہ لوگ بناتے ہین اللہ جو عرش کا مالک ہے وہ تو ان عیبون اور نقصان سے پاک ہے۔ جو کچھ وہ کرتا ہے اسکی باز پرس اس سے نہین کی جا سکتی اور ہان لوگون سے ان کے کیے کی باز پرس ہونی ہے۔ کیا لوگون نے خدا کے سوا دوسرے معبود بنا رکھے ہین ای پیغمبر تم ان لوگون سے کہو کہ اپنی دلیل تو پیش کرو۔ جو لوگ میرے ساتھ ہین ان کی کتاب یعنی قرآن اور جو مجھسے پہلے ہو چکے ہین ان کی کتابین تورات و انجیل وغیرہ موجود ہین ان مین دوسرے معبودون کی سند دکھا دو۔ بات یہ ہے کہ ان مین سے اکثر تو حق بات کو جانتے ہی نہین تو جب حق کا ذکر آتا ہے تو یہ لوگ منہ پھیر لیتے ہین اور ای پیغمبر ہمنے تمسے پہلے جب کبھی کوئی رسول بھیجا تو اسپر ہم یہی وحی نازل کرتے رہے کہ ہمارے سوا کوئی اور معبود نہین تو ہماری ہی عبادت کرو۔

یہ مانی ہوئی بات ہے کہ اگر ایک ملک مین دو بادشاہ یا حاکم ہون تو ہر ایک اپنا حکم چلانا چاہیگا اور اسکا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ہر دو کے اختلاف کی وجہ سے ملک مین انتظام کے عوض بدانتظامی پھیل جاوے گی۔ اسلیے جل شانہ فرماتا ہے کہ اگر آسمان و زمین مین اللہ کے سوا اور خدا مشرکین کے زعم کے موافق ہوتے تو یہ تمام آپسمین لڑ مرتے اور زمین و آسمان دونون برباد جاتے۔ ان کے انتظام کی درستگی ہی اس امر کی گواہ ہے کہ انکا مدبر ایک خدای واحد ہے جس کے افعال کے متعلق باز پرس کی کسیکو طاقت نہین ہے بلکہ جو افعال دوسرون سے

صادر ہوتے ہین اُن کی باز پرس ہوگی - اسکے بعد آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مشرکین سے اُنکے دعوے کی دلیل طلب کرنیکے لیے کہا گیا ہے اور ساتھہ ہی یہ بھی سمجھا دینے کا حکم ہوا ہے کہ صرف قرآن ہی مین نہین بلکہ اگلے کتب سماوی یعنی تورات و انجیل مین بھی شرک کے لیے کوئی سند نہین ہے جتنے رسول آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قبل گزر چکے انپر اللہ جل شانہ نے یہی وحی نازل فرمائی تھی کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہین پس اسی ایک کی عبادت کی جاے -

مشرکین کی تردید کے علاوہ قرآن مجید مین جابجا اہل کتاب کی بھی جو اپنے انبیا علما اور مشایخ کی حد سے زیادہ تعظیم کر کے شرک مین مبتلا ہو گیے تھے تنبیہ کی گئی ہے تاکہ یہ لوگ بھی راہ حق اختیار کرین - اسکا اثر یہ ہوا کہ ان مین سمجھہ دار لوگون نے بلا تامل حق کو قبول کر لیا لیکن ضدی اور سرکش گمراہی مین پڑے رہے - اور یہی کیفیت ابتک باقی ہے -

سورۂ نسا مین اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے - يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ ۚ إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ ۚ أَلْقَاهَا إِلَىٰ مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِّنْهُ ۖ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۖ وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ ۚ انتَهُوا خَيْرًا لَّكُمْ ۚ إِنَّمَا اللَّهُ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ سُبْحَانَهُ أَن يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ ۘ لَّهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا ○ لَّن يَسْتَنكِفَ الْمَسِيحُ أَن يَكُونَ عَبْدًا لِّلَّهِ وَلَا الْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ ۚ وَمَن يَسْتَنكِفْ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ إِلَيْهِ جَمِيعًا ○ ترجمہ - ای اہل کتاب اپنے دین مین حد اعتدال سے

تجاوز یعنی افراط و تفریط نہ کرو۔ اور خدا کی نسبت حق بات کے سوا ایک لفظ بھی مُنہ سے نہ نکالو۔ حق بات تو اتنی ہی ہے کہ مریم کے بیٹے عیسیٰ مسیح بس اللہ کے ایک رسول ہین اور خدا کا حکم جو اُسنے مریم کی طرف کہلا بھیجا تھا کہ بے شوہر حاملہ ہو جاؤ اور وہ ہو گئین اور وہ ایک روح تھی جو خاص خدا کی طرف سے دنیا مین آئی تو اللہ اور اُسکے رسولون پر ایمان لاؤ اور تین خدا نہ کہو اس سے باز آؤ کہ یہ تمہارے حق مین بہتر ہے بس اللہ ہی اکیلا معبود ہے وہ اس سے بری ہے کہ اس کے کچھ اولاد ہو۔ اسی کا ہے جو کچھ آسمانون مین ہے اور جو کچھ زمین مین ہے اور اللہ سب کا کارساز بس ہے۔ مسیح کو خدا کا بندہ ہونے سے ہرگز کسی قسم کی عار نہین اور نہ فرشتون کو جو خدا کے مقرب ہین۔ اور جو خدا کا بندہ ہونے سے عار رکھے اور بڑائی کی لے تو عنقریب خدا ان سب کو اپنے پاس کھینچ بلائے گا۔

اِن آیات مین اہل کتاب دین مین افراط و تفریط کرنے سے منع کیے گیے ہین اور اللہ پر جھوٹ کہنے سے کیونکہ عیسائی حضرت مسیح ابن مریم کو خدا کا بیٹا کہتے تھے پھر اللہ جل شانہ نے حضرت عیسیٰ کی حقیقت بیان فرمائی ہے کہ وہ محض حکم خدا سے مریم کے بطن سے بے باپ پیدا ہوے اور وہ اللہ کے رسول ہین انکو خدائی مین کوئی شرکت نہین ہے اور نہ انکی والدہ کو پس تین خدا کیونکر ہو سکتے ہین اللہ ہی اکیلا معبود ہے اور سارے آسمان و زمین مین اسیکی بادشاہی ہے اور اپنے جمیع مخلوقات کا وہی ایک کارساز ہے۔ اِس کے بعد یہ جتلایا گیا ہے کہ جب خود عیسیٰ کو اللہ کا بندہ ہونے سے انکار نہ تھا تو تم لوگ کیون ان کو بندگی سے خارج کر کے خدائی کے درجہ پر پہونچاتے ہو۔ پھر ارشاد ہوا ہے کہ جو شخص اللہ کی

بندگی سے عار و انکار کرتا ہے اسکو اپنے عار و انکار کی حقیقت اسوقت معلوم ہو جاویگی
جبکہ سارے لوگ اسکے حضور مین حاضر کیے جاوینگے۔

تفسیر حقانی مین اس آیت کے تحت مین یہ لکھا ہے "و ومن یستنکف مین ایک
لطیف اشارہ سا اس طرف بھی ہے کہ خواہ مسیح ہو خواہ کوئی پیغمبر یا فرشتہ کس نے جان
پائی ہے کہ جو ہماری غلامی اور بندگی سے سرتابی کرے منصب خدائی تو درکنار ذرہ بھر سرتابی
کی بھی کسیکو مجال نہین فسبحان الحی القھار الجبار القدیر الصمد لم یلد ولم یولد"

سورۂ مائدہ مین بھی حضرت عیسیٰ مسیح کے معاملہ کی نسبت ارشاد ہوا ہے۔ مَا الْمَسِيحُ
ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ ۖ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۖ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ ۖ
كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ ۗ انظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْآيَاتِ ثُمَّ انظُرْ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ۝
قُلْ أَتَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا ۚ وَاللَّهُ
هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ○ **ترجمہ**۔ مریم کے بیٹے مسیح تو صرف ایک رسول ہین اور بس
ان سے پہلے بھی بہتیرے رسول ہو گزرے ہین اور انکی والدہ مریم بھی خدا کی ایک سچی بندی
تھین۔ وہ دونون آدمیون کی طرح یہ دونون ماں بیٹے کھانا کھاتے تھے۔ اے پیغمبر دیکھو تو سہی
ہم اپنے دلایل کسطرح کھول کھول کر ان لوگون سے بیان کرتے ہین اور پھر دیکھو کہ یہ لوگ
کدھر الٹے بھٹکے چلے جارہے ہین۔ اے پیغمبر ان لوگون سے کہو کہ کیا تم خدا کے سوا ایسی
چیزون کی عبادت کرتے ہو جن کے اختیار مین تمہارا نفع و نقصان کچھ بھی نہین اختیار تو
درکنار انکو تمہارے نفع و نقصان کی خبر تک بھی نہین اور اللہ ہی ہے جو سب کی سنتا اور سب کچھ جانتا اور با اختیار ہے

اِس آیت مین یہ سمجھایا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ بھی اور رسولون کے مانند ایک رسول تھے اور انکی والدہ اللہ کی سچی بندی تھین - اِن ہر دو کا کھانے پینے کا محتاج ہونا ہی انکے انسان ہونے پر صاف دلیل ہے - اسکے بعد یہ ارشاد ہوا ہے کہ عبادت کی مستحق تو وہ ذات ہے جو نفع وضرر کی مالک ہو - غیرون کے نفع وضرر کے مالک ہونا تو ایک طرف جب حضرت عیسیٰ خود اپنے نفع وضرر کے مالک نہ تھے تو یہ معبود کیسے ہوسکتے ہین - مالک نفع وضرر اور صاحب اختیار تو بس اللہ جل شانہ کی ہی ذات ہے

اہل کتاب صرف اپنے انبیا ہی کی نہین بلکہ علما ومشایخ کی بھی حد سے زیادہ تعظیم کرکے جو شرک مین مبتلا ہو گیے تھے اُسکا ذکر اللہ جل شانہ نے سورۂ توبہ کی اِس آیت مین فرمایا ہے - اِتَّخَذُوٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ ترجمہ - ان لوگون نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالمون اور اپنے مشایخون اور مسیح ابن مریم کو خدا بنا کھڑا کیا حالانکہ ہمارے ہان سے اِن کو یہی حکم دیا گیا تھا کہ ایک ہی خدا کی عبادت کرتے رہنا اِس کے سوا کوئی اور معبود نہین وہ انکے شرک سے پاک ہے -

مولانا نذیر احمد صاحب نے اِس آیت پر یہ فائدہ تحریر فرمایا ہے کہ یہود ونصاریٰ اپنی پیشواؤن کی تعظیم حد سے زیادہ کرنے لگے اور انکے تمام افعال واقوال کو عین خدا کا فرمودہ سمجھتے تھے اسکو خدا نے خدا بنانا فرمایا - آج کل کے بعض مسلمان بھی اسی طرح کی پیر پرستی اور

گو پرستی کرتے ہین اس آیت سے انکو پند پذیر ہونا چاہیے۔

اِس کے ساتھہ ہی قرآن شریف مین یہ شبہہ نہایت وضاحت کے ساتھہ دفع کردیا گیا ہے کہ جن مخلص بندون کی پرستش کی جاتی ہے وہ مشرکین کے اس فعل سے راضی ہین یا نہین اور اُن کی کیفیت اللہ جل شانہ کے روبرو کیا ہے۔ چنانچہ سورۂ انبیا مین ارشاد ہوا ہے۔ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ۝ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ۝ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ۝

ترجمہ۔ اور بعض کافر کہتے ہین کہ خدای رحمان بیٹیان رکھتا ہے یعنی فرشتے اسکی بیٹیان ہین۔ اسکی ذات اس تہمت سے پاک ہے۔ فرشتے خدا کی بیٹیان نہین بلکہ اس کے معزز بندے ہین۔ اسکے آگے بڑہکر بات نہین کرسکتے اور وہ اسی کے حکم پر کاربند رہتے ہین۔ ان کا اگلا پچھلا سب حال اسکو معلوم ہے اور یہ فرشتے کسی کی سفارش تک نہین کرسکتے مگر جن کے حق مین خدا ان کی سفارش پسند فرمائے اور وہ اُسکے جلال سے ہمہ وقت ڈرتے رہتے ہین۔

تفسیر حقانی مین لکھا ہے کہ عرب مین قبیلہ خزاعہ کے لوگ فرشتون کو خدا تعالیٰ کی بیٹیان کہا کرتے تھے اسکے قول کو رد فرماتا ہے۔

گو آیت کا شان نزول خاص ہو لیکن اصول تفسیر کے مطابق حکم عام ہوتا ہے۔ اس آیت مین اللہ کے معزز بندون کی جو پرستش کی جاتی تھی اسکی تردید کی گئی ہے اور یہ جتلایا گیا

کہ اللہ کے نزدیک اُنکی عزت اسی وجہ سے ہے کہ وہ اُسکے حکم بردار ہین اور کمال ادب کی وجہ سے اسکے آگے بات تک نہین کرتے ہین اور انکے خوف کی حالت یہ ہے کہ اسکے جناب مین کسیکے لیے سفارش بھی نہین کرتے جب تک کہ انکو یہ نہ معلوم ہو کہ خدا تعالی اسکے حق مین اُنکی سفارش کو پسند فرماویگا۔

خاص حضرت عیسی مسیح کو قیامت مین جو معاملہ پیش آوے گا اُسکی خبر اللہ جل شانہ نے سورۂ مائدہ مین دی ہے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ وہ بھی اس بات سے نہایت بیزار ہین کہ انکا مرتبہ نبوت و رسالت کے درجہ سے بڑھا دیا جاے اور الوہیت کے درجہ پر پہونچایا جائے چنانچہ ارشاد ہوا ہے وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ ۢ بِحَقٍّ ؕ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ○ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ؕ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ○ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ؕ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ ؕ وَهُوَ عَلٰى

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ○ **ترجمہ** - اور قیامت کے دن اللہ جل شانہ عیسیٰ سے پوچھیگا کہ اے مریم کے بیٹے عیسیٰ کیا تم نے لوگون سے یہ بات کہی تہی کہ خدا کے علاوہ مجھکو اور میری والدہ کو بھی دو خدا مانو عیسیٰ عرض کرینگے اے پروردگار تیری ذات پاک ہی مجھہ سے یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ مین ایسی بات کہون جس کے کہنے کا مجھکو کوئی حق نہین - اگر مین نے ایسا کیا ہوگا تو میرا کہنا تجھکو ضرور ہی معلوم ہوا ہوگا کیونکہ تو تو میرے دل تک کی بات جانتا ہے اور مین تیرے دل کی بات نہین جانتا کیونکہ غیب کی باتین تو تو ہی خوب جانتا ہے تو نے جو مجھکو حکم دیا تہا بس وہی مین نے ان کو کہہ سنایا تہا کہ اللہ جو میرا اور تمہارا سب کا پروردگار ہے اسی کی عبادت کرو اور جب تک مین ان لوگون مین موجود رہا مین ان کا نگران حال رہا پھر جب تو نے مجھکو اپنے پاس بلا لیا تو تو ہی ان کا نگہبان تہا اور تو تمام چیزون کی خبر رکہتا ہے - اگر تو ان کو عذاب دے تو تجھکو اختیار ہے یہ تیرے بندے ہین اور اگر تو ان کو معاف کرے تو کوئی تیرا ہاتھہ نہین پکڑ سکتا کیونکہ بے شک تو ہی سب پر غالب اور حکمت والا ہے عیسیٰ کے یہ معروضات سنکر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ یہی آج کا دن ہے کہ سچے بندون کو انکا سچ کام آئے گا انکے لیے بہشت کے باغ ہون گے جن کے تلے نہرین پڑی بہ رہی ہونگی اور وہ ان مین ہمیشہ ہمیشہ رہین گے - اللہ ان سے خوش اور وہ اللہ سے خوش یہ ہے بڑی کامیابی - آسمان و زمین اور جو کچہہ آسمان و زمین مین ہے سب پر اللہ ہی کی حکومت ہے اور وہ سب چیزون پر قادر ہے -

ان آیات سے ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جواب یہی ہوگا کہ انہون نے اپنے

فرض منصبی کو ادا کیا اور اپنی امت کو یہی کہا کہ اللہ جل شانہ جو انکا اور ساری جہان کا پروردگار ہے اسیکی عبادت کرین۔ اس بات پر وہ خود اللہ جل شانہ کو گواہ ٹھہراوینگے اور یہ بھی عرض کرینگے کہ جب تک وہ دنیا مین رہے اس امر کی حفاظت کرتے رہے لیکن دنیا سے اٹھا لئے جانے کے بعد لوگون نے جو کچھ زیادتیان کین اسکی خبر اللہ ہی کو ہے کیونکہ وہی علام الغیوب ہے۔ دنیا کے محکمون مین یہ عادت ہے کہ جب کسی کا جرم ثابت ہوجاے تو لوگ خود حاکم کے روبرو کہدیتے ہین کہ مجرم قابل سزا ہے لیکن اللہ جل شانہ کے دربار مین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ادب کو دیکھنا چاہیے کہ وہ اپنی برأت کے ساتھ یہ نہین کہینگے کہ اس تہمت کی سزا لوگون کو دیجاے بلکہ یہ عرض کرینگے کہ یہ تیرے بندے ہین تجھکو اختیار ہے کہ انکو عذاب کرے اور اگر تو ان سے درگزرے تو کوئی مانع نہین ہوسکتا کیونکہ تو سب پر غالب اور حکمت والا ہے۔ اسکے جواب مین اللہ جل شانہ فرماویگا کہ آج کا دن سچون کو انکی سچائی کام آوے گی اور انکے لیے بہشت کی نعمتین ہین اور سب سے بڑی نعمت اللہ جل شانہ کی رضامندی ہے۔ آخر مین یہ ارشاد ہوا ہے کہ آسمان و زمین کی حکومت اسی ذات کو سزاوار ہے جسکی قدرت کی کوئی انتہا نہین ہے۔

اللہ جل شانہ نے اپنی توحید کو ثابت فرمانیکے لیے ان دلائل واضح کے علاوہ خود انسان کی فطرت کو بھی ایک شاہد قرار دیا ہے اور فرماتا ہے کہ انسان گو آسایش کی حالت مین خدا سے شرک کرے لیکن جبکہ اسکو کوئی سخت تکلیف پہونچتی ہے تو اسکا دل فقط اللہ کی طرف رجوع ہوتا ہے چنانچہ سورۂ یونس کے ایک مقام مین ارشاد ہوا ہے ۔ وَاِذَا

مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْبِهٖٓ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ
ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ۭ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ
مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ ترجمہ۔ اور جب انسان کو کسی قسم کی تکلیف بھی
پہونچ جاتی ہے تو پڑا یا بیٹھا یا کھڑا کسی حال مین ہو ہم کو پکارے چلا جاتا ہے پھر جب
ہم اسکی تکلیف کو اس سے دور کرتے ہین تو ایسا بے پروا بن کر چل دیتا ہے کہ گویا
اس تکلیف کے دور کرنیکے لیے جو اسکو پہونچ رہی تھی ہم کو کبھی پکارا ہی نہ تھا۔ جو لوگ
حد بندگی سے باہر قدم رکھتے ہین انکو انکا کیا اسی طرح بھلا کر دکھایا گیا ہے۔

سورۂ بنی اسرائیل کے ایک مقام مین یہی مضمون نہایت صراحت کے ساتھہ بیان
ہوا ہے۔ وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ
اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ○ اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ يَّخْسِفَ
بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ وَكِيْلًا ○
اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ يُّعِيْدَكُمْ فِيْهِ تَارَةً اُخْرٰى فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ
فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيْعًا ○ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا
بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى
كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ○ ترجمہ۔ اور جب سمندر مین تم کو کسی طرح کی
تکلیف پہونچتی ہے تو جن معبودون کو تم پکارا کرتے تھے سب بھولے بسرے ہو جاتے
ہین مگر وہی ایک خدا یاد رہتا ہے۔ پھر جب خدا تم کو سمندر سے خشکی کی طرف نکال لاتا ہے

تو اُسی سے تم پھر بیٹھتے ہو اور انسان بڑا ہی ناشکر ہے۔ تو کیا تم اس بات سے خاطر جمع ہو گئے ہو کہ وہ تم کو خشکی کی طرف لیجا کر زمین مین دھسا دے یا تم پر آندھی کا پتھراؤ چلائے اور اس وقت تم کسی کو اپنا مددگار نہ پاؤ۔ یا تم اس بات سے خاطر جمع ہو گئے ہو کہ خدا پھر تم کو لوٹا کر دوبارہ اُسی سمندر مین لیجائے اور اس مین لے گئے پیچھے تم پر ہوا کا ایک طوفان بھیجے اور تمہاری ناشکریون کی سزا مین تم کو غرق کر دے پھر تم کو کوئی ایسا حمایتی نہ ملے جو اس بات پر ہمارا پیچھا کرے۔ اور البتہ ہم نے بنی آدم کو عزت دی اور خشکی اور تری مین انکو جانورون اور کشتیون پر سوار کیا اور عمدہ عمدہ چیزین انہین کھانے کو دین اور جتنی مخلوقات ہم نے پیدا کی اُن مین بہتیرون پر ان کو برتری دی۔

ان آیات کی تحت مین تفسیر حقانی مین لکھا ہے کہ یہان وہ حالت اضطراب بیان کی گئی ہے جو دریا مین کبھی کبھی پیش آجاتی ہے ایسے موقع پر انسان اپنے فطرتی قاعدہ سے پھر اُسی معبود برحق کی طرف التجا کرتا ہے اور سب فرضی معبودون کو بھول جاتا ہے افسوس ہے کہ آج کل عام لوگ اس بلا مین مبتلا مین مصیبت کا وقت بھول جاتے ہین جب مصیبت خدا دور کر دیتا ہے اور نعمت دیتا ہے تو بجاے شکر کے ناشکری کرتے ہین اور فسق و فجور مین مبتلا ہوتے ہین افامنتم مین اس بات کی تہدید ہے کہ کیا تم کو اس سے پورا اطمینان ہو گیا ہے کہ اس حالت مین خدا تم پر کوئی دوسری بلا نہین بھیج سکتا۔ زمین مین غرق نہین کر سکتا یا آسمان سے پتھر نہین برسا سکتا یا یہ نہین ہو سکتا کہ تم کو پھر دریا کا سفر پیش آئے اور وہان تم کو اُسی بلا مین پھنسا کر ہلاک کرے۔ بنی آدم کی ناشکری کا تو یہ حال ہے اور ہمارا اُسپر یہ

انعام ہے کہ جسنے ذات مین جسم مین صورت مین اوصاف مین اور علم مین اسکو جمیع مخلوقات
پر عزت دی اور دریا کے اور خشکی کے سفر مین سواری دی یعنی دریا مین کشتی اور زمین پر جانور
اور پھر سفر و حضر مین عمدہ عمدہ چیزین کھانے کو دین انتہا ملخصاً

جو لوگ حق کے طالب نہین تھے اور جنکے دلون مین کجی تھی انکی سرکشی اس قسم کے مسکت
اور عاجز کرنے والے دلایل سے زیادہ ہونے لگی اور یہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام پر
اقسام کی تہمتین کرنے لگے۔ مولوی **نذیر احمد** صاحب نے سورۂ آل عمران کی مندرجۂ
ذیل آیت پر یہ فائدہ تحریر فرمایا ہے کہ یہود نے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تہمت لگائی
کہ یہ شخص اگرچہ اب خدا کی طرف بلاتا ہے لیکن اسکی اصلی غرض یہ ہے کہ لوگون سے اپنی
پرستش کرائے۔ اس کے جواب مین اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا۔ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ
يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ
تَدْرُسُوْنَ ۝ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا اَيَاْمُرُكُمْ
بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ **ترجمہ** کسی انسان کو تو یہ بات شایان
ہے نہین کہ خدا اسکو اپنی کتاب اور عقل سلیم اور پیغمبری عطا فرمائے اور وہ لوگون سے لگے کہنے
کہ خدا کو چھوڑ کر میرے بندے بنو۔ بلکہ وہ تو یہی کہے گا کہ خدا پرست ہو کر رہو اس لیے کہ تم
لوگ کتاب الٰہی پڑھاتے رہے ہو اور اس لیے کہ تم خود بھی پڑھتے رہے ہو۔ اور وہ تمسے کبھی
بھی نہین کہیگا کہ فرشتون اور پیغمبرون کو خدا بناؤ بھلا ایسا کہین ہو سکتا ہے کہ تم تو اسلام

لاچکے ہو اور وہ اسکے بعد تمہین کفر کرنیکو کہے۔

اِس آیت مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ کسی انسان کو اللہ اپنے فضل سے درجۂ نبوت۔ کتاب اور عقل سلیم عطا فرمائے تو ممکن نہین کہ وہ لوگون کو اپنی پرستش کا حکم دے بلکہ وہ تو خدا کی عبادت کی طرف بلاویگا۔ پھر اس بات کا معمل ہونا ثابت کیا گیا ہے کہ جب آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام اسلام کی تعلیم کر چکے ہین تو اسکے بعد کفر کی تعلیم کس طرح کر سکتے ہین۔

مشرکین بہی بوجہ مخالفت آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت اقسام کے بیجا اعتراضات کیا کرتے تھے چنانچہ سورۂ فرقان کے ایک مقام مین ان لغو اعتراضات کا اسطرح مذکور ہے وَقَالُوا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ط لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا ۝ اَوْ يُلْقٰٓى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا ط وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۝ ترجمہ۔ اور کافر یہ بہی کہتے ہین کہ یہ کیسا رسول ہے جو کہانا کہاتا اور بازارون مین پڑا پہرتا ہے اس کے پاس کوئی فرشتہ کیون نہین بہیجدیا گیا کہ اسکے ساتھہ ہوکر وہ بہی لوگون کو عذاب خدا سے ڈراتا یا اسپر کوئی خزانہ یعنی ہن برسا ہوتا یا زیادہ نہین تو اسکے پاس ایک باغ ہی ہوتا کہ اس سے کہاتا پیتا۔ اور یہ ظالم مسلمانون سے کہتے ہین کہ تم تو بس ایسے آدمی کے پیچہے ہولیے ہو جسپر کسی نے جادو کر دیا ہے۔ اے پیغمبر دیکہو تو سہی یہ لوگ تمہاری نسبت کیسی کیسی باتین بناتے ہین جنکا ضروری نتیجہ یہ ہو کہ یہ آپ گمراہ ہو گیے اور کسی طرح راہ پر آنہین سکتے۔

اسکا جواب سورۂ فرقان ہی کی اس آیت مین دیا گیا ہے وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ۭ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ۭ اَتَصْبِرُوْنَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا ○ ترجمہ۔ اور اے پیغمبر ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول بھیجے وہ کھانا بھی کھاتے تھے اور بازارون مین بھی چلتے پھرتے تھے اور ہم نے تم مین ایک کو ایک کے لیے آزمایش کا ذریعہ قرار دیا ہی تو مسلمانو تم اب بھی کافرونکی ایذا دہی پر صبر کروگے یا نہین۔ اور اے پیغمبر تمہارا پروردگار سبکے حال کو دیکھ رہا ہے اسی احقاق حق و ابطال باطل کی کوشش مین آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ پر ایمان لائی ہوئی مسلمانون کی جماعت کو جو ابتدا مین نہایت قلیل تھی سخت صدمے اٹھانے پڑے یہان تک کہ دشمنون کی ایذا و تکلیف دہی سے اپنے گھر بار کو چھوڑ کر دوسرے ملک کو جانا پڑا۔ چونکہ مسلمانون کے دل ان کیفیتون سے پست ہو رہے تھے اللہ جل شانہ نے انکی تسلی کے لیے قرآن شریف کے اکثر مقامات مین کہین تو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبعوث کرنے مین اپنی نعمت کا اظہار فرمایا اور کہین مسلمانون کو بالآخر غلبہ ہونیکی بشارت دی چنانچہ یہ سب باتین ہوکر رہین اور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت فی الحقیقت خدا کی ایک بہت بڑی نعمت ثابت ہوئی سورۂ آل عمران مین ارشاد ہوا ہے لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ ترجمہ۔ اللہ نے مسلمانونپر بڑا ہی فضل کیا کہ ان مین انہی مین کا ایک رسول بھیجا جو انکو خدا کی آیتین پڑھکر سناتا ہے اور

انکو کفر و شرک کی گندگی سے پاک کرتا اور کتاب الٰہی یعنی قرآن اور دانائی کی باتون کی انکو تعلیم دیتا ہے ورنہ ان پیغمبر کے آنے سے پہلے تو یہ لوگ کھلی ہوئی گمراہی مین تھے۔

سورۂ نور مین مسلمانون کے غلبہ کی اسطرح بشارت دیگئی ہے۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ

ترجمہ۔ تم مین سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل بھی کرتے ہین اُن سے خدا کا وعدہ ہے کہ ایک نہ ایک دن ان کو ملک کی خلافت یعنی سلطنت ضرور عنایت کریگا جیسے ان لوگون کو خلافت عنایت کی تھی جو ان سے پہلے ہوگزرے ہین اور جس دین کو اُسنے انکے لیے پسند کیا ہے یعنی اسلام اسکو انکے لیے جما کر رہیگا اور خوف و خطر جو انکو لاحق ہے اس کے بعد عنقریب ہی انکو اسکے بدلے مین امن دیگا کہ باطمینان ہماری عبادت کیا کرینگے اور کسی چیز کو ہمارا شریک نہ گردانینگے۔ اور جو شخص ان تمام احسانات کے بعد ناشکری کرے تو ایسے ہی لوگ نافرمان ہین

تفسیر حقانی مین اس آیت کے تحت مین لکھا ہے "صدق اللہ العلی العظیم اسنے یہ وعدہ پورا کیا آنحضرت کو جنگ احزاب کے بعد غلبہ دیا اور پھر آپکے بعد حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم کے عہد خلافت مین نہ تنہا عرب بلکہ روم و ایران وغیرہ سرسبز سلطنتین بھی انکے ہاتھہ مین دین اور نہایت امن کے ساتھہ انکے زمانون مین دین اسلام کی شاعت و ترقی ہوئی۔ اس آیت سے خلفاء اربعہ کی خلافت کا برحق ہونا صاف صاف ثابت ہوتا ہی

خوارج کا قول باطل ہے جو وہ حضرت عثمان و علی کو خارج کرتے ہین اسیطرح شیعہ کا قول بہی غلط ہے جو وہ خلفاء ثلثہ کو خارج سمجھتے ہین کیونکہ فتوحاتِ اسلام تو انہین حضرات کے عہد ہین ظہور مین آئے اور حضرت علی انکے عقیدہ کے موافق تقیہ کرتے تھے انکو امن حاصل نہین ہوا وہ اس آیت کے مصداق ہو نہین سکتے اور اسیطرح باقی ائمہ اثنا عشر انکو سرے سے حکومت ہی نہین ملی اور وہ بہی خوف سے تقیہ کرتے رہے انکے مہدی تو آج تک ڈر کے مارے کسی غار مین چھپے بیٹھے ہین - افسوس بعد مین مسلمانون نے فسق و فجور اختیار کیا وہ شوکت و قوت انکی نہ رہی اور اب بہی باز نہین آتے مسلمانون کی ترقی اور قومی شوکت کا یہی سبب ہے جس کو آجکل کے ریفارمر غافل ہوکر اور اسبابِ ترقی تلاش کر رہے ہین اللھم ارحم المسلمین واھد رؤسائھم

چونکہ انبیا انسان ہی ہوتے ہین اور ہر ایک انسان کو موت کا ذایقہ چکھنا ضرور ہے اللہ جل شانہ نے مسلمانون کو اس نعمت کی قدر کرنے اور اسلام پر مضبوط اور قایم رکھنے کے لیے سورہ آل عمران کے ایک مقام مین اسطرح ارشاد فرمایا ہے وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ج قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ط اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ط وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا ط وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ○ **ترجمہ** - اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بڑہکر اور کیا کہ ایک رسول ہین اور بس - ان سے پہلے اور بہی رسول ہوگزرے ہین - اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی موت سے مرجائین یا مارے جائین تو کیا تم الٹے پیرون کفر کی طرف پہر لوٹ جاؤ گے اور جو الٹے پیرون کفر کی طرف لوٹ جائیگا وہ خدا کا تو کچہہ بہی نہین بگاڑ سکے گا - اور جو لوگ اسلام کی نعمت کا شکر کرتے ہین انکو خدا عنقریب جزا خیر دیگا

اِس آیت مین یہ تاکید ہے کہ رسول کی تعلیم سے جو لوگ اللہ حی وقیوم پر ایمان لاے ہین
انکو حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحلت کے بعد بھی جو بالضرور کسی نہ کسی دن واقع ہوگی
اسلام پر قایم رہنا چاہیے ورنہ جو شخص دین اسلام سے منحرف ہوتا ہے وہ اللہ کا کچھ نہین بگاڑتا
بلکہ اپنا نقصان کرلیتا ہے۔ اسکے ساتھہ ہی یہ بھی بشارت دیگئی ہے کہ اسلام کی نعمت کا
شکر کرنیوالون کو اللہ عنقریب جزاے خیر دیگا۔

انسانون کے لیے اسلام ایک بہت بڑی نعمت ہونیکے دلایل اور اسکا شکر ادا کرنیکا
طریق اللہ جل شانہ نے سورۂ آل عمران کے ایک مقام مین اسطرح بیان فرمایا ہے۔ وَاعْتَصِمُوا
بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا ۚ وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ
بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ
مِّنْهَا ۗ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ
يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ
وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ۗ وَاُولٰٓئِكَ
لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ **ترجمہ**۔ اور سب ملکر خوب مضبوطی سے اللہ کا ذریعہ پکڑے رہو
اور ایک دوسرے سے الگ نہ ہونا اور اللہ کا وہ احسان یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے
دشمن تھے پھر اللہ نے تمہارے دلون مین الفت پیدا کی اور تم اسکے فضل سے بھائی بھائی ہوگیے
اور تم آگ کے گڑھے یعنی دوزخ کے کنارے آلگے تھے پھر اُس نے تم کو اس سے بچالیا اسطرح
اللہ اپنے احکام تم سے کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم راہ راست پر آجاؤ۔ اور تم مین ایک ایسا

گروہ بھی ہونا چاہیے جو لوگون کو نیک کامون کی طرف بلائین اور اچھے کام کرنے کو کہین اور
بُرے کامون سے منع کرین۔ اور آخرۃ مین ایسے ہی لوگ اپنی مراد کو پہونچین گے۔ اور اُن جیسے نہ ہو
جو ایک دوسرے سے بچھڑ گیے اور کھلے کھلے احکام آئے پیچھے لگے آپسمین اختلاف کرنے۔
اور یہی ہین جنکو آخرت مین بڑا عذاب ہوگا۔

تفسیر حقانی مین ان آیات کے تحت مین لکھا ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ بڑا
معجزہ ہے کہ تمام درندون کی صفت والون کو بھائی بنا دیا۔ پھر آئندہ اس سلسلۂ برکت کو جاری
رکھنے کے لیے اللہ جل شانہ تمام امت کو بطور فرض کفایہ حکم دیتا ہے کہ تم مین ایک گروہ ایسا ہی
رہنا چاہیے جو لوگون کو نیک باتون کی تعلیم کیا کرین بُری باتون سے جو لایق تفرق ہین منع
کیا کرین اچھی باتون کا حکم دیا کرین۔ یہ خاص لوگون کا گروہ ہے جو نبی علیہ السلام کے نایب ہین
اسکے بعد اختلاف سے تاکیداً منع فرماتا ہے۔ چونکہ صحابہ نے پورا پورا اس حکم پر عمل کیا تھا انکے
مقدس مذہب کی روشنی تھوڑے ہی عرصہ مین دنیا کے کنارون تک پھیل گئی اور خدا کی نافرمان
سلطنتین اور سرسبز حکومتین انکے ہاتھ مین آگئین۔ اب اختلاف کا برا نتیجہ بھی دیکھہ لیجیے
دنیا کی ذلت و خواری اور آخرۃ مین عذاب عظیم۔ اسکے بعد حکم فرماتا ہے کہ ای ایماندارو تم یہود و
نصاریٰ کی طرح باہم مختلف نہ ہو جاؤ جنکے پاس خدا کی آیتین اور ہدایتین آئین باوجود اس کے
انہون نے اپنی خواہش نفسانی سے دین مین اختلاف کیا اور سیکڑون فرقے ہو گیے ایک
دوسرے کی تکذیب کرنے لگا۔ انتہا ملخصاً۔

افسوس ہزار افسوس کہ اس حکم واجب التعمیل پر مسلمانون کا اب عمل نہین رہا۔ مسلمانون نے

بھی خدا کی طرف سے آیات بینات آنیکے بعد دین مین اختلاف کیا اور مختلف فرقے ہو گیے مجھکو اِس رسالہ مین اور فرقون سے بحث مقصود نہین ہے - اصل مسئلہ توحید ہی مین جو اختلاف واقع ہوا ہے اسیکو مین بیان کرتا ہون - کوئی کہتا ہے -

اگر کافر ز بت آگاہ گشتے ٭		یکے از دو اصلان راہ گشتے	
مسلمان گر بدانستے کہ بت چیست		یقین کردے کہ دین در بت پرستی ست	

اور کسی کا یہ مقولہ ہے شعر

خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ		خود رند و سبو کش	
خود بر سر آن کوزہ خریدار برآمد		بشکست و روان شد	

پھر انہین باتون کو اصل توحید اور مغز قرآن بتلانے کے لیے یہ شعر پڑھا جاتا ہے

ما ز قرآن مغز را برداشتیم		استخوان پیش سگان انداختیم	

اِس مسئلہ کو ثابت کرنیکے لیے قرآن شریف کی بعض آیتون سے بھی استدلال کیا جاتا ہے جنکا بالاجمال یہان ذکر کرنا نہایت ضروری ہے تاکہ ناظرین کو معلوم ہو جائے کہ فی الحقیقت اللہ کے کلام سے اِسکی کسی طرح تائید ہوتی ہے یا نہین -

منجملہ آیات جو پیش کی جاتی ہین ایک یہ ہے - وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ ط اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ○ یہ سورہ ذٰریٰت مین ہے اور کامل آیت اسطرح ہے وَفِی الْاَرْضِ اٰیٰتٌ لِّلْمُوْقِنِیْنَ ○ وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ ط اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ○ ترجمہ - اور یقین لانے والون کے لیے زمین مین قدرت خدا کی بہتیری ہی نشانیان موجود ہین اور خود تم مین بھی -

تفسیر حقانی مین اسکے تحت لکھا ہے کہ "زمین کے اندر اسکے اشیاء رنگارنگ مین اور خود لوگون کے اندر اللہ کی قدرت کی سیکڑون نشانیان ہین۔ انسان اپنی پیدائش اور قوی اور اعضاء اور صحت و مرض و تبدلات و تغیرات و جذبات باطنیہ مین غور کرے تو غور آباد کرے کہ وہ اللہ کی بے انتہا قدرتون کا خزانہ ہے اسلیے کہا گیا ہے کہ من عرف نفسہ عرف ربہ جس نے اپنے آپ کو جان لیا اُسنے خدا کو پہچان لیا"

بے شک نفس انسان مین قدرت خدا کی بیشمار نشانیان موجود ہین۔ انسان کی صحت مین ذرا خلل پیدا ہوگیا تو اسکی زندگی تلخ ہوجاتی ہے۔ کسی ایک عضو کو صدمہ پہونچ جائے تو انسان کی ساری شیخی کا خاتمہ ہوجاتا ہے اور پھر موت سر پر ایسی کھڑی ہے کہ زندگی کے اسباب کے لیے وہ ہر وقت اللہ کا محتاج ہے۔ ان باریکیون کو سوچنے والے خدا کی قدرت کا اعتراف کرتے ہین۔ اس آیت سے انسان کو خدا کی قدرت کا ایک بہت بڑا نمونہ قرار دینے کے عوض اُس مین خدا کے وجود کو بتلانا کس قدر بیجا اور غلط ہے محتاج بیان نہین۔

دوسری آیت۔ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ط یہ سورۂ بقر مین ہے اور پوری آیت اسطرح ہے وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ یُّذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰی فِیْ خَرَابِهَا ط اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ یَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِیْنَ ط لَهُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ وَّلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ○ وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ز فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ○ ترجمہ۔ اور اس سے بڑھکر ظالم کون جو اللہ کی

ف یہ حدیث نہین ہے جیسا کہ بعض لوگ ظاہر کرتے ہین۔

مسجدون مین خدا کا نام لیے جانے کو منع کرے اور اُن کی بے رونقی کے درپے رہے یہ لوگ خود اس لایق نہین کہ مسجدون مین آنے پائین مگر ڈرتے ڈرتے۔ اِن کے لیے دنیا مین بھی رسوائی ہے اور انکے لیے آخرت مین بھی بڑا بھاری عذاب ہے۔ اور اللہ ہی کا ہے پورب اور پچھم تو جہان کہین قبلہ کی طرف مونہ کرلو اُدہر ہی کو اللہ کا سامنا ہے بے شک اللہ بڑی گنجایش والا اور سب کچھ جانتا ہے۔

مولانا نذیر احمد صاحب نے اِس مقام مین یہ فائدہ تحریر فرمایا ہے۔ کفار قریش ابتدای اسلام مین پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے اُن چند اتباع کو جو اسوقت تھے خانہ کعبہ مین اذان دینے اور نماز پڑھنے سے مانع ہوتے تھے۔ ہجرت کے ساتوین برس جب حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عمرہ کرنیکے لیے مکہ جانا چاہا تو کفار نے آنے نہ دیا۔ اس آیت مین کفار کے ان ہی ظلمون کی طرف اشارہ ہے اور جو پیشین گوئی کی تھی وہ پوری ہی ہوکر رہی کہ آخر کار مکہ فتح ہوا اور خانۂ خدا پر مسلمان قابض ہوگیے۔ کفار جو مسلمانون کو خانہ کعبہ مین نماز پڑھنے یا آنیسے منع کرتے تھے تو اس سے مسلمانون کو بے دلی ہوئی کہ خانہ خدا مین ہم خدا کی عبادت نہ کرسکین اس آیت مین مسلمانون کو تسلی دی کہ اِن کی چند روزہ روک ٹوک سے تم کیون بیدل ہوتے ہو نماز خانہ کعبہ پر موقوف نہین ہے جہان چاہو خدا کی عبادت کرو تمام روئے زمین مسلمانون کے لیے مسجد ہے کہین بھی ہو قبلہ کی طرف نماز پڑھ لو خدا قبول کرتا ہے انتہا ملخصاً

اِس تصریح کے بعد اور خود اللہ جل شانہ نے فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ کے ساتھہ ہی یہ جو ارشاد فرمایا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ○ یہ کون کہہ سکتا ہے کہ سوا اس معنی کے

کہ مشرق و مغرب سب خدا کے لیے ہے جہان چاہو خدا کی عبادت کرو وہ بڑی گنجایش والا اور اپنے بندون کی عبادت سے واقف ہے اور کوئی معنی بھی ہو سکتے ہین۔

تیسری آیت وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ○ یہ سورۂ ق مین ہے اور کل آیت اسطرح ہے وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ○ ترجمہ۔ اور بے شک ہم ہی نے انسان کو پیدا کیا اور ہم اسکے دلی خیالات تک سے واقف ہین اور ہم اسکی شہ رگ سے بھی زیادہ اس سے قریب ہین۔

اس آیت مین یہ بتلایا گیا ہے کہ اللہ جل شانہ انسان کے دلی خیالات سے بھی واقف ہے۔ چونکہ انسان کی شہ رگ اسکے دل سے دور ہے اسلیے ارشاد ہوا ہے کہ ہم اسکی شہ رگ سے بھی نزدیک ہین کیونکہ ہمارا تعلق دل سے ہے۔ اسکے سوا اور کوئی معنی ہو نہین سکتے۔

چوتھی آیت۔ وَهُوَ مَعَكُمْ اَیْنَ مَا كُنْتُمْ ط یہ سورہ حدید مین ہے اور اسکے ماقبل اور مابعد کے ساتھہ یہ آیت اسطرح ہے۔ یَعْلَمُ مَا یَلِجُ فِی الْاَرْضِ وَمَا یَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا یَعْرُجُ فِیْهَا ط وَهُوَ مَعَكُمْ اَیْنَ مَا كُنْتُمْ ط وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ○ ترجمہ۔ جو چیز زمین مین داخل ہوتی ہے اور جو چیز زمین سے باہر آتی ہے اور جو چیز آسمان سے اُترتی اور جو چیز آسمان کی طرف چڑھتی ہے وہ سب کچھہ جانتا ہے اور تم لوگ کہین بھی ہو وہ تمہارے ساتھہ ہے اور جو کچھہ تم کیا کرتے ہو اللہ اسکو دیکھہ رہا ہے۔

اس آیت مین بھی شروع سے آخر تک اللہ جل شانہ کے احاطہ علمی کا ذکر ہے اور آخر مین یہ ارشاد ہوا ہے وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ○ یعنی جو کچھہ تم کیا کرتے ہو اللہ اسکو دیکھہ رہا

ہے چنانچہ اسی مضمون کی ایک آیت سورۂ مجادلہ مین بھی ہے۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ط مَا یَکُوْنُ مِنْ نَّجْوٰی ثَلٰثَۃٍ اِلَّا ھُوَ رَابِعُھُمْ وَلَا خَمْسَۃٍ اِلَّا ھُوَ سَادِسُھُمْ وَلَآ اَدْنٰی مِنْ ذٰلِکَ وَلَآ اَکْثَرَ اِلَّا ھُوَ مَعَھُمْ اَیْنَ مَا کَانُوْا ثُمَّ یُنَبِّئُھُمْ بِمَا عَمِلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ط اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ○ ترجمہ۔ اے پیغمبر کیا تم نے اس بات پر نظر نہین کی کہ جو کچھ آسمانون مین ہے اور جو کچھ زمین مین ہے اللہ سب کے حال سے واقف ہے جب تین آدمی کا صلاح و مشورہ ہوتا ہے تو ضرور ان کا چوتھا وہ ہوتا ہے اور پانچ کا صلاح و مشورہ ہوتا ہے تو ضرور انکا چھٹا وہ ہوتا ہے اور اس سے کم ہون یا زیادہ اور کہین بھی ہون وہ ضرور انکے ساتھ ہوتا ہے پھر جیسے جیسے عمل یہ دنیا مین کرتے رہے ہین قیامت کے دن وہ انکو بتا دیگا کیونکہ اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔

ان آیات مین ایک بہت بڑی بات غور کرنیکے قابل یہ ہے کہ وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ۔ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا۔ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ اور وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَ مَا کُنْتُمْ۔ مین کس سے خطاب ہے اور انمین جو ضمایر ہین انکے مرجع کا کوئی وجود خارجی ہے یا نہین۔ آخر آیت مین اللہ جل شانہ نے مَا یَکُوْنُ مِنْ نَّجْوٰی ثَلٰثَۃٍ اِلَّا ھُوَ رَابِعُھُمْ وَلَا خَمْسَۃٍ اِلَّا ھُوَ سَادِسُھُمْ فرمایا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ اگر تین کا مشورہ ہو تو اللہ چوتھا ہوتا ہی اور پانچ کا مشورہ ہو تو اللہ چھٹا ہوتا ہے یعنی تین کے مشورہ مین جو شخص چوتھا ہو اور پانچ کے مشورے مین جو شخص چھٹا ہو اسکو اس مشورے کی کیفیت جیسی معلوم ہوگی اسیطرح اللہ کو

معلوم ہوتی ہے اور اسیواسطے آخر مین ارشاد ہوا ہے اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ○
یہی معیت کا ذکر قرآن شریف کے اور مقامات مین بھی مختلف طور پر آیا ہے چنانچہ سورۂ
نحل مین ارشاد ہوا ہے وَلَا تَکُ فِیْ ضَیْقٍ مِّمَّا یَمْکُرُوْنَ ○ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ
اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ ○ ترجمہ۔ اے پیغمبر یہ لوگ جو تمہاری مخالفت مین
تدبیرین کیا کرتے ہین اس سے دل تنگ نہ ہو کیونکہ جو لوگ پرہیزگاری کرتے ہین اور جو لوگون
کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے ہین اللہ انکا ساتھی ہے۔ سورۂ طٰہٰ کے ایک مقام
مین جہان حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام نے خدا کی جناب مین یہ عرض کیا کہ فرعون کی قوت
و شوکت سے اپنے زیادتی مہنیکا اندیشہ ہے تو فرمایا لَا تَخَافَآ اِنَّنِیْ مَعَکُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰی ○
یعنی ڈرو مت ہم تمہارے ساتھ ہین اور سب کچھ سنتے اور دیکھتے ہین۔ سورۂ بقر مین ہے
اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ○ یعنی اللہ صبر کرنے والون کا ساتھی ہے اور سورۂ انفال مین
ہے وَاِنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ ○ یعنی اللہ ایمان والون کے ساتھ ہے۔ ان آیات سے ظاہر
ہے کہ اللہ کی ذات کے وجود کو جو لوگ انسان مین بتلاتے ہین انکا دعویٰ باطل ہے کیونکہ اگر
یہی بات ہوتی تو اللہ کی معیت کے لیے انبیاء متقی لوگون۔ نیکوکارون۔ مصیبت پر صبر کرنیوالون
اور مومنین کی تخصیص کیون کیجاتی اس تخصیص سے ثابت ہو چکا کہ یہان معیت سے مراد اللہ کی نصرت ہے
جو لوگ اپنے دعوے پر یہ دلیل لاتے ہین کہ انسان کا وجود فانی ہے اور اللہ کا وجود باقی
اسلیے انسان کا وجود حقیقت مین کوئی وجود نہین ہے انکو تو دوزخ و جنت اور بہر دو زخیون کی
نسبت خَالِدِیْنَ فِیْھَا کی وعید اور جنتیون کی نسبت خَالِدِیْنَ فِیْھَا کی بشارت سے بھی

انکار کرنا چاہیے کیونکہ اگر دنیا کی فنا کے ساتھہ انسان کا بھی خاتمہ ہے تو پھر یہ تمام باتین بے معنی ہو جاتی ہین۔

افسوس ہے کہ باوجود خدا کی تاکید کے لوگ محکمات کو چھوڑ کر متشابہات کے پیچھے پڑے ہین اور اسپر طرہ یہ ہے کہ اپنے کو راسخ فی العلم بتلا کر انکی ایسی تاویل کرتے ہین جو محکمات کے خلاف ہے حالانکہ اللہ جل شانہ نے صاف فرمایا ہے کہ انکی تاویل سوا اللہ کے کوئی نہین جانتا ہے۔ راسخ فی العلم ہونیکی دلیل خود اللہ نے یہ بتلادی ہے کہ بغیر تاویل کے درپے ہونیکے اسپر ایمان لے آوین ورنہ تاویل معلوم ہونیکے بعد ایمان لانا تو موجب مدح نہین ہے۔ ہم سورۂ آل عمران مین اس مضمون کی جو آیت ہے اسکو نقل کرتے ہین۔ هُوَ الَّذِيٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ۭ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاۗءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاۗءَ تَاْوِيْلِهٖ ۚ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ○ ترجمہ۔ اے پیغمبر وہی ذات پاک ہے جس نے تم پر یہ کتاب اتاری جس مین بعض آیتین پکی یعنی صاف و صریح ہین کہ وہی اصل کتاب ہین اور بعض مبہم کہ ان کے معنون مین کئی پہلو نکل سکتے ہین تو جن لوگون کے دل مین کجی ہے وہ تو قرآن کی انہین مبہم آیتون کے پیچھے پڑے رہتے ہین تاکہ فساد پیدا کرین اور تاکہ انکے اصل مطلب کی ٹوہ لگائین حالانکہ اللہ کے سوا انکا اصلی مطلب کسی کو معلوم نہین۔ اور جو لوگ علم مین بڑی پایگاہ رکھتے ہین وہ تو اتنا ہی کہہ کر رہ جاتے ہین کہ اسپر ہمارا ایمان ہے

یہ سب کچھ ہمارے پروردہ گار کی طرف سے ہے اور سمجھائے وہی سمجھتے ہین جنکو عقل ہے۔

مولانا نذیر احمد صاحب نے یہان یہ فائدہ تحریر فرمایا ہے "قرآن ہے تو آسمانی کتاب مگر لوگون کے سمجھانے کو اُتری ہے اور لوگون کا حال یہ ہے کہ بہت سی باتین اِن کی سمجھ سے باہر ہین جیسے حالات بعد مرگ یا مثلاً خدا کی ذات و صفات کا علم تفصیلی یا روح کی ماہیت وغیرہ اور کلموا الناس علی قدر عقولھم کے قاعدہ سے انہین کے محاورے انہین کی عادات کے مطابق اِن سے بات کہنی ہوتی ہے تو بہت سی باتین قرآن مین ہین اور انکی لِم اور تہہ سمجھ مین نہین آتی۔ مگر اصل دین ایسا صاف اور واضح ہے کہ احمق سے احمق اور جاہل سے جاہل بھی سمجھتا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کسی مصلحت سے چند روز کے لیے دنیا مین بھیجا گیا ہے اس مین ایک طرح کی روح ہے جو ابدالآباد باقی رہیگی جسمانی تعلقات کی وجہ سے انسان کو بہت سی حاجتین پیش آتی ہین جس سے لوگون مین کشمکش واقع ہوتی ہے اور اس کشمکش کا ضروری نتیجہ ہے فساد۔ یہ ہے گناہ کی اصل۔ گناہون کا اثر روح پر پڑتا ہے جس سے روح کی وہ ہستی جو بعد مرگ ہونیوالی ہے بنتی اور بگڑتی ہے۔ انسان کو عقل دیگئی ہے جو اسکو بتاتی ہے کہ دنیا مین اُسے کس طرح پر رہنا چاہیے اور نور عقل کو زیادہ روشن کرنیکے لیے خدا نے وقتاً فوقتاً پیغمبر بھیجے اور کتابین نازل فرمائی ہین۔ دیندار ہونیکے لیے کچھ ایسی بڑی عقل اور بڑے معلومات درکار نہین۔ انسان کا اپنی حالت مین غور کرنا اور دنیا کی زندگی کو چند روزہ اور اپنے تئین عاجز و بے حقیقت سمجھنا بس کرتا ہے۔ یہی وہ باتین ہین جنکو محکمات فرمایا کوئی فرد بشر انکے سمجھنے سے معذور نہین۔ اس آیت مین بہت اچھی طرح سمجھا دیا گیا

کہ مشتبہ اور مبہم باتون کے درپے ہونا دین داری کے خلاف اور گمراہ ہونیکی نشانی ہے"

بعض حضرات تو خود پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا بتلاتے ہین اور یہ شعر انکے ورد زبان ہی۔

فی الجملہ ہمین بود کہ می آمد و می رفت		ہر قرن کہ دیدی	
در عاقبت آن شکل عرب وار برآمد		وارای جہان شد	

بھائیو ذرا انصاف فرمائیے کہ عیسائیون نے کیا خطا کی تھی جو انکی نسبت اسد جل شانہ نے سورۂ مائدہ مین فرمایا لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۖ قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ أَنْ يُهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ۗ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ○ **ترجمہ**۔ جو لوگ کہتے ہین کہ مریم کے بیٹے مسیح وہی خدا ہین کچھہ شک نہین کہ یہ کافر ہوگیے۔ اے پیغمبر ان لوگون سے کہو کہ بھلا بتلاؤ تو سہی کہ اگر اللہ مریم کے بیٹے مسیح کو اور ان کی والدہ کو اور جتنے لوگ زمین مین ہین سب کو ہلاک کرنا چاہے تو ایسا کون ہی جسکا خدا کے آگے کچھہ بھی زور چلتا ہو اور آسمان و زمین اور جو کچھہ آسمان و زمین مین ہے سب پر اللہ ہی کی حکومت ہے جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ○ کے ترجمہ کے ساتھہ مولانا **نذیر** حسین صاحب نے لکھا ہے کہ ازان جملہ باپ کے بدون عیسیٰ کے پیدا کرنے پر بھی۔

بڑے تعجب کی بات ہے کہ اس قسم کا دعویٰ کرنے والے بھی قرآن سے دلیل پیش کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اللہ نے فرمایا ہے وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ یعنی اے

پیغمبر تمنے مٹھی خاک نہین پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی تھی۔ یہ آیت سورہ انفال مین ہے جسمین جنگ بدر کے قصے کی طرف اشارہ ہے۔ کامل آیت اسطرح ہے۔ فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ ۚ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِينَ مِنْهُ بَلَاءً حَسَنًا ۚ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ترجمہ مسلمانو تم نے کافرون کو قتل نہین کیا بلکہ انکو اللہ نے قتل کیا اور اے پیغمبر جب تم نے مٹھی خاک پھینکی تو تم نے نہین پھینکی بلکہ اللہ نے پھینکی تاکہ مسلمانون کو اپنی سرکار سے اچھا انعام یعنی فتح عنایت فرمائے۔ بیشک اللہ سب کی سنتا اور سب کچھ جانتا ہے۔

تفسیر حقانی مین لکھا ہے کہ اس آیت کے نزول کا سبب یہ ہوا کہ جنگ بدر کے بعد بعض کہتے تھے کہ مین نے یون کیا کوئی کہتا تھا کہ مین نے بہادری کی اسپر یہ ارشاد ہوا کہ سب کچھ اللہ کے فضل سے ہوا بلکہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی جو بوقت مقابلہ ریتی اور کنکرون کی مٹھی پھینکی تھی جس سے کفار کی آنکھین بند ہوگئین اور جسکی وجہ سے مسلمان غالب ہوئے یہ بھی ہمارے ہی ید قدرت کا کام تھا۔ اس جملہ سے ہمیشہ کے لیے عجب اور انانیت کا خاتمہ کر دیا گیا۔

ذرا سا غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ اگر اس آیت سے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا کہین تو جنگ بدر مین جتنے مسلمان تھے ان کو بھی خدا کہنا لازم آتا ہے کیونکہ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ کے پہلے اللہ جل شانہ مسلمانون سے خطاب کر کے فرماتا ہے فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ قَتَلَهُمْ یعنی اے مسلمانو تمنے کفار کو نہین قتل کیا بلکہ اللہ نے انکو قتل کیا کوئی مسلمان الا ان لوگون کے جو خود انسان

مین خدا کی ذات کے وجود کو بتلاتے ہین اس بات کو تجویز نہین کریگا۔ ان لوگون کے اعتقاد کی رو سے تو مسلمانون نے جنکو قتل کیا وہ بھی خدا تھے پھر یہ لڑائی کس کے درمیان ہوئی اور کس نے کسکو قتل کیا سمجھ مین نہین آتا اعوذ باللہ من شرور انفسنا۔

مین اس رسالہ کے پہلے حصہ کو سورۂ نحل کی چند آیات پر ختم کرتا ہون تاکہ مسلمان بھائیون کو معلوم ہوجائے کہ توحید کے متعلق انکے عقاید کتاب الٰہی کے موافق ہین یا نہین۔

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ۗ اَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۗ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ۝ اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ۗ اَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۗ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ۗ اَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۗ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝ اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۗ اَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۗ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۗ اَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۗ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ ترجمہ۔ بھلا آسمان و زمین کو کس نے پیدا کیا اور آسمان سے تمہارے لیے پانی کس نے برسایا۔ ہم ہی نے برسایا۔ پھر پانی کے ذریعہ سے ہم نے خوشنما باغ اگائے تمہارے بس کی تو بات نہ تھی کہ تم ان کے درختون کو اگا سکو۔ کیا خدا کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے نہین۔ مگر یہی بے سمجھ لوگ ہین کہ ناحق

کجروی کرتے ہین - بھلا کس نے زمین کو آدمیون اور جانورون کے ٹھہرنے کی جگہہ بنایا اور اسکے بیچ بیچ مین ندی نالے بنائے اور اسکے ایک وضع خاص پر رکھنے کے لیے اٹل پہاڑ بنائے اور میٹھے اور کھاری دو سمندرون مین حد فاصل رکھی کہ ایک دوسرے سے نہ ملجائین کیا اللہ کے ساتھہ کوئی اور معبود بھی ہے - نہین - مگر ان مین اکثر لوگ اتنی موٹی بات بھی نہین جانتے - بھلا کون ہے کہ جب کوئی شخص بے قرار ہو کر اس سے فریاد کرے اور وہ اس بے قرار کی فریاد کو پہونچے اور اسکی مصیبت کو ٹال دے اور کون ہے جو زمین مین تمکو اپنا نایب بناتا ہے کہ تم اسمین مالکانہ تصرف کرتے ہو - کیا اللہ کے ساتھہ کوئی اور معبود بھی ہے - نہین - مگر تم لوگ غور اور فکر کو بہت ہی کم کام مین لاتے ہو - بھلا کون ہے جو تم کو خشکی اور تری کی تاریکیون مین راہ دکھاتا ہے اور کون ہے جو اپنی رحمت یعنی مینہ کے آگے آگے ہواؤن کو بارش کی خوشخبری دینے کے لیے بھیجتا ہے - کیا اللہ کے ساتھہ کوئی اور معبود بھی ہے - جیسے جیسے یہ لوگ شرک کرتے ہین اللہ کی شان اس سے بالاتر ہے - بھلا کون ہے جو مخلوقات کو اول بار پیدا کرتا ہے پھر اسیطرح کی مخلوقات بار بار پیدا کرتا رہتا ہے اور کون ہے جو تم کو آسمان و زمین سے روزی دیتا ہے - کیا اللہ کے ساتھہ کوئی اور معبود بھی ہے - اے پیغمبر ان لوگون سے کہو کہ اگر دعوے شرک مین سچے ہو تو اپنی دلیل پیش کرو -

قسم دوم یعنی وہ آیتیں جنمیں سابق کے انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کا ذکر ہے

حضرت نوح علیہ السلام کی تعلیم کا ذکر سورۂ ہود میں اسطرح ہے وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖٓ اِنِّیْ لَكُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۙ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ اَلِیْمٍ فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِیْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاْیِ ۚ وَمَا نَرٰی لَكُمْ عَلَیْنَا مِنْ فَضْلٍ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِیْنَ قَالَ یٰقَوْمِ اَرَءَیْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَاٰتٰىنِیْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّیَتْ عَلَیْكُمْ ؕ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ وَیٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مَالًا ؕ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّیْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ وَیٰقَوْمِ مَنْ یَّنْصُرُنِیْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّیْ مَلَكٌ وَّلَآ اَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ تَزْدَرِیْٓ اَعْیُنُكُمْ لَنْ یُّؤْتِیَهُمُ اللّٰهُ خَیْرًا ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ ۖ اِنِّیْٓ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِیْنَ قَالُوْا یٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ قَالَ اِنَّمَا یَاْتِیْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ ترجمہ۔ اور ہم ہی نے نوح کو انکی قوم کی طرف بھیجا اور انہون نے اپنی قوم کے لوگون سے کہا کہ مین تم کو عذاب خدا کا صاف صاف ڈر سنانے

آیا ہون اور تم کو سمجھاتا ہون کہ خدا کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کیا کرو ایسا کرو گے تو مجھکو
تمہاری نسبت ایک روز دردناک کے عذاب کا بڑا ہی خوف ہے - اس پر انکی قوم کے سردار
جو ان کو نہین مانتے تھے لگے کہنے کہ ہم کو تو تم ہمارے ہی جیسے بشر دکھائی دیتے ہو اور ہمارے
نزدیک صرف وہی لوگ تمہارے پیرو ہو گیے ہین جو ہم مین رذالے ہین اور پیرو بھی ہو گیے
ہین تو سرسری نظر سے اور ہم تو تم لوگون مین اپنے سے کوئی برتری پاتے نہین بلکہ ہم
تم کو جھوٹا سمجھتے ہین - نوح نے کہا بھائیو بھلا دیکھو تو سہی اگر مین اپنے پروردگار کے کھلے
رستے پر ہون اور اسنے مجھکو اپنی سرکار سے نعمت پیغمبری عطا فرمائی ہے پھر وہ رستہ تم کو
دکھائی نہین دیتا تو کیا ہم اسکو زبردستی تمہارے گلے مڑھ رہے ہین اور تم ہو کہ اسکو ناپسند
کیے چلے جاتے ہو - اور بھائیو مین اس سمجھانیکے صلے مین تم سے طالب زر نہین ہون میری
مزدوری تو بس اللہ ہی پر ہے اور نہ مین ان لوگون کو جو ایمان لا چکے ہین اپنے پاس سے
نکال دے سکتا ہون کیونکہ انکو بھی اپنے پروردگار کے ہان جانا ہے ایسا نہو خدا سے
فریاد کرین - مگر مین دیکھتا ہون کہ تم لوگ ناحق کی جہالت کرتے ہو - اور بھائیو اگر مین ان
غریب ایمان والون کو نکال بھی دون تو خدا کے مقابلے مین کون میری مدد کو کھڑا ہو جائیگا
کیا تم اتنی بات بھی نہین سمجھتے - اور مین تم سے دعوی نہین کرتا کہ میرے پاس خدائی خزانے
ہین اور نہ مین یہ دعوی کرتا ہون کہ مین غیب جانتا ہون اور نہ مین اپنی نسبت کہتا ہون کہ مین
فرشتہ ہون اور جو لوگ تمہاری نظرون مین حقیر ہین مین انکی نسبت یہ بھی نہین کہہ سکتا کہ خدا
ان پر اپنا فضل کرے ہی گا نہین اسنکے دل کی بات کو اللہ ہی خوب جانتا ہے - اگر مین

بڑھ بڑھ کر ایسی باتین کرون تو اس صورت مین ظالمونمین کا ایک ظالم مین - وہ بولے نوح تو ہم سے جھگڑا اور بہت جھگڑ چکا تو اگر تو سچا ہے تو جس عذاب سے ہم کو ڈراتا ہے اسکو ہم پر لا چک - نوح نے کہا کہ خدا کو منظور ہوگا تو وہی عذاب کو بھی تم پر لا نازل کریگا اور پھر تم اسکو ہرا بھی نہ سکو گے -

ان آیات مین حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت الی اللہ اور انکی قوم کے لوگون کی سرکشی کا بیان ہے حضرت نوح نے ان لوگون کو چھوٹتے ہی فرمایا کہ اللہ کی عبادت مین کسی کو شریک نہ کرو - اسکے جواب مین انکی قوم نے کہا کہ تم ہم جیسے آدمی ہو جو لوگ تمہارے پیرو ہو گیے ہین وہ قوم کے عزت دار آدمی نہین ہین اسلیے بے سمجھے بوجھے تمہارے پیچھے ہو لیے ہین ایسی حالت مین تم کو ہم پر کوئی فضیلت نہین - حضرت نوح نے فرمایا کہ اللہ اپنے فضل سے اگر مجھکو سیدھی راہ بتلاے اور تم اس سے بے خبر ہو تو میرا کام تمکو خبردار کر دینا ہے اور بس مجبور کرنا تو میرے اختیار مین نہین ہے - میرے راہ حق پر ہونیکی دلیل یہی ہے کہ مین تم سے مال طلب نہین کرتا ہون اور نہ مین تم کو کسی غرض سے راضی رکھنے کے لیے ان غریب لوگون کو جو مجھ پر ایمان لے آئے ہین اپنے نزدیک سے ہانک دیسکتا ہون کیونکہ مجھکو اللہ کا خوف ہے اور یہ یقین ہے کہ اسکے مقابلہ مین تم میری مدد نہ کر سکو گے - اسقدر تفہیم کے بعد حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگ مجھکو جو جھوٹا جو خیال کرتے ہو اسکی کیا وجہ ہے مین نے یہ دعوی نہین کیا کہ میرے پاس خدائی خزانے ہین اور نہ یہ کہا کہ مجھکو غیب کی باتون کا علم ہے یا مین فرشتہ ہون - مین تو انسان ہی ہون اور میرا حال یہ ہے کہ

جن لوگون کو تم حقیر سمجھتے ہو انکی نسبت بھی مین یہ نہین کہتا کہ اللہ انکو اپنے فضل سے محروم رکھیگا کیونکہ اسد دلون کو دیکھتا ہے اور مین انکے دل کی حالت سے واقف نہین ہون۔ تمہارے ساتھہ مین بھی اگر ناحق کی جہالت کرکے ان لوگون کو حقیر سمجھنے لگون تو میرا شمار بھی بے انصافون مین ہوگا۔ حضرت نوح کی اس بحث سے قوم کے متکبر لوگ آخر عاجز ہو گئے اور یہ کہا کہ تم بہت کچھہ جھگڑ چکے، ہمارے پاس کوئی جواب نہین الا اسکے کہ جس عذاب کا وعدہ کیا جاتا ہے وہی لاو تاکہ تمہاری سچائی ظاہر ہو جائے۔ اسپر حضرت نوح نے فرمایا کہ یہ کام بھی میرے اختیار مین نہین ہے اگر اللہ کو یہی منظور ہے تو عذاب آکر رہیگا اور اُسوقت تم نے جسطرح مجھکو عاجز کر دیا ہے اللہ کو عاجز نہ کر سکوگے۔

اس قصہ سے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُمت کی اُس جماعت کے دل مضبوط اور حوصلے بلند ہونے چاہئین جنکی نسبت لوگ یہی امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی وجہ سے اقسام کی سخت کلامی کرتے ہین۔ کوئی کہتا ہے کہ یہ تُرے کٹ ملا ہین انکو دنیا کے مصالح سے کیا خبر اور کوئی کہتا ہے کہ یہ رذیل لوگ ہین اپنی عزت جتلانیکے لیے انہون نے وعظ ونصیحت کا پیشہ اختیار کیا ہے۔ ان جگر خراش باتون پر صبر ضرور ہے۔ آدمی اپنے فرض منصبی کو ادا کرتا رہے اور اسکے صلہ کا امیدوار عباد اللہ سے نہین بلکہ اللہ سے رہے۔

حضرت ہود علیہ السلام کی دعوت الی الحق کا ذکر سورۂ ہود مین اسطرح آیا ہے وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ۝ يٰقَوْمِ لَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى الَّذِيْ فَطَرَنِيْ ؕ اَفَلَا

تَعْقِلُوْنَ ○ وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّ
يَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ○ قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ
وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ○ اِنْ
نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ۭ قَالَ اِنِّيْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا
اَنِّيْ بَرِيْۗءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ○ مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ○
اِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَي اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ ۭ مَا مِنْ دَاۗبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ۭ
اِنَّ رَبِّيْ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ
بِهٖٓ اِلَيْكُمْ ۭ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۚ وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَيْـــًٔا ۭ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰي كُلِّ
شَيْءٍ حَفِيْظٌ ○ **ترجمہ**۔ اور عاد کی طرف ہم نے انہین کے ہم قوم بہائی ہود کو پیغمبر
بناکر بھیجا انہون نے اپنی قوم کے لوگون کو سمجھایا کہ بہائیو خدا ہی کی عبادت کرو اس کے سوا
تمہارا کوئی معبود نہین اور خدا کے ساتھہ جو شریک کرتے ہو یہ تم نری بہتان بندیان کرتے ہو
بہائیو اس سمجھانیکے عوض مین تم سے کوئی مزدوری تو مانگتا نہین میری مزدوری تو اسی کے
ذمہ ہے جس نے مجھکو پیدا کیا۔ تو کیا تم اتنی بات بھی نہین سمجھتے۔ اور اے بہائیو اپنے
پروردگار سے اپنے قصورون کی معافی مانگو پھر آگے کو اس کی جناب مین توبہ کرو کہ وہ تم پر
اسکے صلے مین خوب برستے ہوئے بادل بھیجے گا اور تمہارے بل بوتے مین برکت دیکر
اسکو اور بڑھا دیگا اور سرکشی کرکے اس سے انحراف نہ کرو۔ وہ لگے کہنے کہ ہود تو ہمارے
پاس کوئی دلیل تو لیکر آیا نہین اور تیرے کہنے سے ہم اپنے معبودون کو چھوڑنیوالے

نہین اور نہ ہم تم پر ایمان لانیوالے ہین - ہم تو بس یہی کہتے ہین کہ تجھپر ہمارے معبودون مین سے کسی کی مار پڑگئی ہے کہ تم ایسی بہکی بہکی باتین کرتے ہو - ہود نے جواب دیا کہ مین خدا کو گواہ کرتا ہون اور تم بہی گواہ رہو کہ خدا کے سوا جو تم دوسرے شریک بناتے ہو مین تو انسے بالکل بیزار ہون تو تم سب ملکر میرے ساتھ اپنی بدی کر چلو اور مجھکو مہلت نہ دو مین تو اللہ ہی پر بھروسہ رکھتا ہون کہ وہ میرا بہی پروردگار ہے اور تمہارا بہی پروردگار ہے - جتنے جاندار ہین سب ہی کی تو چوٹی اسکے ہاتھ مین ہے - بے شک میرا پروردگار عدل وانصاف کے سیدہے رستے پر ہے - اسپر بہی اگر تم لوگ اس سے پہرے رہو تو جو حکم دے کر مین تمہاری طرف بہیجا گیا ہون وہ تو مین تم کو پہونچا چکا اور میرا پروردگار تمہارے سوا دوسرے لوگون کو تمہاری جگہہ لا کہڑا کرے گا اور تم اسکا کچہہ بہی نہ بگاڑ سکو گے بے شک میرا پروردگار ہر چیز کا نگران حال ہے -

ان آیات سے ظاہر ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام نے بہی اپنی قوم کو شرک اور بت پرستی مین مبتلا پاکر ان کو اللہ کی طرف رجوع کرنا چاہا اور اسکے فوایدِ دنیوی یہ بتلائے کہ اللہ جل شانہ اُن پر اپنی رحمت یعنی بارش بہیجے گا اور انکی کہیتی باڑی مین برکت دیگا جو کام انکے معبودون کے اختیار سے خارج تہا - اسکا جواب ہود علیہ السلام کو یہی ملا جو آج بہی بعض مشرکین موحد مسلمانون کو دیا کرتے ہین کہ تم دیوانے ہو گیے ہو تمپر ہمارے معبودون کی پٹکار پڑگئی ہے ہم تو تمہاری ایسی باتون کو سُنکر اپنے معبودون کو چہوڑنے والے نہین - حضرت ہود نے فرمایا کہ مین تو علانیہ کہتا ہون کہ تمہارے معبودون سے مجھکو نفرت ہے بہلا تم اور تمہارے معبود

سب ملکر میری بدی کے درپے ہوجاؤ اور مجھکو اُس بدی سے بچنے کا سامان کرنیکے لیے
بھی کوئی مہلت نہ دو پھر دیکھہ لو کہ تم مجھکو کسی قسم کا نقصان پہونچا سکتے ہو یا نہین - اگر نہ پہنچا سکو
تو تم کو یقین کرلینا چاہیے کہ میرا اور تمہارا پروردگار اللہ ہی ہے جسپر مجھکو بھروسہ ہے اور ہم سب
اسی کے قبضہ مین ہین - میرا بس یہی فرض ہے کہ تمکو یہ یقین حاصل ہوجاے اور تم سب اللہ
کے سیدھے رستے پر ہوجاؤ - اسپر بھی اگر نہ مانوگے تو مین ذمہ دار نہین ہون میرا کام صرف
حکم کا پہونچا دینا ہے - اگر تم اپنی بداعمالیون پر اصرار کروگے تو اللہ تم کو قبل از وقت نیست و نابود
کرکے تمہاری جگہہ دوسری قوم کو قایم کرے گا اور یہ ایک ایسی بدیہی بات ہے جو اس سے
پہلے قوم نوح کو پیش آچکی ہے اور وہ لوگ اسکو دفع نہین کرسکے اور نہ خدا کا کچھہ بگاڑ سکے -

آخر قوم عاد نے حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نصیحت کو نہ مانا اور انہون نے اپنے
پیغمبر سے جو کچھہ کج بحثی کی اور اسکا نتیجہ کیا ہوا اسکا ذکر سورۂ اعراف مین اسطرح ہے - قَالُوٓا
اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ
مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ۭ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ
فِيْٓ اَسْمَاۗءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَاۗؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۭ فَانْتَظِرُوْٓا
اِنِّىْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا
دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝ ترجمہ - ان لوگون نے ہود سے
پوچھا کیا تم ہمارے پاس اس غرض سے پیغمبر بنکر آئے ہو کہ ہم اکیلے ایک خدا کی عبادت
کرنے لگین اور جن معبودون کو ہمارے بڑے پوجتے رہے ہین ان سبکو چھوڑ بیٹھین پس اگر

سچے ہو تو جس عذاب کا ہم کو ڈراوا دکھاتے ہو ہمپر لا نازل کرو۔ ہود نے جواب دیا کہ بس جان رکھو کہ کوئی دم مین تمہارے پروردگار کی طرف سے تمپر عذاب اور غضب نازل ہوا کا ہوا کیا تم مجھسے ان باد ہوائی ناموں کے بارے مین جھگڑتے ہو جنکے مصداق تو کچھ نہین اور تم نے اور تمہارے بڑون نے نام ہی نام گھڑ رکھے ہین اور اللہ نے انکی کوئی سند نہین اُتاری۔ بھلا تو تم عذاب کا انتظار کرو مین بھی تمہارے ساتھہ انتظار کر رہا ہون۔ آخر کار ہم نے اپنی رحمت سے ہود کو اور ان لوگون کو جو اُسکے ساتھہ تھے بچا لیا اور جو لوگ ہماری آیتون کو جھٹلاتے تھے انکی جڑ کاٹ کر پھینک دی اور وہ ایمان لانیوالے تھے بھی نہین۔

تفسیر حقانی مین لکھا ہے کہ ایک سیاہ ابر نمودار ہوا اور لوگون نے خیال کیا کہ اس سے پانی برسے گا لیکن حقیقت مین وہ آندھی تھی نزدیک آئی تو کیا دیکھتے ہین کہ بڑی بڑی چیزین چیلون کی طرح آسمان مین اُڑ رہی ہین۔ یہ دیکھکر اپنے مکانون اور امن کی جگہون کی طرف دوڑے مگر قہر الٰہی سے کوئی کہان بچ سکتا ہے چھپر اور مکان بھی اُڑنے لگے دیوارین گر پڑین اور اسطرح قوم عاد کا خاتمہ ہوا۔ حضرت ہود علیہ السلام اور وہ لوگ جو ان پر ایمان لائے تھے ایک جگہ مین محفوظ رہے انتہا ملخصاً۔

حضرت صالح علیہ السلام کی دعوت الی اللہ اور انکی قوم یعنی ثمود کی زیادتی کا ذکر سورۂ ہود مین اسطرح آیا ہے وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِیْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَیْهِ اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ ○ قَالُوْا یٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِیْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَاۤ اَتَنْهٰنَاۤ

اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ○ قَالَ يٰقَوْمِ
اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰنِيْ مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ
اِنْ عَصَيْتُهٗ فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ غَيْرَ تَخْسِيْرٍ ○ **ترجمہ**۔ اور ثمود کی طرف ہم نے انکے
ہم قوم بھائی صالح کو پیغمبر بناکر بھیجا تو انہون نے اپنی قوم کے لوگون سے کہا کہ بھائیو خدا
ہی کی عبادت کرو اسکے سوا کوئی تمہارا معبود نہین اسی نے تم کو زمین کی مٹی سے بناکھڑا کیا اور
تم کو اس مین بسایا تو اسی سے گناہون کی معافی مانگو اور آئندہ اسی کی جناب مین توبہ کرو
بے شک میرا پروردگار ہر ایک کے پاس ہے سبکی سنتا اور دعا قبول کرتا ہے۔ وہ لگے
کہنے صالح اس سے پہلے تو ہم لوگون مین تم سے بڑی بڑی امیدین کی جاتی تھین کہ تم
ہر طرح ہمارا ساتھ دوگے سو کیا تم ہم کو ان معبودون کی عبادت سے منع کرتے ہو جن کو
ہمارے باپ دادے پوجتے چلے آئے ہین اور جس دین کی طرف تم ہم کو بلاتے ہو ہم
تو اسکی نسبت بڑے شک مین پڑے ہین جس نے ہم کو سخت حیرت مین ڈال رکھا ہے۔
صالح نے جواب دیا کہ بھائیو بھلا دیکھو تو سہی اگر مین اپنے پروردگار کے کھلے رستے پر ہون
اور اسنے مجھ پر اپنا کرم کیا ہے پھر اگر مین اسی کی نافرمانی کرنے لگون تو ایسا کون ہے جو خدا
کے مقابلے مین میری مدد کو کھڑا ہو تو ایسی صلاح بد سے الٹا میرا اور نقصان ہی کر رہے ہو

ان آیات سے ظاہر ہے کہ حضرت صالح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم یعنی ثمود کو خدای
واحد کی عبادت کرنیکے لیے کہا اور اسی ایک ذات کے مستحق عبادت ہونے پر یہ دلیل
پیش کی کہ وہ تم کو عدم سے عرصۂ وجود مین لایا اور پھر تمہاری زندگی کے سامان فراہم کیے

پس جہالت کی وجہ سے اورون کو تم نے معبود وجو ٹھہرا رکھا ہے اُس سے باز آؤ اور اپنے گناہون کی معافی خدا سے مانگو تو وہ تمہاری دعا کو قبول کرے گا۔ اسکے جواب مین حضرت صالح علیہ السلام کی قوم نے کہا کہ تمکو تو ہم ہونہار† سمجھتے تھے اور تم سے ہمکو بہت کچھ امیدین تھین یہ کیا ہوا کہ تم ہم کو اپنے باپ دادا ؤن کے دین سے چھڑا کر ایک نیا دین تعلیم کرنا چاہتے ہو جسکی صحت کی نسبت ہمکو بڑا ہی شک ہے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ نے جب اپنے فضل وکرم سے مجھکو سیدہی راہ بتلائی ہے تو مجھکو اسکا فرمانبردار ہونا چاہیے۔ تمہارا ساتھہ دینے مین تو اسکی نافرمانی ہوتی ہے جس سے مین مستحق عذاب ٹھہرونگا اور تم لوگ اُس حالت مین میری تائید نہ کر سکوگے پس تمہاری یہ راے کہ مجھکو تمہارا موافق ہونا چاہیے میرے سراسر نقصان کا باعث ہوگی۔

سورۂ اعراف مین حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کی سرکشی اور اسکے نتیجہ کا ذکر اسطرح ہے

وَقَالُوا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ○ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ○ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ○ ترجمہ اور کہا

† اِس جملہ سے ثابت ہے کہ حضرت صالح علیہ السلام کو چونکہ خدا پیغمبری کے مرتبہ سے ممتاز فرمانا چاہتا تھا اُنکے اخلاق بچپن ہی سے ایسے عمدہ تھے کہ انکی قوم کے لوگ انکو ہونہار سمجھتے تھے اور انکی نہایت عزت کرتے تھے مگر افسوس ہے کہ جہان نانہون نے قدیم رسم کو باطل ہونیکی وجہ سے مٹانا چاہا لوگ انکے دشمن ہو گیے اور برا بھلا کہنے لگے۔ یہی واقعہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی پیش آیا۔

کہ اے صالح جس عذاب کا تم ہم کو ڈراوا دکھاتے تھے اگر واقعین تم پیغمبر ہو تو اسکو ہم پر لا نازل کرو۔ پس ان کو زلزلہ نے آلیا اور اپنے گھرون مین جیسے بیٹھے تھے ویسے ہی بیٹھے کے بیٹھے رہ گیے۔ جب ثمود پر عذاب نازل ہو چکا تو صالح انکے پاس سے ٹل گیے اور چلتے وقت انسے مخاطب ہو کر کہا کہ بھائیو مین نے تو اپنے پروردگار کے احکام تمکو پہونچا دیے اور تمہاری خیرخواہی بھی کی مگر تمہیں کچھ ایسی شامت سوار تھی کہ تم خیرخواہون کو بھی اپنا دوست نہین سمجھتے تھے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ سورۂ مریم مین اسطرح ہے وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ○ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْئًا ○ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْٓ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ○ ترجمہ۔ اور اے پیغمبر قرآن مین ابراہیم کا مذکور بھی لوگون سے بیان کرو کہ وہ بھی بڑے ہی سچے بندے اور نبی تھے کہ جب اُنھون نے اپنے باپ سے کہا کہ اباجان آپ ان بتون کی پرستش کیون کرتے ہو جو نہ کچھ سنتے اور نہ کچھ دیکھتے اور نہ آپکے کچھ کام آسکتے ہین۔ اباجان مجھکو خدا کی طرف سے ایسی معلومات حاصل ہوئی ہے جو آپ کو حاصل نہین ہوئی تو آپ میرے پیچھے ہو لیجیے مین آپکو دین کا سیدھا رستہ دکھا دونگا۔

اسپر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد اور انکی قوم نے جو جھگڑا کیا اور حضرت ابراہیم نے انکو جو جواب دیا اسکا ذکر سورۂ انعام مین اسطرح آیا ہے۔ وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ۭ قَالَ

+ یہ کلام حسرت اور تاسف کے ساتھ حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی معذب قوم کی لاشون سے کیا تھا۔

أَتُحَاجُّونِّي فِي اللَّهِ وَقَدْ هَدَانِ ۚ وَلَا أَخَافُ مَا تُشْرِكُونَ بِهِ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبِّي شَيْئًا ۗ
وَسِعَ رَبِّي كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۗ أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ ○ وَكَيْفَ أَخَافُ مَا أَشْرَكْتُمْ وَلَا
تَخَافُونَ أَنَّكُمْ أَشْرَكْتُمْ بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا ۚ فَأَيُّ الْفَرِيقَيْنِ أَحَقُّ
بِالْأَمْنِ ۖ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ○ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ
أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ ○ وَتِلْكَ حُجَّتُنَا آتَيْنَاهَا إِبْرَاهِيمَ
عَلَىٰ قَوْمِهِ ۚ نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَنْ نَشَاءُ ۗ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ○ ترجمہ اور
اُنکی قوم کے لوگ لگے ان سے اس بات پر جھگڑنے تو ابراہیم نے کہا کیا تم مجھسے خدا کے بارے
مین جھگڑتے ہو حالانکہ وہ تو مجھکو اپنا سیدہا رستہ دکھا چکا ہے اور جن بتون کو تم اسکا شریک
مانتے ہو مین نوانسے کچھہ ڈرتا ڈراتا نہین کہ مجھکو کچھہ نقصان پہونچا دینگے مگر ہان جو میرا پروردگار
ہی مجھکو کچھہ نقصان پہونچانا چاہے تو اُسکی مرضی۔ میرا پروردگار تو علم کی رو سے سب چیزون پر
حاوی ہے کیا تم اِس بات کا خیال نہین کرتے۔ اور جن چیزون کو تم شریک خدای بناتے ہو
مین اِن سے کیونکر ڈرنے لگا جبکہ تم اِس بات سے مطلق نہین ڈرتے کہ تم نے اللہ کے ساتھہ ایسی
چیزون کو شریک بنایا جسکی کوئی دلیل خدا نے تمہارے لیے نہین اُتاری تو ہم دونون فریق مین
سے کون سا فریق امن واطمینان سے رہنے کا زیادہ حق دار ہے اگر تم عقل رکھتے ہو تو تم آپ
ہی سمجھہ لو۔ جو لوگ خدا پر ایمان لائے اور انہون نے اپنے ایمان مین بے انصافی شرک کی
آمیزش نہین کی یہی لوگ ہین جو امن واطمینان خاطر کے مستحق ہین اور یہی لوگ راہ راست پر
بھی ہین۔ اور یہ ہماری دلیل تھی جو ہم نے ابراہیم کو ان کی قوم کے قایل معقول کرنیکو بتائی۔

ہم جسکو چاہتے ہین اُسکے مرتبے بلند کردیتے ہین - اے پیغمبر بے شک تمہارا پروردگار حکمت والا اور سب کچھہ جانتا ہے -

اِن آیات مین اُس دلیل کا ذکر ہے جسکو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے بتلانے سے اپنے مخالفون کے مقابلہ مین خدا کی توحید کی نسبت پیش کیا تہا - آپ نے فرمایا کہ تم لوگ مجھسے اللہ کے بارے مین جہگڑتے ہو جس نے مجھکو سیدہی راہ بتائی ہے - باوجود اسکے کہ تم لوگ ہر بات مین اللہ ہی کے محتاج ہو تم نے بلا دلیل غیرون کو اسکا شریک ٹہرایا اور اس بے انصافی کی حرکت پر تم کو اللہ کا خوف بہی نہین ہے تو مین تمہارے معبودون سے کیون ڈرنے لگون جبکہ اُنسے مجھکو نہ تو کسی قسم کی حاجت ہے اور نہ کوئی نقصان پہونچنے کا اندیشہ اِس لیے کہ تمہارے معبودون کو اپنی عبادت کرنیوالون کا سرے سے علم ہی نہین ہے اور میرے پروردگار کو سبکا علم ہے اور اُسکو نفع و نقصان پہونچانیکی قدرت حاصل ہے - اس سے تم خود سمجھہ سکتے ہو کہ ہم دونون مین کسکو امن و اطمینان خاطر ہو سکتا ہے - امن تو انہین کو ہو سکتا ہے جو اللہ پر ایمان لائے ہون اور پھر کسیکو اسکا شریک نہ ٹہرایا ہو - جو شخص اللہ کو بہی مانے اور اسکے ساتھہ اورون کو بہی شریک سمجھے حقیقت مین اُسکو اللہ کے عذاب کا خوف ہونا چاہیئے -

حضرت یوسف علیہ السلام جنکی نسبت بعض مسلمانون کا یہ اعتقاد ہے -

چو آن بیچون درین چون کردہ آرام		پئی روپوش کردہ یوسفش نام	

خاص اُنہین کی تعلیم کا ذکر خدا تعالیٰ نے سورۂ یوسف مین اسطرح فرمایا ہے - اِنِّیْ تَرَکْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ○ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ

اٰبَآءِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ ؕ مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ؕ ذٰلِكَ مِنْ
فَضْلِ اللّٰهِ عَلَیْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ ○ یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ
ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ○ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ
اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّیْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ
اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا
یَعْلَمُوْنَ ○ **ترجمہ**۔ مین شروع سے ان لوگون کا مذہب چھوڑے بیٹھا ہون جو خدا پر
ایمان نہین رکھتے اور آخرت سے بھی منکر ہین۔ اور مین اپنے باپ دادا اون یعنی ابراہیم و اسحٰق
اور یعقوب کے دین پر چلتا رہا ہون ہمکو شایان نہین کہ خدا کے ساتھ کسی چیز کو شریک بنائین
یہ عقیدہ خدا کا ایک فضل ہے جو اسنے ہم پر اور لوگون پر کیا ہے مگر اکثر آدمی اسکی اس نعمت کا
شکر نہین کرتے۔ اے یارانِ محبس بھلا دیکھو تو سہی کہ جدا جدا معبود اچھے یا خدای یگانہ و زبردست
تم لوگ خدا کے سوا نرے نامون ہی کی پرستش کرتے ہو جو تم نے اور تمہاری باپ دادا اون
نے اپنے دل سے گھڑ رکھے ہین۔ خدا نے تو انکے معبود ہونے کی کوئی سند اتاری نہین۔
تمام جہان مین حکومت تو بس ایک اللہ ہی کی ہے اور اس نے حکم دیا ہے کہ صرف اسی کی
پرستش کرو۔ یہی دین کا سیدھا رستہ ہے مگر افسوس اکثر لوگ نہین جانتے۔

ان آیات سے ظاہر ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی اللہ ہی پر ایمان لانے اور
اسکی عبادت کرنیکا حکم فرمایا اور کہا کہ میرے آباو اجداد بھی پیغمبر ہین جن پر اللہ نے فضل کیا اور
انکے ذریعہ سے لوگون کو توحید کی تعلیم فرمائی لیکن افسوس ہے کہ اکثر آدمی اس نعمت کی قدر

نہین کرتے ہین۔ عقیدۂ توحید کے نعمت ہونے پر حضرت یوسف نے یہ دلیل پیش فرمائی کہ کسی غلام کے لیے ایک مالک کا ہونا اچھا ہے یا کئی مالکون کا اور جب خدائی واحد ہی سب کا مالک زبردست ہے تو انسانون کو چاہیے کہ اُسکی بندگی کرین۔ اِس کے بعد حضرت یوسف نے جن معبودون کی پرستش کی جاتی تہی اُن کا بے حقیقت محض ہونا بیان فرمایا اور کہا کہ تم اور تمہارے باپ دادا اُون نے اِنکو معبود خیال کر رکھا ہے حالانکہ یہ معبود نہین ہین کیونکہ خدا تعالیٰ نے جو معبود برحق ہے اُنکے معبود ہونیکی کوئی سند نہین اُتاری ہے۔ تمام جہان مین جب اُسی ایک کی حکومت ہے اور اُسنے جب کہ یہ حکم دیدیا ہے کہ اِسی کی پرستش کی جاوے تو پھر اسکے سوا دوسرا دین اختیار کرنا محض نادانی ہے۔

یہی حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ سے ملاقات ہونے اور بھائیون سے صفائی ہونیکے بعد جو دعا اللہ کی جناب مین کی تہی وہ بھی سورۂ یوسف سے اِس مقام مین نقل کی جاتی ہے تاکہ ناظرین سمجھ لین کہ حضرت یوسف اللہ جل شانہ کے ایک مخلص بندے تہے یا خود خدا جیسا کہ اوپر کے شعر سے مفہوم ہوتا ہے۔ رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۖ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ○ **ترجمہ**۔ اے میرے پروردگار تو نے اپنی مہربانی سے مجھکو حکومت سے بھی حصہ دیا اور بقدر مناسب مجھکو خواب کی باتون کی تعبیر دینی بھی سکھائی۔ اے آسمان وزمین کے پیدا کرنے والے دنیا وآخرت دونون مین تو ہی میرا کارساز ہے۔ تو مجھکو اپنی فرمانبرداری کی حالت مین دنیا سے

اُٹھالے اور مجھکو اپنے نیک بندون مین لیجاکر داخل کر۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی جب اللہ کے حکم سے فرعون اور اسکی قوم کو راہِ حق کی طرف بلایا تو فرعون نے اپنی حکومت کے غرّے پر جو کچھ زیادتی کی اور حضرت موسیٰ نے اسکا جو جواب دیا اسکا ذکر سورۂ مومن کی ان آیات مین ہے وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِیْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰی وَلْیَدْعُ رَبَّهٗ اِنِّیْٓ اَخَافُ اَنْ یُّبَدِّلَ دِیْنَكُمْ اَوْ اَنْ یُّظْهِرَ فِی الْاَرْضِ الْفَسَادَ ○ وَقَالَ مُوْسٰٓی اِنِّیْ عُذْتُ بِرَبِّیْ وَرَبِّكُمْ مِّنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا یُؤْمِنُ بِیَوْمِ الْحِسَابِ ○ وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ یَكْتُمُ اِیْمَانَهٗٓ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَیِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ وَاِنْ یَّكُ كَاذِبًا فَعَلَیْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ یَّكُ صَادِقًا یُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ○ ترجمہ۔ اور فرعون نے اپنے درباریون سے کہا کہ مجھے موسیٰ کو قتل کرنے دو اور وہ اپنے پروردگار کو اپنی مدد کے لیے بلائے۔ مجھکو اندیشہ ہے کہ کہین ایسا نہو کہ تمہارے دین کو اُلٹ پلٹ کر ڈالے یا ملک مین فساد نکال کھڑا کرے۔ اور موسیٰ نے کہا کہ مین تو اپنے پروردگار اور تمہارے پروردگار یعنی خدائے واحد کی پناہ لے چکا ہون اور وہ مجھکو ہر ایک مغرور کی شر سے محفوظ رکھیگا جو روزِ حساب یعنی قیامت کو نہین مانتا۔ اور فرعون کے لوگون مین سے ایک مرد ایماندار تھا اور اپنے ایمان کو چھپاتا تھا وہ یہ ماجرا سنکر بولا کہ کیا تم صرف اتنی بات پر ایک شخص کے قتل کے درپے ہو کہ وہ خدا ہی کو اپنا پروردگار بتاتا ہے حالانکہ وہ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس معجزے لیکر

بھی آیا ہے اور اگر بالفرض یہ شخص جھوٹا بھی ہو تو اسکے جھوٹ کا وبال اسی پر پڑے گا اور سچا ہوا تو جس جس عذاب کا تم سے وعدہ کرتا ہے ان مین سے کوئی نہ کوئی تو تم پر ضرور آنازل ہوگا بے شک جو شخص حد سے بڑھا ہوا اور جھوٹا ہو خدا اُسکو نیک ہدایت نہین دیا کرتا ہے

ان آیات سے ظاہر ہے کہ فرعون حضرت موسیٰ کا سخت دشمن ہوگیا تھا کیونکہ انہون نے اسکے دعوی خدائی کو باطل کرنا چاہا - اسلیے اسنے اپنے لوگون سے مشورہ کی کہ کسیطرح حضرت موسیٰ کو مار ڈالے - یہ خبر حضرت موسیٰ کو پہونچی تو آپنے فرمایا کہ مجھکو فرعون سے کسی قسم کی مضرت نہین پہونچ سکتی ہے کیونکہ مین اللہ کی طرف سے مامور ہون وہی مجھکو جمیع سرکشون سے جو راہ تکبر قیامت پر ایمان نہین رکھتے ہین اپنی پناہ مین لیگا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزون کو دیکھکر بعض لوگ فرعون کے خوف سے چھپے چھپے ایمان لا چکے تھے - انمین کا ایک شخص حضرت موسیٰ کے قتل کی تدبیرون کو معلوم کرکے کہنے لگا کہ تم لوگ یہ کیسی زیادتی کرتے ہو - موسیٰ کی صرف اس خطا پر کہ وہ اللہ ہی کو اپنا پروردگار بتاتے ہین تم ان کو قتل کرنا چاہتے ہو حالانکہ وہ اپنے دعوی پر دلایل بھی لے آئے ہین - مین موسیٰ کی خیرخواہی سے نہین بلکہ تمہاری خیرخواہی سے کہتا ہون کہ اگر بالفرض وہ جھوٹے ہین تو تم انکو انہین کے حال پر چھوڑ دو اپنے جھوٹ کا نتیجہ وہ خود پالین گے لیکن اگر وہ سچے ہین تو بالضرور تم اُس عذاب مین مبتلا ہوجاؤ گے جس کا خوف دلایا جاتا ہے اور تم کو اس وقت نجات کا کوئی راستہ نہین ملیگا - اسلیے میری صلاح تو یہ ہے کہ تم فرعون کا ساتھ نہ دو اور دیکھو کہ کون غالب آتے ہین کیونکہ اللہ جھوٹے اور حد سے بڑھے ہوئے شخص کو ہرگز کامیابی کی راہ نہین بتلاتا ہے

آخرش فرعون نے اپنی حکومت کو زوال سے بچانیکے لیے یہ تجویز کی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزون کا مقابلہ ساحرون سے کرائے اور آپکو عاجز کرکے بنی اسرائیل کو اپنی طرف کرلے۔ چنانچہ ساحر جمع ہوئے اور اُنسے بہت کچھ انعام واکرام کا وعدہ کیا گیا۔ لیکن خدا جسکی تائید پر ہو اُسپر کون غالب آسکتا ہے نتیجہ الٹا ہوا خود ساحر چونکہ اپنے سحر کی حقیقت سے واقف تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزون کو دیکھتے ہی یقین کرگئے کہ یہ بلاشبہہ اللہ کے کام ہین انسان کو انمین دخل نہین ہے پھر علی رؤس الاشہاد سب سے پہلے وہی ایمان لائے۔ اسپر فرعون کا غضب زیادہ ہوا اور اُسنے حکم دیا کہ ساحر سخت تکلیف کے ساتھہ قتل کردئے جاوین۔ اسکے جواب مین ساحرون نے جو کچھہ کہا اسکا ذکر سورۂ طٰہٰ مین اسطرح ہے۔ قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰى مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِيْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ ؕ اِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ○ اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا وَمَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ○ ترجمہ۔ جادوگر بولے کہ کھلے کھلے معجزے جو ہمارے سامنے آئے ان پر اور جس خدا نے ہمکو پیدا کیا اس پر تو ہم تجھکو کسی طرح ترجیح دینے والے نہین تو جو تو کرنیوالا ہے کرگزر۔ تو دنیا کی اسی زندگی کے بارے مین حکم چلا سکتا ہے اور بس۔ ہم اپنے پروردگار پر ایمان لاچکے ہین تاکہ وہ ہمارے گناہون کو معاف کرے اور خاصکر جادو کے گناہ کو جس پر تو نے ہم کو مجبور کیا۔ اور اللہ کی دین تیری دین سے بہتر اور زیادہ دیرپا ہے۔

فرعون کی اس سرکشی اور زیادتی کا نتیجہ جو کچھہ ہوا اسکی کیفیت سبکو معلوم ہے یہان ذکر کرنیکی ضرورت نہین۔

سورۂ ابراہیم کے ایک مقام مین مجملاً انبیا علیہم السلام کی دعوت اور انکی قوم کی مخالفت کا ذکر اسطرح آیا ہے۔ وَقَالُوْٓا اِنَّا كَفَرْنَا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ وَاِنَّا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ○ قَالَتْ رُسُلُهُمْ اَفِي اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط يَدْعُوْكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ط قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ط تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ○ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ط وَمَا كَانَ لَنَآ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ط وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ○ وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا ط وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا ط وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ○ **ترجمہ**۔ اور بولے جو حکم دیکر تم خدا کی طرف سے بھیجے گیے ہو ہم تو اسکو نہین مانتے اور جس دین کی طرف تم ہم کو بلاتے ہو ہم تو اسکی نسبت بڑے شک و شک مین پڑے ہین۔ اُن کے پیغمبرون نے اِن سے کہا کیا تم کو خدا کے ہونے مین شک ہے جو آسمان و زمین کا بنانے والا ہے۔ وہ تم کو اسی لیے اپنی طرف بلاتا ہے کہ تمہارے گناہ معاف کرے اور ایک وقت مقرر تک تم کو دنیا مین امن چین سے رہنے دے۔ وہ لگے کہنے کہ تم بھی تو بس ہماری طرح کے آدمی ہو چاہتے ہو کہ جن معبودون کو ہمارے بڑے پوجتے آئے ہین اُنکی پرستش سے ہمین روکدو۔ اچھا تو اگر تم اپنے دعوی مین سچے ہو تو ہم کو ہماری خواہش کے مطابق کوئی صاف و صریح معجزہ لا دکھاؤ۔ اِن کے پیغمبرون نے انسے کہا کہ بے شک ہم تمہاری ہی طرح کے آدمی ہین مگر خدا اپنے بندون مین سے جس پر

چاہتا ہے اپنا فضل کرتا اور اسکو خدمت پیغمبری سے سرفراز فرماتا ہے اور بے حکم خدا ہماری
مجال نہین کہ ہم کوئی معجزہ تم کو لا دکھائین اور اللہ ہی پر سب ایمان والون کو بھروسہ رکھنا چاہیے
اور ہمارے لیے کیا عذر ہو سکتا ہے کہ اسد پر بھروسہ نرکھین حالانکہ ہمارے یہ طریقے جن پر
ہم چل رہے ہین اسی نے ہم کو بتائے اور جیسی جیسی ایذائین تم ہم کو پہونچاتے رہے ہو
ابتک بھی ہم نے ان پر صبر کیا اور آیندہ بھی ہم ان پر ضرور صبر کرتے رہین گے اور توکل
کرنیوالون کو چاہیے کہ خدا ہی پر توکل کرین -

ان آیات مین سوائے اُن انبیا کے جنکا ذکر نام بنام آیا ہے اور انبیاء کے حالات مجملاً
مذکور ہین جنکی تکذیب انکے وقت کی قومون نے کی تھی - جب کبھی انکو شرک اور بت پرستی سے
منع کیا گیا تو وہ سرے سے انبیا ہی کو جھٹلانے اور انکی دعوت کی صحت مین شک کرنے لگے
اسپر انبیا نے کہا کہ ہم تمکو کچھ اپنی عبادت کی طرف نہین بلاتے ہین جو تم کو شک واقع ہو ہم تو اللہ
کی عبادت کرنیکے لیے کہتے ہین جسمین کسیطرح کا شک ہو نہین سکتا کیونکہ اسکے وجود کی دلیل آسمان
و زمین موجود ہے جو اسی کے بنائے ہوئے ہین اور خدا تعالیٰ تم کو جو اپنی عبادت کا حکم دیتا ہے
وہ بھی تمہارے ہی فائدے کے لیے ہے تاکہ تمہارے گناہون کو معاف کرے اور تمہاری موت
قبل از وقت غیر معمولی طور پر یعنی تمہاری نافرمانی کی وجہ سے کسی عذاب کے نازل ہونے سے نہو
جب ان لوگون سے اسکا جواب بن نہ پڑا تو یہ کہنے لگے کہ تم بھی ہمارے مانند انسان ہو تم مین
پیغمبری کی فضیلت کہان سے آئی ہم لوگ کیون اس سے محروم رہے نہین نہین بلکہ تمہاری
غرض یہ معلوم ہوتی ہے کہ ہمارے باپ دادون کے دین سے ہمکو پھیر دین خیر ہم تو تمکو اسوقت سچا

سمجھین گے کہ ہماری فرمایش کے مطابق معجزات دکھائین - اسکے جواب مین انبیاء علیہم السلام نے کہا کہ بیشک ہم تم جیسے انسان ہی ہین لیکن اللہ اپنے بندون مین ہر ایک کو پیغمبر نہین بناتا ہے بلکہ جس کو اس کام کے لیے پسند فرماتا ہے اُسی کے سپرد کرتا ہے - باقی رہا تمہاری خواہش کے موافق معجزات کا بتلانا یہ تو ہمارے اختیار مین نہین اللہ کی مرضی پر موقوف ہے اور ہم چونکہ اس پر ایمان لاچکے ہین ہمارا بھروسہ اُسی پر ہے کیونکہ جب اسی نے ہمکو دین کا سیدھا راستہ بتایا ہے تو ہمکو تمہاری ایذاؤن پر صبر کرنے اور تمپر غلبہ پانے کے لیے اسی کی تائید کے منتظر رہنے کے سوا کوئی چارہ نہین ہے -

انبیا علیہم السلام کی دعوت کے متعلق جو آیات اس رسالہ مین نقل کیگئی ہین انکو بھی ہین اب ختم کرتا ہون - ان کے مضمون پر غور کرنے سے انصاف پسند ناظرین کو معلوم ہوجاویگا کہ کلمۂ طیبہ کے صاف صاف معنون مین لا یعنی نفی و اثبات کی بحث سے جو پیچیدگیان پیدا کیگئی ہین اور جسکی وجہ سے مسئلہ تثلیث کے مانند یہ بھی ایک معما سا ہوگیا ہے اسکی تائید اللہ جل شانہ کی کتاب سے جو ہماری ہدایت کے لیے نازل ہوئی ہے کسیطرح ہوتی ہے یا نہین -

قسم سوم یعنی وہ آیتین جنمین رحمۃ للعالمین خاتم المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیم کے ذریعہ سے تفہیم کی گئی ہے

چونکہ آپ سے پہلے کئی انبیا گزر چکے تھے اور انپر آسمانی کتابین وقتاً فوقتاً نازل ہوئی تھین جن مین تحریف ہونے اور عقیدۂ توحید مین خرابی پیدا ہونیکی وجہ سے آپکی ذات بابرکات

کی ضرورت ہوئی اسلیے آپ کو حکم ہوا کہ اہل کتاب کی دعوت ایک ایسی معقول طرز سے فرماوین کہ انکے حق شناس علما کو سوائے امنا کہنے کے کوئی چارہ نہو اور عوام جو علما کے تابع ہوتے ہین وہ بھی راہ راست پر ہوجاوین۔ چنانچہ سورۂ ال عمران مین ارشاد ہوا ہے۔ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ○ **ترجمہ**۔ اے پیغمبر ان سے کہو کہ ای اہل کتاب آؤ ایسی بات کی طرف رجوع کرو جو ہمارے اور تمہارے درمیان مین یکسان مانی جاتی ہے کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرین اور کسی چیز کو اسکا شریک نہ ٹھہرائین اور اللہ کے سوا ہم مین سے کوئی کسیکو اپنا مالک نہ سمجھے۔ پھر اگر ایسی سیدھی اور سچی بات کے ماننے سے بھی منہ موڑین تو مسلمانون کو ان لوگون سے کہدو کہ تم اس بات کے گواہ رہو کہ ہم تو ایک ہی خدا کو مانتے ہین۔

اس آیت مین اہل کتاب کو انہین کے مسلمات سے الزام دیا گیا ہے یعنی جب تم اس بات کو مانتے ہو کہ عبادت خاص اللہ ہی کی کرنی چاہیے اور اسکے سوا کسی کو اپنا مالک نہ بنانا چاہیے کہ وہ جو کچھ کہے اسکو تسلیم کرلین تو تم کو اس سے باز آنا ضرور ہے کہ اپنے انبیا کو خدا یا خدا کا شریک ٹھہرائین اور اپنے بزرگون کی ایسی تعظیم کرین جس سے ان کا ہر ایک حکم بلا دلیل مان لیا جائے اور وہ بمنزلہ رب کے قرار دئے جائین۔ جب تم اس پر راضی ہوگئے تو پھر ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی اختلاف نہین رہا بلکہ اتحاد ہوگیا کیونکہ اسلام کے اصول یہی ہین۔ اگر تم ان باتون کو نہ مانین بھی تو یہ گواہی بالضرور دینی پڑیگی کہ ہم مسلمان فقط اللہ کے فرمانبردار ہین۔

مشرکین اللہ کے ساتھ اوروں کو معبود ٹھہراکر انکی پرستش کرتے تھے۔ انکی طرف جو خطاب کیا گیا اور جو مضبوط دلایل انکی تردید اور اسلام کی حقانیت مین پیش کیے گیے اس کا ذکر سورۂ یونس کے ایک مقام مین اسطرح ہے۔ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنْ كُنْتُمْ فِي شَكٍّ مِنْ دِينِي فَلَا أَعْبُدُ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَكِنْ أَعْبُدُ اللَّهَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُمْ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ وَأَنْ أَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِنَ الظَّالِمِينَ ۝ وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ يُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝ ترجمہ۔ اے پیغمبر ان لوگون سے کہو کہ لوگو اگر تم کو میرے دین کے بارے مین کسیطرح کا شک ہو تو مین تم سے صاف کہے دیتا ہون کہ خدا کے سوا جن کی تم عبادت کرتے ہو مین تو انکی عبادت کرتا نہین بلکہ مین تو اللہ ہی کی عبادت کرتا ہون جو تم سبکی روحین قبض کرکے اپنے پاس بلا لیتا ہے اور مجھکو اسکی سرکار سے یہ حکم دیا گیا ہے کہ مین ایمان والون کے زمرے مین رہون اور نیز خدا نے مجھ سے یہ فرمایا ہے کہ اسی دین کی طرف اپنا مُنہ کیے سیدھا چلا جا اور مشرکون کے زمرے مین ہرگز شامل نہ ہونا۔ اور خدا کے سوا کسی کو نہ پکارنا کہ وہ تجھکو نہ تو نفع ہی پہونچا سکتا ہے اور نہ تجھکو نقصان ہی پہونچا سکتا ہے اور اگر تو نے ایسا کیا تو اُس وقت تو سبھی ظالمون مین سمجھا جاے گا۔ اور اگر خدا تجھکو کوئی تکلیف پہونچاے تو اسکے سوا کوئی اُس تکلیف کا دور کرنے والا نہین اور اگر تجھکو کسی قسم کا

فایدہ پہونچانا چاہے تو کوئی اسکے فضل کا رد کنے والا نہین - اپنے بندون مین سے جسکو چاہے فائدہ پہونچائے اور وہ بخشنے والا مہربان ہے -

ان آیات مین آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم ہوا ہے کہ مشرکین سے کہدین کہ تم کو اگر میرے دین مین کسیطرح کا شک ہے تو لیجئے مین اسکو دفع کرنیکے لیے صاف بیان کئے دیتا ہون کہ اللہ کے سوا تم جن کی پرستش کرتے ہو مین اُن کو ہرگز پوجنے والا نہین ہون بلکہ مین تو اُسکی عبادت کرتا ہون جسکے دست قدرت مین تم سب کی موت ہے اور مجھکو یہ حکم ہوا ہے کہ اللہ پر ایمان لانیوالون کے زمرے مین شامل رہون کیونکہ دین کا یہی سیدہا رستہ ہے اور اللہ کے سوا کسی کو نہ پکارون کیونکہ اُسکے سوا مجھکو نہ تو کوئی فایدہ ہی پہونچا سکتا ہے اور نہ نقصان پس جب ایسے قادر مطلق کو چھوڑ کر مین مشرک ہو جاؤن تو مجھکو اللہ کی طرف سے کوئی نقصان پہونچنے کی صورت مین تمہارے معبود اسکو دفع نہین کر سکین گے اور اگر اللہ مجھپر فضل کرنا چاہے تو اُسکو کوئی رد کنے والا بھی نہین ہے - کیونکہ وہ جسکو چاہتا ہے اُسپر اپنا فضل کرتا ہے اور اُسکی ذات اپنے بندون کے لیے غفور اور رحیم ہے پس ایسی حالت مین مجھکو شرک اختیار کرنیکی کوئی وجہ نظر نہین آتی -

سورۂ انعام کے ایک مقام مین یہی مضمون کسی قدر توضیح کے ساتھہ بیان کیا گیا ہے

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ۗ قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ ۖ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ

يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهُ ۚ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِينُ ○ وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا
كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۖ وَإِنْ يَمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ○
وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ ۚ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ ○ ترجمہ۔ اے پیغمبر ان لوگون
سے پوچھو کہ کیا خدا جو آسمان و زمین کا پیدا کرنے والا ہے اسکے سوا کسی اور کو مین اپنا
کارساز بناؤن اور وہ تو سب کو روزی دیتا ہے اور کوئی اُسکو روزی نہین دیتا کیونکہ وہ
پاک اور بے نیاز ہے۔ اے پیغمبر یہ تو اس سوال کا کیا جواب دینگے تم ہی ان سے
کہدو کہ مجھکو تو یہ حکم ملا ہے کہ سب سے پہلے مین ہی صرف ایک خدا کا بندۂ فرمانبردار بنون
اور اُس نے مجھہ سے فرمادیا ہے کہ خبردار مشرکون مین شامل نہ ہونا۔ ای پیغمبر ان لوگون
سے کہو کہ اگر مین اپنے پروردگار کی نافرمانی کرون تو مجھکو قیامت کے روز کے سخت عذاب کا بڑا ہی
ڈر لگتا ہے۔ اِس دن جس کے سر پر سے عذاب ٹل گیا تو اس پر خدا نے بڑا ہی رحم کیا اور
یہ صریح کامیابی ہے۔ اور اے بندے اگر اللہ تجھکو کسی قسم کی تکلیف پہونچاے تو اسکی
ذات کے سوا کوئی اس تکلیف کو دور کرنے والا نہین اور اگر تجھکو کسی قسم کا فایدہ پہونچائے
تو وہ ہر چیز پر قادر ہے اور وہی اپنے بندون پر ضابط ہے اور وہی حکمت والا اور باخبر ہے
ان آیات کا مطلب یہ ہے کہ زمین و آسمان پیدا کرنے والے اور اُن مین جو مخلوق ہین
اُن کو روزی دینے والے کو چھوڑ کر کون شخص ایسون کو اپنا کارساز بنائیگا جنکو ان امور مین
کوئی دخل نہ ہو اور نہ اختیار بلکہ وہ بھی اُسی کے محتاج ہون۔ انبیاء علیہم السلام سے تو یہ فعل
قبیح سرزد ہو نہین سکتا کیونکہ اللہ کی طرف سے اُن کو ایمان لانے کا حکم اور مشرکین مین

نہ داخل ہونے کی تاکید کی جاتی ہے۔ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ بیان کر دینے کا حکم ہوا ہے کہ اللہ کے فرمان سے مین اسپر ایمان لایا ہون اور اسکی نافرمانی مین مجھکو قیامت کے عذاب کا ڈر ہے جس سے بچنا مجھکو بہت ضرور ہے کیونکہ وہ ایک ایسا سخت عذاب ہے کہ اُسدن اس عذاب کا کسی پر سے ٹل جانا ہی بڑی کامیابی ہے۔ اسکے سوا دنیا مین بھی کسی بندہ کو اللہ تکلیف پہونچائے تو اُسکو دفع کرنے والا جب اسکے سوا کوئی نہ ہو اور اپنے بندون کو فائدہ پہونچانے کی بھی وہی قدرت رکھتا ہو اور جبکہ ہر طرح سے ہم اسکے قبضہ مین ہین اور وہ حکمت والا اور ہمارے حال سے باخبر بھی ہے تو ایسی حالت مین اسکے سوا کون عبادت کا مستحق ہو سکتا ہے۔

آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی مثل حضرت نوح اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے یہ صاف صاف کہدینے کا حکم ہوا کہ نبوت اور پیغمبری کی وجہ سے آدمی کچھ اللہ کے ملک اور خزانون کا مالک نہین ہو جاتا ہے اور نہ اُسکو غیب کی باتون کا علم حاصل ہو جاتا ہے اور نہ وہ فرشتہ بن جاتا ہے جو دنیا کی حاجتون سے بری ہو جائے بلکہ اسکی طرف اللہ کے احکام وحی کے ذریعہ سے آتے ہین اور اسکا کام ان احکام کو اپنے ابنائے جنس کی طرف پہونچا دینا ہے پس اسکی مثال اس شخص کی سی ہے جسکو آنکھ ہون اور وہ سیدھے رستہ کو دیکھ رہا ہے تو ممکن نہین کہ ایسا شخص اندھون کے پیچھے ہو کر کسی باولی یا غار مین جا گرے بلکہ وہ آنکھون کے اندھون کو سمجھا بوجھا کر اپنے ساتھ کر لیگا لیکن جو لوگ دل کے اندھے ہوتے ہین اُنپر تو اسکو قابو حاصل ہو نہین سکتا۔ چنانچہ سورۂ انعام کے ایک مقام مین

ارشاد ہوا ہے قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ
اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۭ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۭ اَفَلَا
تَتَفَكَّرُوْنَ ○ ترجمہ - اے پیغمبر ان لوگون سے کہو کہ مین تم سے یہ نہین کہتا کہ
میرے پاس خدا کی سرکار کے خزانے ہین اور نہ مین غیب جانتا ہون اور نہ مین تم سے
یہ کہتا ہون کہ مین فرشتہ ہون - مین تو بس اسی حکم پر چلتا ہون جو میری طرف وحی کیا جاتا ہے
اے پیغمبر ان لوگون سے پوچھو کہ آیا اندہا اور سونکھا دونون برابر ہو سکتے ہین - کیا تم
اتنی بات بھی نہین سوچتے -

مشرکین اللہ کے سوا جنکی پرستش کیا کرتے تھے انکا بے اختیار محض ہونا ثابت
کرنیکے لیے سورۂ فاطر مین اسطرح ارشاد ہوا ہے قُلْ اَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۚ
اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰي بَيِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ بَلْ اِنْ يَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا
اِلَّا غُرُوْرًا ○ اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ وَلَىِٕنْ زَالَتَآ
اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ○ ترجمہ -
اے پیغمبر ان لوگون سے کہو کہ تمہین اپنے شریکون کے حال کی بھی کچھ خبر ہے جن کو تم خدا
کے سوا پکارے بلایا کرتے ہو - ذرا ایک نظر مجھکو بھی دکھاؤ انہون نے کونسی زمین بنائی ہے
یا آسمانون کے بنانے مین انکا کچھ ساجھا ہے یا ہم نے ان مشرکون کو کوئی کتاب دی ہے
کہ یہ اسکی سند رکھتے ہین - انمین سے کوئی سی بات بھی نہین بلکہ یہ ظالم جو ایک دوسرے سے

وعدے کرتے ہین بس نرے دہوکے کی ٹٹیان ہین - بے شک اللہ آسمانون کو اور نیز
زمین کو تھامے ہوئے ہے کہ کہین اپنی جگہہ سے ٹل نہ جائین اور بالفرض ٹل جائین تو پھر
اسکے سوا کوئی بھی ایسا نہین جو ان کو تھام سکے - بیشک اللہ بڑا تحمل والا اور بندونکے
گناہون کو بخشنے والا ہے -

مولانا نذیر احمد صاحب نے اس مقام مین یہ فایدہ تحریر فرمایا ہے " وعدون سے
مراد وہ امیدین ہین جو نجات اور شفاعت اور تقرب اور دنیاوی کامیابیون کی نسبت مشرکین
ایک دوسرے کو دلایا کرتے ہین مگر واقع مین یہ سب شیطانی دہوکے ہین اس واسطے کہ
جن کو شریک خدای ٹھہرایا جاتا ہے وہ بے اختیار محض ہین "

جو مشرک انبیا علیہم السلام یا فرشتون کو شریک خدای بناتے تھے انکی تردید سورہ بنی اسرائیل
کے ایک مقام مین اسطرح کیگئی - قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِهِ فَلَا يَمْلِكُونَ
كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا ○ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ
إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ إِنَّ
عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا ○ ترجمہ - اے پیغمبر ان لوگون سے
کہو کہ خدا کے سوا جن معبودون کو تم شریک خدای سمجھتے ہو حاجت پڑے پر انکو بلا دیکھو
یہ تمہارے معبود نہ تو تم سے تکلیف کو دور کرسکین گے اور نہ اسکو بدل سکین گے - یہ
لوگ جنکو مشرکین حاجت روا سمجھہ کر بلاتے ہین ان مین سے جو دوسرون کی نسبت زیادہ
مقرب ہین وہ بھی اپنے پروردگار کی اور زیادہ قربت حاصل کرنیکے ذریعے تلاش کرتے رہتے ہین

اور اُسکی رحمت کی اُمید رکھتے اور اُسکے عذاب سے ڈرتے رہتے ہین اور واقع مین تمہارے پروردگار کا عذاب ڈرنے کی چیز بھی ہے۔

مولانا **نذیر احمد** صاحب نے اِس مقام مین یہ فایدہ تحریر فرمایا ہے "یہ اِن لوگون کا تذکرہ ہے جو پیغمبرون یا بزرگون یا جنات یا فرشتون کو کسیطرح پر شریک خدائی بناتے تھے اِنکے قایل کرنیکو خدا نے فرمایا کہ جن کو تم معبود قرار دیتے ہو یہ خود اپنے لیے خدا کی رضاجوئی کی فکر مین پڑے اور اطاعت اور فرمانبرداری کے ذریعے ڈھونڈتے رہتے ہین تو اِس صورت مین ان کو معبود بننے کی صلاحیت ہی نہین"

قرآن شریف کے اکثر مقامات مین منکرین کو قایل کرنیکے لیے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو انپر ایسے سوالات کرنیکی تعلیم کیگئی ہے کہ اِنسے کوئی جواب نہ بن پڑے اور اگر کجی اور عناد کو چھوڑدین تو حق کے قبول کرنے مین کوئی عذر نہ ہو۔ چنانچہ سورۂ مومنون کے ایک مقام مین ارشاد ہوا ہے۔ قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ○ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ○ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ○ قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ○ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ○ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ ۭ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰي بَعْضٍ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ عٰلِمِ الْغَيْبِ

وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ ترجمہ - اے پیغمبر ان لوگون سے پوچھو کہ اگر تم کو دعوے علم ہو تو بھلا اتنی بات تو بتاؤ کہ زمین اور جو کچھ اسمین ہے یہ تمام کارخانہ کس کا ہے وہ فوراً یہی جواب دینگے کہ اللہ کا - ان سے کہو کہ پھر تم کیون نہین غور کرتے اے پیغمبر ان سے پوچھو کہ سات آسمانون کا مالک کون ہے اور نیز عرش عالیشان کا مالک کون ہے وہ فوراً یہی جواب دینگے کہ یہ سب کچھ اللہ ہی کا ہے - اب تم ان سے کہو کہ کیا پھر تم کو اس سے ڈر نہین لگتا اے پیغمبر ان لوگون سے کہو کہ اگر تم کو دعوی علم ہو تو بھلا اتنی بات تو بتاؤ کہ کون ایسا قادر مطلق ہے جسکے ہاتھ مین ہر چیز کا اختیار ہے اور وہ پناہ دیتا ہے اور اسکے مقابلہ مین کوئی کسیکو پناہ نہین دے سکتا وہ فوراً یہی جواب دینگے کہ یہ سب صفتین تو اللہ ہی کی ہین اب ان سے کہو کہ پھر تم کیسے دیوانے ہو جاتے ہو - حق یہ ہے کہ سچی سچی بات ہم نے اُن کو پہونچا دی ہے اور یہ بیشک جھوٹے ہین - نہ تو اللہ نے کسی کو بیٹا بنایا اور نہ اسکے ساتھ کوئی اور خدا ہے ورنہ ہر ایک خدا اپنی مخلوقات کو الگ لیے لیے پھرتا اور آپسمین لڑتے اور آخر کار ایک دوسرے پر غالب آجاتا - جیسی جیسی باتین یہ لوگ اللہ کی نسبت بیان کرتے ہین اللہ کی ذات ان سے پاک ہے - وہ غایب اور حاضر سبکو جانتا ہے اور وہ لوگون کے شرک سے بری اور بالاتر ہے

ان آیات سے ظاہر ہے کہ مشرکین عرب بھی اللہ کو مانتے تھے اور اُسیکو زمین و آسمان کا مالک اور ہر چیز پر اختیار رکھنے والا سمجھتے تھے لیکن اسکے ساتھ ہی اورون کی بھی پرستش کرتے تھے جسکی وجہ سے ان پر عتاب کیا گیا اور ان کو قایل معقول کرنیکے لیے یہ پوچھا گیا کہ جب تم زمین و آسمان اور انمین جو مخلوقات ہین ان سب کا مالک اللہ ہی کو سمجھتے ہو اور ہر چیز

کا اختیار اسکے ہاتھہ مین ہے کتنی ہوا اور اسکو ہر ایک آفت مین پناہ دینے والا خیال کرتے ہو اور
کسی ایسے کو نہین تبلاتے ہو جو اسکے مقابلہ مین پناہ دیسکے تو پھر تم ان باتون کو غیرونکی
پرستش کے وقت سوچتے کیون نہین اور اللہ سے ڈرکر شرک سے باز کیون نہین آتے
آخر مین ارشاد ہوا ہے کہ یہ سب ان لوگون کی محض افترا پردازیان ہین ہم نے سچی بات
بتادی ہے کہ نہ تو اللہ کا کوئی بیٹا ہے اور نہ اُسکے ساتھہ کوئی خدا۔ اگر ایسا ہوتا تو ہر ایک
خدا اپنی مخلوقات کا مالک ہوتا اور آپس مین لڑائی ٹھن جاتی جس کا نتیجہ ایک کو دوسرے پر
غلبہ ہوتا۔ چونکہ دنیا کا انتظام برابر چل رہا ہے اور سوائے ایک خدا کے آسمین کسی کو دخل
نہین ہے پس اسی سے ثابت ہے کہ اللہ کی ذات کی نسبت مشرک جو کچھہ باتین بناتے
ہین سب جھوٹ ہین اور وہ اُنسے بری اور بالاتر ہے۔ تفسیر حقانی مین لکھا ہے کہ اللہ کے
سوا اورون کو حاجت روا جانکر پکارنا اور انکی نذر و نیاز کرنی انکی پرستش ہے۔ عرب کے مشرکون
کا عقیدہ یہان کے ہندؤن کا سا عقیدہ تھا جو یہ بھی کہتے ہین کہ خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے
اور بااین سبکے بڑون معبود بھی بنا رکھے ہین اور اُن کو ذی قدرت خیال کرتے ہین۔ افسوس ہے
کہ ہندوستان کے جاہل مسلمانون پر انکی صحبت کا اثر ہوگیا یہ اپنے بزرگون کے ساتھہ وہی
معاملہ کرتے ہین جو ہندو اپنے بزرگون کے ساتھہ کرتے ہین۔ انتہا ملخصاً۔

اسی قسم کے دلایل کو سنکر مخالفین عاجز ہوتے جاتے تھے اور انمین سرکشی اور تمرد کا مادہ
زیادہ ہوتا جاتا تھا اور اپنی ذلت اور شرمندگی کو دفع کرنیکی ہر روز ایک نئی تدبیر سوچا کرتے تھے جسکا
جواب بھی انکو فوراً ہی ملجاتا تھا۔ چونکہ قرآن ہی کی وجہ سے انکی تمام پریشانیان ظاہر ہو رہی تھین

تو آخر انہون نے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ کہا کہ ہمین یہ قرآن ضرور نہین کوئی دوسرا قرآن لے آؤ یا اسیکو بدلدو۔ اسکا جواب سورۂ یونس مین اسطرح دیا گیا ہے۔ وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیَاتُنَا بَیِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَیْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ؕ قُلْ مَا یَكُوْنُ لِیْۤ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآیِٔ نَفْسِیْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰۤی اِلَیَّ ۚ اِنِّیْۤ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ○ قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَیْكُمْ وَلَاۤ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○ ترجمہ۔ اے پیغمبر جب ہمارے کھلے کھلے احکام ان لوگون کو پڑھکر سنائے جاتے ہین تو جن لوگون کو مرنے پیچھے ہمارے پاس آنے کا ذرا سا بھی کھٹکا نہین وہ تم سے فرمایش کرتے ہین کہ اس کے سوا کوئی اور قرآن لاؤ یا اسی مین ردوبدل کردو تو تم ان سے کہو کہ میرا تو ایسا مقدور نہین کہ اپنی طرف سے اسمین کسی قسم کا بھی ردوبدل کرون میری طرف جو وحی آتی ہے مین اسی پر چلتا ہون۔ اگر مین اپنے پروردگار کی نافرمانی کرون تو مجھے قیامت کے بڑے مشکل دن کے عذاب سے بہت ہی ڈر لگتا ہے۔ اے پیغمبر ان لوگون سے کہو کہ اگر خدا چاہتا تو مین یہ قرآن تم کو پڑھکر سناتا ہی نہین اور نہ خدا تم کو اس سے آگاہ کرتا۔ اس سے پہلے مین مدتون تم مین رہ چکا ہون اور مین نے کبھی وحی کا نام بھی نہین لیا۔ کیا تم اتنی بات بھی نہین سمجھتے

قرآن مجید مین جابجا اس بات کی بھی تفہیم کی گئی ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو نبوت کا دعویٰ فرمایا ہے وہ کوئی انوکھا امر نہین ہے کہ لوگ آپکی تصدیق نہ کرکے جھٹلانے کے درپے ہون کیونکہ آپ سے پہلے بھی بہت سے انبیا گزر چکے ہین۔ البتہ آپکی سچائی مین اُس وقت

شبہہ واقع ہوتا جبکہ آپ کا دعویٰ بالکل نیا ہوتا یا آپ کوئی ایسی بات فرماتے جو پہلے انبیاء نے نہین کہی تہی چنانچہ سورۂ احقاف مین ارشاد ہوا ہے قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَا أَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ وَمَا أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ترجمہ۔ اے پیغمبر ان لوگون سے کہو کہ مین پیغمبرون مین کوئی انوکہا پیغمبر تو ہون نہین اور مین نہین جانتا کہ آیندہ میرے ساتھہ کیا کیا جاے گا اور نہ یہ جانتا ہون کہ تمہارے ساتھہ کیا کیا جائیگا میری طرف جو وحی نازل ہوتی ہے مین تو صرف اُسی پر چلتا ہون اور مین صاف طور پر ڈر سنا دینے والا ہون اور بس۔

مولانا نذیر احمد صاحب نے یہان یہ فایدہ لکہا ہے۔ مراد یہ ہے کہ مین غیب نہین جانتا کہ دنیا مین کسیکو کیا پیش آئے گا اور تفسیر حقانی مین لکہا ہے کہ دنیا مین جو حوادث پیش آنیوالے ہین اُن کا علم مجہکو نہین ہے البتہ وحی کے ذریعے سے جو کچہہ معلوم ہوتا ہے اُسیکا مجہکو علم ہے مین صرف وحی کا تابع اور ڈر سنانے والا ہون خدا نہین ہون نہ فرشتہ ہون جو میرے حوایج بشریہ پر تم طعن کرتے ہو۔ انتہا ملخصاً

اِن صاف صاف دلیلون اور واضح بیانون کے ساتھہ جس خدای قدیر پر ایمان لانے اور اُسکی عبادت مین کسیکو شریک نہ کرنیکے لیے کہا جاتا تہا اُسکی تعریف مین انسان ضعیف البنیان کا قصور اور عجز ظاہر کر دینے اور نبوت کی حقیقت بہی سمجہا دینے کے لیے افضل البشر علیہ التحیۃ والثنا کو سورۂ کہف مین اسطرح ارشاد ہوا ہے قُل لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَن تَنفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا ۝ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ

یُوحٰی اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّہٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشْرِکْ بِعِبَادَۃِ رَبِّہٖٓ اَحَدًا ○ **ترجمہ** - اے پیغمبر ان لوگون سے کہو کہ اگر میرے پروردگار کی باتون کے لکھنے کے لیے سمندر کا پانی سیاہی کی جگہہ ہو تو قبل اسکے کہ میرے پروردگار کی باتین تمام ہون سمندر نبڑ جائے اگرچہ ہم ویسا ہی اور سمندر اسکی مدد کو لائین - اے پیغمبر ان لوگون سے کہو کہ مین بہی تم جیسا ایک بشر ہی ہون مجہہ مین تم مین صرف اتنا فرق ہے کہ میرے پاس خدا کی طرف سے وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود وہی اکیلا ایک معبود ہے تو جس کو اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو تو چاہیئے کہ نیک عمل کرے اور کسی کو اپنے پروردگار کی عبادت مین شریک نہ کرے -

اب مین اپنے اس مختصر رسالہ کو ختم کرتا ہون - اللہ جل شانہ سے امید ہے کہ حق کی اشاعت مین مجہہ ضعیف و حقیر سے جو چہوٹی سی کوشش اُسکی توفیق سے ہوئی ہے اُسکو وہ اپنے فضل عمیم سے قبول فرماوے گا - افسوس ہے کہ علی العموم آجکل مسلمانون کو اللہ کی کتاب کی طرف توجہ نہین ہے - اگر یہ چہوٹا سا رسالہ شروع سے آخر تک بغور پڑہا جاے تو یقین ہے کہ توحید کے متعلق اکثر مسلمانون کے جو غلط خیالات ہین اور جنکی وجہ سے مخالفین اسلام کو الزام دینے کا موقع ملتا ہے وہ بالکلیہ دور ہو جاوینگے - اگر اس رسالہ مین جو باتین لکہی گئی ہین وہ کسی کو ناگوار گزرین اور مجہکو برا بہلا کہا جائے تو اسکا اثر مجہہ پر نہین پڑے گا کیونکہ مین نے جو کچہہ لکہا ہے وہ قرآن مجید سے منقول ہے جس پر ہم مسلمانون کا ایمان ہے - اگر اللہ جل شانہ بجاے اس کے

کہ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰہِ ج وَاللّٰہُ ھُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ ○ اِنْ یَّشَاْ یُذْھِبْکُمْ وَیَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِیْدٍ ○ وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ ○

یہ فرمادیتا کہ ہم نے اپنے ملک کو انبیا اولیا اور صلحا مین تقسیم کردیا ہے تم کو جو حاجت ہو انہین سے طلب کرو اور ہماری عبادت مین ان کو بھی شریک کرلو تو ہم بلا تامل اسی پر عمل کرتے لیکن اُس نے جبکہ جمیع مخلوقات کو بلا استثنا اپنا محتاج بتلایا ہے اور ان سب کا ہمیشہ اپنے قبضہ مین ہونا ثابت فرماکر اپنی عبادت مین غیرون کو شریک کرنیکی سخت ممانعت فرمائی ہے تو ہم کو ضرور ہوا کہ ہم اسکے حکم کی اطاعت کرین جیساکہ خود انبیا، اولیا اور صلحا کا عمل رہا اور جسکی وجہ سے انکے مدارج بلند ہوئے ۔ واللہ علی ما نقول وکیل وھو المستعان علی ما تصفون ۔

ترجمہ ۔ لوگو تم ہمہ وقت خدا کے محتاج ہو اور اللہ جو ہے تو وہی بے نیاز ہے اور ساری خوبیان رکھتا ہے ۔ وہ چاہے تو تم سب کو زمین کے پردے سے اُٹھالیجائے اور نئی خلقت لاابسا ہے اور یہ بات اللہ پر کچھ بھی دشوار نہین ۔ سورۂ فاطر

بالخیر

صحت نامہ آیات القران فی اثبات التوحید وابطال الشرک بالرحمٰن

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶	۳	احسان کا حکم	احسان اور
״	״	امداد	امداد کا حکم
۱۳	۸	ڈنڈہی	ڈنڈی
۱۵	۱۲	پچھلی	اگلے
۴۳	۱۶	اِنَ کَانُوا	وَاِنْ کَانُوا
۴۷	۸	لایق تفرق	باعث تفرق
۵۶	۴	عاقبتِ	عاقبت
۶۹	۴	باپ داداؤن	باپ دادون
۷۲	۱۵	کردہ	کرو
۷۳	۷	باپ داداؤن	باپ دادون
۷۴	۵	باپ داداؤن	باپ دادون
۸۴	۱۰	اِس	اُس
״	۱۲	اِس	اُس
״	۱۴	زمین وآسمان	زمین وآسمان کے
		پیدا کرنیوالے	پیدا کرنیوالے
۸۵	۲	اِسکی	اُسکی
״	۱۷	اِسکو	اُسکو
۸۶	۵	اِسی	اُسی
۸۸	۳	اِن	اُن

باختصار

هوالمستعان

اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا

ترجمہ۔ کیا میں اپنے اور تمہارے درمیان خدا کے سوا کوئی اور حکم تلاش کروں حالانکہ اسنے
تمہاری طرف مفصل کتاب بھیجدی ہے

حجۃ الرحمن

علی المجادلین فی آیات القرآن

مؤلفہ

احقر العباد محمد غوث سعید کان اللہ لہ

مطبع مفید عالم آگرہ میں بہتمام محمد یار علیخان صوفی چھپی

سنہ ۱۳۱۶ ہجری

هوالمستعان

اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا

ترجمہ - کیا میں اپنے اور تمہارے درمیان خدا کے سوا کوئی اور حکم تلاش کروں حالانکہ اسنے
تمہاری طرف مفصل کتاب بھیجدی ہے

حجۃ الرحمن

علی المجادلین فی آیات القرآن

مؤلفہ

احقر العباد محمد غوث سعید کان اللہ لہ

مطبع مفید عالم آگرہ میں بہتمام محمد یاد رخان صوفی چھپی

سنہ ۱۳۱۶ ہجری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی محمد سید المرسلین وخاتم النبیین وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین الی یوم الدین اما بعد بندہ حقیر محمد غوث ابن غلام محمد سعید مدراسی غفر اللہ لہ ولوالدیہ مسلمان بہائیون کی خدمت مین عرض کرتا ہے کہ زمانہ شایستہ ہو یا غیر شایستہ اور اہل زمانہ مہذب ہون یا غیر مہذب غلط عقائد کا درست کرنا اور باطل رسوم کا مٹانا آسان کام نہین ہے - جن لوگون نے مدتون سے اباً عن جد غیر حق کو حق قبول کر رکھا ہے اور باطل رسوم کے پیرو ہو گئے ہین انکی تفہیم نہایت دشوار ہوا کرتی ہے - کلام حق کا اثر انہین طبیعتون پر ہوتا ہے جو تعصب اور ضد سے خالی اور حق کے جویا اور طالب ہین - اللہ جل شانہ کے اس فرمان کو والبلد الطیب یخرج نباتہ باذن ربہ والذی خبث لا یخرج الا نکدا - حضرت سعدی علیہ الرحمۃ نے فارسی نظم مین کس خوبی سے

بیان کیا ہے ؎

باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست		در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس	

انسان کی فطرت ہی ایسی واقع ہوی ہے کہ وہ اپنے آپکو اچھا سمجھتا ہے اور اسکو اپنی ہر ایک ادا دینی ہو یا دنیاوی بالکل بھاتی ہے جب ایک دوسرا شخص اُسکی غلطی کو بتلاتا ہے تو یہہ فعل اسپر نہایت ہی شاق گزرتا ہے اور وہ مجادلہ و مکابرہ پر آمادہ ہوجاتا ہے پھر تو اپنی تائید و تحسین مین اقسام کی حجتین نکال کر اکرتا ہے اور حتی الامکان اپنی بات کی پردہ اخت کے درپی ہوجاتا ہے ۔ شاذ و نادر ہین وہ طبیعتین جو حق کو بلا تکرار قبول کرلیتی ہین اور محض عار کی وجہ سے انکار پر آمادہ نہین ہوتین ۔ جمیع انبیاء علیہم السلام کو اپنے اپنے وقت کے لوگون کے سمجھانے اور اُن کی غلطیون کی اصلاح کرنے مین ہزارہا دشواریان پیش آئین ۔ بعضون کو تو کامیابی کے عوض حرمان ہی حرمان نصیب ہوا ۔ چونکہ انبیاء ہدایت خلق پر اللہ جل شانہ کی طرف سے مامور ہوتے ہین اور انکو اپنے امر کے صدق مین کسی قسم کا شک و شبہہ نہین ہوتا ہے اور چونکہ اپنے بنی نوع کی خیرخواہی و ہمدردی کا مادہ ان مین بدرجۂ غایت ودیعت کیا جاتا ہی منکرین کے انکار اور مکذبین کی تکذیب سے انکو بے انتہا رنج پہونچتا ہے لیکن اپنی خداداد متانت سے وہ صرف حق بات کے بتلا دینے مین مصروف رہتے ہین اور اپنے مساعی جمیلہ کے نتائج کی طرف ذہن کو منتقل کرکے پریشان خاطر نہین ہوتے ۔ کسی وقت بتقاضای بشری انکے پاک دلون مین پریشانی پیدا بھی ہو اور انسے کوئی زلت وقوع مین آئے تو خود اللہ جلشانہ انکی تسکین و تادیب فرمادیتا ہے ۔ قرآن شریف مین جو ہم مسلمانون

کی ہدایت کے لیے اللہ جل شانہ نے اپنے رسول امی پر بطور ایک ایسے معجزے کے
نازل فرمایا ہے جسکا اثر تا قیام قیامت قائم رہیگا ان امور کی صراحت بخوبی موجود ہے۔
مین اس رسالہ مین صرف انہین آیات کو نقل کرتا ہون جن مین خاتم الرسل محمد مصطفے علیہ الصلوٰۃ
والسلام کو تبلیغ رسالت مین جو دقتین پیش آئین اُنکا ذکر ہے۔ جو لوگ قرآن کے مضامین
سے واقف نہین ہین اُنکو اس مختصر رسالہ کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ مشرکین اور اہل کتاب
یعنی یہود و نصاریٰ نے اپنی غلط رسمون کی پرداخت مین آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی کیسی مخالفت کی آپ پر کیا کیا اعتراض کرتے رہے اور آپ کے دل صفا منزل کو کیسے
صدمے پہونچایے۔ اور خداوند تعالیٰ شانہ نے اپنے رسول کی کیسی حمایت کی اور وقتاً فوقتاً
آپکو کس کس طرح سے تسلی دی۔ آخر مین جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ کے بموجب اسلام کو
غلبہ ہوا اور کافر و منکر اس آیت کے مصداق ہوگیے فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا[1]
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ۔

مین پہلے اُن آیات کو نقل کرتا ہون جن مین آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے
دعوت الی الحق کا بیان ہے پھر ان آیات کو بیان کرونگا جن مین معترضین کے اعتراضات
اور منکرین کے انکار کا ذکر ہے۔ آخر مین ان آیات کو ذکر کرونگا جن مین اعتراضات کے
جوابات کے ساتھ منکرین کے مآل کار کی خبر دے کر آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مختلف
طریقون سے تسلی و طمانیت دی گئی ہے۔ چونکہ بعض آیات ان ہر سہ امور پر مشتمل ہین لہذا

[1] ترجمہ۔ اور ظالم لوگون کی جڑ کٹ گئی اور خدا کا شکر ہے جو سارے جہان کا مالک ہے کہ قصہ پاک ہوا۔

انکی ٹھیک تفریق و تقسیم نہین ہوسکتی ہے۔ مین نے اس رسالہ مین بہی مولانا نذیر احمد صاحب کے ترجمہ کو اختیار کیا ہے کیونکہ یہ بمنزلہ مختصر تفسیر کے ہے اور اس سے زیادہ صاف اور قریب الفہم کوئی ترجمہ موجود نہین ہے۔

سورہ اعراف مین ارشاد ہوا ہے۔ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ

ترجمہ۔ اے پیغمبر لوگون سے کہو کہ لوگو مین تم سب کی طرف اُس خدا کا بہیجا ہوا آیا ہون کہ آسمان و زمین کی تمام سلطنت اُسی کی ہے اُسکے سوا کوئی اور معبود نہین وہی جلاتا اور وہی مارتا ہے تو لوگو اللہ پر ایمان لاؤ اور اوسکے رسول نبی امی پر بہی کہ وہ اللہ اور اوسکی کتابون پر ایمان رکہتا ہے اور اُسی کی پیروی کرو تاکہ تم سیدہے رستے پر آجاؤ۔

ان آیات مین آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم ہوا ہے کہ لوگون سے یہ کہہ دین کہ مین تم سب کی یعنی سارے جہان کے لوگون کی طرف رسول ہوکر آیا ہون کچہہ ملک عرب ہی کی خصوصیت نہین ہے۔ اور مجہہ کو بہیجنے والا اللہ جل شانہ ہے جسکی سلطنت آسمان مین بہی ہے اور زمین مین بہی اور اُسکے سوا کسی کی ذات لائق عبادت نہین ہے کیونکہ سبکی زندگی اور موت جنمین دنیا و آخرت کی ساری بہلائی اور بُرائی داخل ہے یہ ہر دو امر اُسی کے قبضۂ قدرت مین ہین اور دوسرے کسی کو اُن مین مطلق دخل نہین ہے۔ پس اللہ پر ایمان لاؤ اور اُسکے رسول نبی بہی جس نے باوجود اُمی ہونے کے جسکا تمکو بہی علم ہے ایک ایسی بے نظیر کتاب پیش کی ہے

جسکے مقابلہ سے تم ہر طرح عاجز ہوا اور جو اسکے دعوے کی صحت کی ایک دلیل بیّن ہے۔
اسکے علاوہ یہ رسول جن باتوں پر تمکو ایمان لانے کے لیے کہتا ہے خود بھی انپر ایمان
لایا ہے یعنی اللہ پر اور اُسکی کتابوں پر پس تمکو چاہیے کہ جس شخص کا قول و فعل یکسان ہو اُسکی
پیروی کریں اور تمہارے لیے گمراہی سے نکل کر سیدھے رستے پر آنے سے بہتر
کوئی راہ نہیں ہے۔

سارے جہان کی طرف آپ کے رسول ہونیکے متعلق سورہ سبا میں اسطرح ارشاد ہوا ہے
وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ
ترجمہ۔ اور اے پیغمبر ہمنے تمکو تمام دنیا کے لوگوں کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا ہے کہ ان کو
ایمان لانے پر ہماری خوشنودی کی خوشخبری سُنا دو اور کفر کرنے پر ہمارے عذاب سے
ڈرا دو مگر اکثر لوگ نہیں سمجھتے ہیں۔

اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ ہر ایک شخص پر عالم ہو یا جاہل وحشی ہو یا مہذب آنحضرت
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسالت کی تصدیق لازم ہے اور اسی میں اللہ جل شانہ کی خوشنودی ہے
اور اسکا انکار یا بضرور موجب عذاب ہوگا۔ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ میں یہ
نکتہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی مدعی علم و تہذیب اپنی خود پسندی سے یہ خیال کرے کہ اسکو
رسول کی پیروی کی ضرورت نہیں تو یہ اُسکی سراسر نافہمی ہے کیونکہ جو رستہ خدا کا بتلایا ہوا ہے
اور جو علم اُسکا عطا کیا ہوا ہے اُسکی راستی اور صحت میں کسی قسم کا شک و شبہہ ہو نہیں سکتا۔ سوا
رسول کے جسپر وحی نازل ہوتی ہے باقی سب انسانوں سے خطا جو لوازمۂ بشری سے ہے

ممکن کیا بلکہ یقینی ہے محض رسول کی اتباع مین صواب کا یقین کامل ہے۔ اور خطا کا احتمال بھی ہو نہین سکتا۔ یہان سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جاننے والون کی جماعت ہمیشہ قلیل ہی ہا کرتی ہے اور نادان لوگ ہر زمانہ مین زیادہ ہوتے ہین۔

سورۂ یوسف مین آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے طریق کی توضیح کر دینے کے لیے اسطرح حکم ہوا ہے۔ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔

ترجمہ۔ اے پیغمبر ان لوگون سے کہو میرا طریق تو یہ ہے کہ سبکو خدا کی طرف بلاتا ہون مین اور جو لوگ میرے پیرو ہین وہ ہم سب دین کے ایک معقول رستے پر ہین جسکو ہر شخص سمجھ سکتا ہے اور اللہ کی ذات پاک ہے اور مین شرک کرنیوالون مین سے نہین ہون۔

یہان اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ جو لوگ متبع رسول ہین انکو لازم ہے کہ دعوت الی الحق کرین۔ افسوس ہے کہ یہ کام زمانہ دراز سے مسلمانون نے چھوڑ دیا ہے اگر کوئی باہمت شخص اسکو اختیار کرے تو قوم اسکی قدر کرنے کے عوض اسکو مورد طعن و تشنیع بناتی ہے لیکن الحمد للہ ایسی حرکتین صرف جاہلون سے سرزد ہوتی ہین جاننے والون سے نہین ہوتین۔

سورۂ انعام مین اوپر کی آیت کا مضمون زیادہ صراحت کے ساتھ بیان ہوا ہے

قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۚ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ۔ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْ رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ۚ

وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ -

ترجمہ - ای پیغمبر ان لوگون سے کہو مجھکو تو میرے پروردگار نے سیدہا رستہ دکھا دیا ہے کہ وہی ٹھیک دین ہے یعنی ابراھیم کا طریقہ کہ وہ ایک ہی خدا کے ہو رہے تھے اور مشرکون مین نہ تھے - ای پیغمبر ان لوگون سے کہو کہ میری نماز اور میری تمام عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لیے ہے جو سارے جہان کا پروردگار ہے کوئی اوسکا شریک نہین اور مجھہ کو ایسا ہی حکم دیا گیا ہے اور مین اوسکے حکم بردارون مین پہلا حکم بردار ہون ای پیغمبر ان سے پوچھو کہ کیا تمہارا ی یہ مرضی ہے کہ مین خدا کے سوا کوئی دوسرا پروردگار تلاش کرون حالانکہ وہی ہر چیز کا پروردگار ہے اور جو شخص کوئی برا کام کرتا ہے تو اُسکا وبال اُسی پر پڑے گا اور کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھہ اپنے اوپر نہین لیگا پھر تم سبکو اپنے پروردگار ہی کی طرف لوٹ جانا ہے - جب اُسکے حضور مین حاضر ہوگے تو دنیا مین جن جن باتون مین اختلاف کرتے رہے ہو وہ سب تمکو بتا دیگا کہ کون حق پر تھا اور کون ناحق پر -

ان آیات مین پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم دیا گیا ہے کہ لوگون کو یہ سمجھا دین کہ مین جو راہ راست پر ہوا ہون محض اپنے پروردگار کی ہدایت سے ہے اور یہ راہ کچھہ نئی نہین ہے بلکہ میرے جد امجد ابراہیم علیہ السلام کی ہے جنکی بزرگی کے تم بھی قائل ہو اور جنہون نے اللہ جل شانہ کی ہدایت سے ہی اسکو اختیار کیا تھا اور وہ مشرکون مین نہ تھے بلکہ موحد تھے پس مین بھی موحد ہون اور میری نماز اور جملہ عبادت اللہ ہی کے لیے ہے اور میرا جینا

مرنا بھی اسی ذات سے متعلق ہے جو سارے جہان کا پروردگار ہے۔ گو تم خود اُس کے
پروردگار عالم ہونیکے معترف ہو لیکن فرق یہی ہے کہ تمہارا عمل اس قول کے خلاف ہے
کیونکہ اوروں کو تم اُسکی عبادت میں شریک کرتے ہو اور میں اپنے قول کے موافق کسی کو
اُسکے ساتھ شریک نہیں کرتا ہوں یہ حکم مجھکو اُسی نے دیا ہے اور میں خود پہلے اُسکی تعمیل کرکے
پھر تمکو عمل کرنیکے لیے کہتا ہوں۔ بھلا انصاف تو کرو کہ خدا ہی تعالی ہر چیز کا پروردگار ہوتے
ہوئے میں کیسے دوسرے پروردگار کو پیدا کرسکتا ہوں۔ اگر یہ بے انصافی کی حرکت مجھ سے
سرزد ہو تو اُسکا وبال مجھ ہی پر پڑے گا اور میرے گناہ کا بوجھ کوئی دوسرا نہیں اوٹھاویگا
تم اس قدر صاف بات کو یہی نہ سمجھ سکو تو میرا کوئی قصور نہیں ہے جب تم سب اللہ کے
حضور میں حاضر ہوگے تو وہاں معلوم ہوجاویگا کہ میں ناحق پر ہوں یا تم ناحق پر۔

خاص ملک عرب میں پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کو مبعوث کرنے اور آپ پر قرآن نازل
کرنیکی وجہ سورۂ انعام میں اس طرح بیان کی گئی ہے۔ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ
فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى
طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ
اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ
هُدًى وَّرَحْمَةٌ ۚ ۝ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا
سَنَجْزِي الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ۝
ترجمہ۔ اور یہ کتاب یعنی قرآن ہم ہی نے اسکو اتارا ہے برکت والی کتاب ہے تو اسی

کے حکم پر چلیو اور خدا سے ڈرتے رہیو عجب نہین تم پر رحم کیا جاوے ۔ اور یہہ کتاب ہمنے
اس لیے اُتاری ہے کہ مبادا کہین تم یہ کہہ بیٹھیو کہ ہم سے پہلے یہود و نصاریٰ بس دو ہی
گروہون پر کتاب اُتری تھی اور ہم تو اُسکے پڑھنے پڑھانے سے بالکل بے خبر تھے ۔ یا یہ
عذر کرنے لگو کہ اگر ہم پر کتاب اُترتی ہوتی تو ہم ضرور ان یہود و نصاریٰ سے کہین بڑھ کر راہ راست
پر ہوتے تو اب تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس دلیل اور ہدایت اور رحمت
سب چیزین تو آچکین تو اُس سے بڑھ کر ظالم اور کون ہوگا جو اللہ کی آیتون کو جھٹلاوے اور
اُنسے کنارہ کشی اختیار کرے ۔ جو لوگ ہماری آیتون سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہین
ہم عنقریب اُنکی کنارہ کشی کے بدلے مین اُنکو بُری مار کی سزا دینگے ۔

ان آیات مین اللہ جل شانہ نے عرب کے لوگون پر اپنے احسان کو جتایا ہے کہ ہمنے
تمہاری زبان مین اسلیے قرآن نازل کیا کہ تم کہین یہ عذر نہ کرنے لگو کہ یہود و نصاریٰ کو
کتابین ملین جن سے ہم بے خبر تھے اگر ہم پر بھی کتاب نازل ہوتی تو ہم اُنسے زیادہ ہدایت یافتہ
ہوتے ۔ چنانچہ اللہ جل شانہ نے محض اپنے فضل و کرم سے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام
کو عرب مین مبعوث فرمایا اور آپ کی ذات بابرکات پر قرآن نازل فرما کر اسکو تمام جہان کے
لیے رحمت بنا کر دیا ۔ آخر مین ارشاد ہوا ہے کہ اس احسان کے بعد جو لوگ اللہ کی آیتون کو جھٹلاتے
ہین وہ بڑے ہی ناشکر گزار ہین اور ہم عنقریب اُنکو اس ناشکری کا مزہ چکھاوینگے ۔

قرآن مجید کا اتمام حجت کے لیے نازل ہونا اور اسکا سراسر نصیحت اور امراض قلبی کا
علاج ہونا سورۂ یونس کے ایک مقام مین اسطرح بیان ہوا ہے ۔ یٰاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ

مَّوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ○
قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ○ ترجمہ لوگو
اتمام حجت کے طور پر تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس نصیحت آچکی اور امراض
قلبی یعنی شرک وغیرہ کی دوا اور ایمان والون کے لیئے ہدایت اور رحمت - ای پیغمبر ان
لوگون سے کہو کہ یہ قرآن اللہ کا فضل اور اُسکی رحمت ہے اور اُنکو چاہیے کہ خدا کا فضل
اور اُسکی رحمت کو پاکر خوش ہون کیونکہ لوگ جن دنیاوی فائدون کے جمع کرنے کے پیچھے
پڑے ہین یہ اُس سے کہین بہتر ہے -

ان آیات مین قرآن شریف کا مومنین کے لیے ہدایت و رحمت اور اُنکے ایمان کی تقویت
کا باعث ہونا اور کفار کے امراض قلبی مثلاً شرک وغیرہ دفع کرنیکے لیے اُسکا دوا ہونا بیان
کرکے یہ ارشاد ہوا ہے کہ اس کتاب کو لوگ خدا کی بہت بڑی نعمت سمجھین اور اسکی قدر کرین
اور دنیا کے مال سے جسکو اہل دنیا چھوڑ جانیکے لیے جمع کرتے ہین اُسکو کہین بہتر و برتر
جانین کیونکہ اُسکے ذریعہ سے عقائد کی اصلاح اور اعمال کی تہذیب ہوتی ہے اور یہ چیزین
باقیات صالحات مین داخل ہین -

فائدہ - شرک کے مرض مہلک سے شفای کلی بخشنے والی مجرب دوا اتباع رسول
صلے اللہ علیہ وسلم ہے - اور اس دوا کے ساتھ پرہیز بدعت سے اجتناب ہے - جہان پرہیز
ہوی مریض کی ہلاکت یقینی ہوجاتی ہے -

اسقدر تفہیم کے بعد بہی جو لوگ نہین مانتے ہین اور اپنی ہلاکت کے سامان خود اپنے

ہاتھون سے مہیا کررہے ہین انکو اسطرح سمجھا دینے کے لیے سورۂ یونس کے ایک مقام مین ارشاد ہوا ہے - قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ○ وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ○ ترجمہ ای پیغمبر ان لوگون سے کہو کہ لوگو جو حق بات تھی وہ تو تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس آچکی پھر جس نے راہ راست اختیار کی تو اپنے ہی فائدہ کے لیے اسکو اختیار کرتا ہے اور جو بھٹکا تو وہ بہٹک کر کچھ اپنا ہی کھوتا ہے اور مین تمپر کچھ پٹیکہ دارونکی طرح تو مسلط ہون نہین - اور ای پیغمبر تمہاری طرف جو وحی بھیجی جاتی ہے اسی پر چلے جاؤ اور جبتک اللہ تمہارے اور کافرون کے درمیان فیصلہ نہ کرے اُنکی ایذائین برداشت کرو اور وہی سب فیصلہ کرنیوالون مین بہتر فیصلہ کرنے والا ہے -

ان آیات مین پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لوگون سے خطاب کرکے یہ سمجھا دینے کا حکم ہوا ہے کہ دین کی جو سیدہی راہ تھی اسکو خدا نے میرے ذریعہ سے تم پر ظاہر کردیا اب تمکو اختیار ہے کہ اسکو قبول کرین یا نہ کرین - جو شخص قبول کریگا اپنا ہی فائدہ کریگا اور جو انکار کریگا اُس مین اُسیکا نقصان ہے خدا کا اسمین کوئی نفع و نقصان نہین ہے اور نہ مین خدا کے پاس تمہارے افعال کا ذمہ دار ہون جو تمہارے انکار پر مجھہ کو کسی قسم کے مواخذہ کا خوف ہو مین جو کچھہ کہتا ہون وہ محض تمہاری خیر خواہی کے لحاظ سے ہے اسکے بعد آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ارشاد ہوا ہے کہ وحی کی اتباع فرماؤ اور لوگون کی تکذیب

ومخالفت پر آزردہ خاطر نہ ہوا کرین بلکہ مخالفین کی سرکشی پر اُسوقت تک صبر کیے رہین کہ خود اللہ جل شانہ اپنی تائید سے اسلام کو غالب اور کفر کو مغلوب کر دکھاوے۔

چونکہ دین کی سیدہی راہ اختیار کرنے مین خود انسان کی ذاتی منفعت اور اس سے روگردان ہونے مین اسیکا خسارہ بتلایا گیا ہے اس منفعت اور خسارہ کا یقین کامل دلانے کے لیے سورۂ مومنون کے ایک مقام مین اسطرح ارشاد ہوا ہے۔ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ○ فَتَعَالَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ○ ترجمہ۔ لوگو کیا تم ایسا خیال کرتے ہو کہ ہمنے تمکو یونہی بیکار پیدا کر دیا ہے اور یہہ کہ تمکو ہماری طرف پھر لوٹ کر آنا نہین ہے تو خدا جو بادشاہ برحق ہے بیفائدہ کام کرنے سے بری اور بالاتر ہے اُسکے سوا کوئی معبود نہین وہی عرش بزرگ کا مالک ہے۔

اس آیت مین یہ جتلایا گیا ہے کہ خدا نے انسان کو بیکار نہین پیدا کیا ہے ایک میعاد مقرر تک اسکو زندہ رکھکر پھر مار دینا اس امر کی دلیل ہے کہ وہ خدا ہی کے پاس لوٹ جاتا ہے اور وہان اسکو اپنے اعمال کی جزا و سزا ملتی ہے۔ جبکہ دنیا کے مجازی بادشاہ اپنے ملک مین کوئی کام بلا کسی غرض و غایت کے نہین کرتے ہین اور جو بادشاہ ایسا کوئی مہمل فعل کرے وہ نادان سمجھا جاتا ہے تو خداوند تعالیٰ جو سارے جہان کا بادشاہ حقیقی ہے انسان کی خلقت جیسے فعل کو بلا کسی مصلحت کے کیون کرنے لگا اسقدر بہاری انتظام بچون کا کھیل ہو نہین سکتا کہ کسی چیز کو بنایا اور پھر بگاڑ دیا۔ اللہ جل شانہ کی ذات جسکے سوا کوئی

عبادت کے لائق نہین ہے اور جو عرش جیسی بزرگ مخلوق کا خالق ہے اس قسم کے عیب و نقصان سے بالکل پاک اور منزہ ہے۔

محض لوگون کی فلاح عاقبت کے لیے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت الی الحق کا ہونا اور اس کام مین آپ کی کوئی ذاتی غرض کا مضمر نہ رہنا صاف بیان کر دینے کے لیے سورہ ص مین اس طرح ارشاد ہوا ہے۔ قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ ○

ترجمہ۔ ای پیغمبر ان لوگون سے کہو کہ مین اس تبلیغ رسالت پر تم سے کچھ مزدوری تو مانگتا نہین اور نہ مجھکو تکلف کرنا آتا ہے۔ یہ قرآن جو مین تمکو سناتا ہون دنیا جہان کے لوگون کے لیے نصیحت ہے اور بس اور کچھ دنون پیچھے تم لوگون کو اسکی حقیقت معلوم ہو جاویگی۔

اس آیت مین آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم ہوا ہے کہ لوگون کو یہ سمجھا دین کہ مین تمسے تبلیغ رسالت کا معاوضہ نہین مانگتا ہون اور نہ مین اپنی بڑائی جتلانے کے لیے تصنع اور بناوٹ کرتا ہون جس سے تمکو میری نسبت جھوٹ کہنے کا اشتباہ ہو کیونکہ تصنع اور بناوٹ کی صفت ہی ایسی ہے کہ اسکو آدمی تھوڑے ہی تجربہ سے دریافت کر لے سکتا ہے اور تم لوگ مجھکو ابتدا سے بخوبی جانتے ہو اور کسی وقت مجھپر یہ الزام عائد نہین کیا ہے۔ مین تو خدا کی طرف سے اس قرآن کو سناتا ہون جس مین تمہارے لیے نصیحت ہی نصیحت ہے اور اس سے مقصود تمہاری ہی بہبودی خواہی ہے۔ اگر تم اب اس کو

نہ بھی مانوگے تو موت کے بعد اسکی صداقت تمکو بالضرور معلوم ہوجاویگی لیکن اس وقت کی تصدیق تمہارے لیے سود مند نہ ہوگی۔

چنانچہ زندگی ہی مین اللہ کے کلام سے ہدایت پانے سے کے فوائد اور اُسکے انکار کے جو بُرے نتائج بعد موت کے پیش آوینگے اور وہان جو حسرت و ندامت ہوگی اُسکی خبر سورۂ زمر مین اسطرح دیگئی ہے۔ وَاتَّبِعُوا أَحْسَنَ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ○ أَنْ تَقُولَ نَفْسٌ يَا حَسْرَتَىٰ عَلَىٰ مَا فَرَّطْتُ فِي جَنْبِ اللَّهِ وَإِنْ كُنْتُ لَمِنَ السَّاخِرِينَ ○ أَوْ تَقُولَ لَوْ أَنَّ اللَّهَ هَدَانِي لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ○ أَوْ تَقُولَ حِينَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ أَنَّ لِي كَرَّةً فَأَكُونَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ○ بَلَىٰ قَدْ جَاءَتْكَ آيَاتِي فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكَافِرِينَ ○ ترجمہ۔ اور تمہارے پروردگار کی طرف سے جو اچھی اچھی نصیحت کی باتین تمپر نازل ہوی ہین اُنپر چلو مگر اس سے پہلے کہ یکایک تمپر عذاب آ نازل ہو اور تمکو اُسکے آنے کی خبر بھی نہ ہو۔ کہین ایسا نہ ہو کہ آخر کار تم سے کوئی کہنے لگے کہ ای افسوس میری اُس کوتاہی پر جو مین نے پاس خدا الملحوظ رکھنے مین کی اور مین تو ان باتون پر ہنستا ہی رہا۔ یا لگے کہنے کہ اگر خدا مجھہ کو نیک ہدایت دیتا تو مین بھی پرہیزگارون مین سے ہوتا۔ یا جب عذاب سامنے آموجود ہوا اُسکو دیکھہ کر لگے کہنے کہ ای کاش مجھکو دنیا مین پھر لوٹ جانا نصیب ہو تو مین بھی نیک بنکر نیکون کے زمرے مین رہون۔ اُسوقت خدا اُس سے فرمائیگا ہان ہان ہمارے احکام تجھہ کو پہونچے اور

تو نے اُنکو جھٹلایا اور اکڑ بیٹھا اور منکرون مین سے ایک منکر تو بھی تھا۔

ان آیات مین خدا کے اوامر پر عمل کرنے اور اسکی نواہی سے بچنے کی تاکید کیگئی ہے اور یہ جتلایا گیا ہے کہ دنیا کی زندگی مین لوگ اسکے فرمانبردار بندے ہوجائین ورنہ جب یکایک موت کا عذاب آنازل ہوگا تو موقع ہاتھہ سے جاتا رہیگا۔ اُس وقت انسان کو سوا اس کہنے کے کوئی چارہ نہوگا کہ ہای افسوس مین نے خدا کی طاعت مین کوتاہی کی اگر خدا مجھکو ہدایت کرتا تو کیا اچھا تھا مین بھی آج پرہیزگار بندون مین شامل ہوتا یہہ آرزو کرنے لگے گا کہ دنیا مین لوٹ کر جانا نصیب ہوتا کہ وہ نیک افعال کرے۔ اُسوقت یہ حسرت وندامت اُسکو کچھہ کام نہین دیگی اور اُسکا کوئی عذر مسموع نہوگا بلکہ اللہ جل شانہ کی طرف سے جواب ملیگا کہ ای میرے بندے اب جو تجھکو میری بندگی کا اقرار ہے یہ تیرے لیے غیر مفید ہے کیونکہ جب ہماری آیتین تیرے پاس آئین تو اُنکو تو نے جھٹلایا اور ازراہ کبر و نخوت تو اُنکو نہین مانا کفر منکرین مین داخل ہوگیا یہ تو اُسکی سزا پانیکا مقام ہے۔

فائدہ۔ جو لوگ یہ کہتے ہین کہ قرآن ہی سے استدلال کرکے بہت سے فرقے گمراہ ہوگیے ان آیات سے انکو پند پذیر ہونا چاہیے۔ قرآن مین سرتاسر ہدایت ہے جو آدمی باطل عقائد کو دور کرکے قرآن کی طرف توجہ کرے تو وہ ہرگز گمراہ نہین ہوسکتا ورنہ خدای تعالی منکرین کو عذاب کرنیکے لیے قرآن کو حجت نہین گردانتا۔ البتہ جو شخص آبائی تقلید کی دلدل مین پھنسا ہوا ہو اور اپنے بزرگون کی عزت و شہرت اسی مین سمجھے کہ انکی پیروی کیجاے اور جہانتک ممکن ہو انکے اقوال و اعمال کو صحیح قرار دینے کی کوشش

کرے تو ایسا شخص قرآن سے بالضرور روگردان رہیگا اور جب وہ اس کتاب ہدایت ورحمت کو دیکھے ہی نہین اور اُسکے مضامین پر غور نہ کرے تو اسکو اس کتاب سے کیونکر ہدایت ہوسکتی ہے - اسلام مین اختلاف واقع ہونے اور بہت سے فرقے حق کے خلاف ہوجانے کی اصل وجہ یہی ہے -

جو لوگ دنیا کی زندگی مین منہمک ہوکر دین سے غافل ہوجاتے ہین اور اُنکے نفس پر رجوع الی اللہ سخت گران گزرتا ہے جسکی وجہ سے وہ محض اپنی برادت کے لیے دین کا تمسخر کیا کرتے ہین اُنکی تنبیہ سورۂ اعراف کے ایک مقام مین اسطرح کی گئی ہے اَلَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَھُمْ لَھْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْھُمُ الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا فَالْیَوْمَ نَنْسٰھُمْ کَمَا نَسُوْا لِقَآءَ یَوْمِھِمْ ھٰذَا وَمَا کَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یَجْحَدُوْنَ ○ وَلَقَدْ جِئْنٰھُمْ بِکِتٰبٍ فَصَّلْنٰہُ عَلٰی عِلْمٍ ھُدًی وَّرَحْمَۃً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ○ ھَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِیْلَہٗ یَوْمَ یَاْتِیْ تَاْوِیْلُہٗ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ نَسُوْہُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ فَھَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَیَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَیْرَ الَّذِیْ کُنَّا نَعْمَلُ ○ قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَھُمْ وَضَلَّ عَنْھُمْ مَّا کَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ○ ترجمہ - جن لوگون نے اپنے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا تھا اور دنیا کی زندگی ان کو دھوکے مین ڈالے ہوے تھی تو آج قیامت کے دن ہم اُنکو قصداً بھلا دینگے جیسا کہ یہ لوگ دنیا مین اپنے اس دن کے پیش آنے کو بھولے اور ہماری آیتون کا انکار کرتے رہے - اور ہم نے تو اُنکو قرآن بھی پہونچا دیا اور سمجھ بوجھکر اس مین ہر طرح کی تفصیل بھی کردی کہ وہ ایمان والے لوگون

کے حق مین ہدایت اور رحمت ہے - جو وعدہ یا وعید اس کتاب مین ہی کیا یہہ لوگ اُسکے
وقوع ہی کے منتظر ہین سو جس دن اسکا وقوع ہوگا تو جو لوگ اُسکو پہلے سے بھولے
بیٹھے تھے وہ اقرار کرلین گے کہ بیشک ہمارے پروردگار کے پیغمبر حق بات لیکر
آیے تھے تو اُسوقت انکو اسکی جستجو ہوگی کہ کیا ہمارے کوئی سفارشی بھی ہین کہ آج ہماری
سفارش کرین یا ہمکو دنیا مین پھر لوٹا دیا جایے تو جیسے عمل ہم پہلے کیا کرتے تھے اُنکے
خلاف دیندارانہ عمل کرین - بیشک ان لوگون نے آپ اپنا نقصان کیا اور یہ جو افترا
پردازیان کیا کرتے تھے وہ ان سے سب گئی گزری ہوگئین -

ان آیات مین یہ بیان ہے کہ جو لوگ حیات دنیا پہ مغرور ہین اور دین کا استہزا کیا کرتے
ہین اُنکو اللہ جل شانہ اپنی رحمت سے اوسدن محروم کردیگا جبکہ سب لوگ اُسکے حضور مین حاضر کیے
جاوینگے کیونکہ ان لوگون نے قیامت کے دن کو بالکل فراموش کر رکھا تھا اور اس انکی
فراموشی کو دفع کرنیکے لیے جبکہ خدا کی آیتین آئین تو اُنکو بھی جھٹلایا - اسکے بعد ارشاد ہوا ہے
کہ ہمنے چونکہ اپنے کمال علم سے مفصل کتاب نازل کی ہے اور اس سے مومنین کو ہدایت و
رحمت نصیب ہوچکی تو کوئی وجہ نہین کہ انسانون کا ہی ایک دوسرا گروہ اس سے انکار
کرے اور انکے اس انکار کی سزا نہ دیجایے کیونکہ یہ انکار محض تعصب اور شرارت پر محمول
ہوگا - پھر ارشاد ہوا ہے کہ شاید یہ لوگ عذاب موت کے منتظر ہین لیکن یہ یاد رہے کہ جس
وقت عذاب نازل ہوگا یا قیامت برپا ہوگی تو جو لوگ اسکو بھولے ہوے تھے خود بخود انبیاء
کی سچائی کا اقرار کرنے لگین گے اور اُنکی دعوت کو قبول نہ کرنے پر کف افسوس ملین گے

اُس وقت انکو یہ تلاش ہوگی کہ کوئی انکا سفارشی بنکر خدا کے عذاب سے بچا لیے یا ممکن ہو
تو انکو دنیا مین دوبارہ جانا نصیب ہوتا کہ گزشتہ برے اعمال کے عوض اچھے عمل کر آئین
آخر مین ارشاد ہوا ہے کہ یہانکی آرزو وہی آرزو ہوگی نہ تو انکو کوئی سفارش کرنیوالا ملیگا
اور نہ انہین دنیا مین واپس جانیکا موقع دیا جاویگا بلکہ ان کے برے اعمال کی پاداش مین
وہ عذاب مین مبتلا ہوجاوین گے۔

جو مشرکین اللہ کی آیتون اور رسول کی تکذیب کر رہے تھے انکو موت کے بعد عذاب
ہونے اور قیامت کے برپا ہونے سے بھی انکار تھا اور اس انکار پر اصرار کے ساتھ وہ اپنے
دلون کو تسکین دینے کے لیے اقسام کی حجتین نکالا کرتے تھے چنانچہ سورۂ سبا مین
انکا ایک قول نقل کرکے اسکی تردید کی گئی ہے وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا هَلْ نَدُلُّكُمْ
عَلَىٰ رَجُلٍ يُنَبِّئُكُمْ إِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ إِنَّكُمْ لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ ۝ أَفْتَرَىٰ عَلَى
اللَّهِ كَذِبًا أَمْ بِهِ جِنَّةٌ ۗ بَلِ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ فِي الْعَذَابِ وَالضَّلَالِ
الْبَعِيدِ ۝ أَفَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُم مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ
إِن نَّشَأْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْأَرْضَ أَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَاءِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ
لَآيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيبٍ ۝ ترجمہ۔ اور جو لوگ منکر ہین وہ ایک دوسرے سے
تمہاری ہنسی اڑانے کے لیے کہتے ہین کہ کہو تو ہم تمکو ایسا آدمی بتائین جو تمکو اس عجیب
بات کی خبر دیگا کہ جب تم مرے پیچھے سراپا ریزہ ریزہ ہوجاؤ گے تو ایکبار ضرور تمکو نئے جنم
مین آنا ہوگا۔ کیا اس شخص نے خدا پر جھوٹ باندھا ہے یا اسکو کسی طرح کا جنون ہے

سو نہ تو بہتان باندہا ہے اور نہ جنون ہے بلکہ جو لوگ آخرت کا یقین نہین رکھتے کبختی
کی مصیبت اور پرلے درجے کی گمراہی مین مبتلا ہین - تو کیا ان لوگون نے آسمان و زمین
کی طرف جو انکو انکے آگے اور انکے پیچھے یعنی سب طرف سے گھیرے ہوے ہین نظر
نہین کی کہ ہم چاہین تو انکو زمین مین دہنسا دین یا ان پر آسمان کے ٹکڑے گرادین -
ہر ایک بندہ جو خدا کی طرف رجوع رکھتا ہو اُسکے لیے تو اسمین بڑی عبرت ہے -
ان آیات مین منکرین قیامت کا قول نقل کیا گیا ہے جو وہ اپنے زعم باطل مین آنحضرت
علیہ الصلوۃ والسلام کی ہنسی اڑانے کے لیے کہا کرتے تہے کہ اس شخص کو دیکھو جو ایک
عجیب و غریب بات کی خبر دے رہا ہے کہ آدمی کو مر کر خاک مین ملجانے کے بعد اسکی پھر
زندگی ہوگی - یا تو یہ خدا پر تہمت ہے یا اس شخص کا دیوانہ پن ہے - اللہ جل شانہ نے
اس احمقانہ اعتراض کے جواب مین ارشاد فرمایا ہے کہ ہمارا رسول نہ تو ہم پر جہوٹ کہتا ہے
اور نہ اسکو کسی طرح کا جنون ہے بلکہ تم لوگ قیامت کا جو انکار کر رہے ہو یہ تمہاری کبختی
ہے کیونکہ اگر اقرار کروگے تو اسکے لیے سامان مہیا کروگے اور تمہارا بے سر و سامانی کی حالت
مین ہمارے حضور مین حاضر ہونا تمہاری بدبختی کا باعث ہوگا اور تم عذاب مین مبتلا ہو جاؤگے
باقی رہا یہ امر کہ مر کر مٹی مین مل جانے کے بعد تمکو دوبارہ زندہ کرنا یہ تو کوئی دشوار بات نہین
ہے تمہاری خلقت ابتدائی ہی مین ہمین کونسی مشکل پیش آئی جو مکرر زندہ کرنا ہمارے لیے
محال خیال کیا جاے - ہمنے ایسے بڑے آسمان اور زمین کو جو تمکو گھیرے ہوے ہین
بنایا ہے اور تم ہمارے بس مین اسقدر ہو کہ چاہین تو زلزلہ سے زمین مین دہنسا دین یا آسمان

سے بجلی وغیرہ گراکر تمکو ہلاک کردین - اور ہماری اس قدرت کو وہی لوگ بخوبی سمجھتے ہین جنکو ہماری طرف رجوع ہے - تم لوگون نے ان سب نشانیون کو دیکھنے پر بھی عمداً غفلت اختیار کی ہے جسکی سزا تمکو بالضرور بھگتنی ہوگی -

قیامت کے برپا ہونیکے متعلق قرآن شریف کے اکثر مقامات مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس واقعۂ عظیم کا ایک وقت مقرر ہے جسکے پہلے اسکا وقوع ہو نہین سکتا کیونکہ جبتک یہی آسمان و زمین ہے یہی آفتاب و مہتاب ہے یہی ہوا اور پانی ہے جس سے زمین مختلف چیزین پرورش پاتی ہین اور جن مین بعض انسان کی غذا ہین اور بعض اسکی دیگر ضرورتون کو رفع کرتی ہین اور جبتک ان چیزون سے لوگ خواہ خدا کے فرمانبردار ہون یا نافرمان برابر منتفع ہو رہے ہین تو یہ ممکن نہین کہ ان سبکی ہستی کے عالم مین قیامت برپا ہو جاوے بلکہ ان چیزون کا نیست و نابود ہونا ضرور ہے تاکہ وہ دن قائم ہو اور ہر شخص کو اسکے اعمال کے موافق بدلہ دیا جاوے چنانچہ سورۂ فرقان کے ایک مقام مین اسکا مذکور اسطرح ہے -

وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَاءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلَائِكَةُ تَنْزِيلًا ○ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ
الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكَافِرِينَ عَسِيرًا ○ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ
عَلَى يَدَيْهِ يَقُولُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا ○ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِي
لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا ○ لَقَدْ اَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَاءَنِي وَكَانَ
الشَّيْطَانُ لِلْاِنْسَانِ خَذُولًا ○ وَقَالَ الرَّسُولُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي
اتَّخَذُوا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُورًا ○ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ

وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا ○ ترجمہ - اور جس دن آسمان ایک بدلی پر سے پھٹ جاویگا اور وہ بدلی اُسکے اندر سے نمودار ہوگی اور اسی بدلی مین فرشتے جوق جوق اُتارے جائینگے اُس دن حقیقی سلطنت خدای رحمن ہی کی ہوگی اور وہ دن کافرون پر بڑا سخت ہوگا - اور جس روز نافرمان آدمی مارے افسوس کے اپنے ہاتھہ کاٹیگا اور کہیگا ای کاش مین رسول کے ساتھہ دین کے رستے لگ لیتا - ہای میری کمبختی کاش مین فلان شخص کو دوست نہ بناتا اسنے تو نصیحت کے آنے پیچھے ہی مجھے اس سے بہکا دیا اور شیطان کا تو قاعدہ ہے کہ وقت پڑے پر انسان کو چھوڑ کر الگ ہو جاتا ہے اور اُس وقت پیغمبر خدا کی جناب مین عرض کرینگے کہ ای میرے پروردگار میری قوم نے اس قرآن کو بکواس سمجھا - اور ای پیغمبر جس طرح تمہارے زمانہ کے کافر تمہارے دشمن ہین اسی طرح ہم گنہگارون کو ہر ایک نبی کا دشمن بناتے آئے ہین اور لوگون کی ہدایت دینے کو اور پیغمبرون کی مدد کرنے کو تمہارا پروردگار بس ہے -

ان آیات مین اُس حادثہ عظیم کا ذکر ہے جسکی خبر جمیع انبیا نے دی ہے اور جس سے سوای مشرکین کے کسی اہل کتاب کو انکار کرنیکی مجال نہین ہے گو یہ لوگ اپنے اعمال سے اسکی تصدیق نہین کرتے ہین - اس دن موجودہ زمین و آسمان فنا ہو جائینگے ملائک جوق جوق نازل ہونگے مُردے زندہ ہو جاوینگے خدا کی حقیقی سلطنت اور بادشاہت جو اب غافلون کی نظر سے محجوب ہے سب پر ظاہر ہو جاویگی اور یہ دن چونکہ لوگون کے اعمال کی جزا و سزا کا دن ہوگا اسلیے دنیا مین جن لوگون نے حق کا انکار کرکے کجروی اختیار

کی تھی اُنکے لیے نہایت ہی سخت دن ہوگا۔ اُس دن ظالم لوگ اپنے ہاتھون کو مارے تاسف کے کاٹنے لگین گے اور یہ کہین گے کہ واحسرتا ہمنے رسول کی اتباع نہین کی و اسفاہم نے فلان شخص کو اپنا دوست بنایا جو ہمین کتاب و ہدایت کے موجود ہوتے پر گمراہ کردیا اس وقت شیطان جو لوگون کو کسی نہ کسی ذریعہ سے راہ حق سے بہکاتا رہتا ہے انسان کی اس سوائی اور فضیحت کو دیکھکر الگ ہوجاویگا اور آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام تاسف اور ہمدردی سے دربار خداوندی مین عرض کرینگے کہ پروردگارا ان لوگون نے قرآن کو لغو اور مہمل چیز سمجھ رکھا تھا اگر اس سے فائدہ اُٹھائے ہوتے تو آج انکی یہ حالت نہ ہوتی۔ ان واقعات کی جو قیامت مین پیش آوینگے تنبیہاً خبر دیکر اسمین جل شانہ ارشاد فرماتا ہے کہ ہر زمانہ مین نافرمان لوگون نے انبیاء کی عداوت و مخالفت پر کمر باندھی تھی اور اسی پیغمبر اب تمہارے ساتھ بھی یہی سلوک ہو رہا ہے اس سے تم رنجیدہ خاطر نہ ہو خدا تعالیٰ کی ہدایت و نصرت تمہارے اور تمہارے تابعون کے لیے کافی و وافی ہے۔

فائدہ - اسلام مین جو لوگ ملائک کے وجود سے انکار کرتے ہین اور اسطرح بات بنائی ہے کہ قرآن مین جہان کہین ملائک کا ذکر ہے وہ حکایتاً عن الیہود ہے جنکی کتابون مین ایسی کہانیان داخل ہوگئین تھین۔ انکی غلطی اس آیت سے ظاہر ہو رہی ہے کیونکہ خود خداوند تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ قیامت کے دن ملائک کا نزول ہوگا اور یہ مقام ایسا ہے کہ حکایتاً عن الیہود کا عذر درست نہین ہوسکتا۔ اگر یہود کا یہ غلط خیال تھا تو قرآن مین اسکی تصدیق کے عوض مثل دیگر غلط خیالات کے تکذیب ضرور تھی۔

سورۂ حجر کے شروع مین بھی یہی قیامت کے دن قرآن کے منکرین کیسی کیسی بے سود آرزو کرینگے اسکو بیان کرکے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تسلی دیگئی ہے اور اگلے انبیاء کے منکرین کے اعمال اور اونکی عاقبت کا ذکر کرکے یہ سمجھایا گیا ہے کہ کفار مکہ جو اعتراض کیا کرتے ہین وہ کچھہ نیے نہین ہین بلکہ ہر زمانہ مین دعوت الی الحق کی مخالفت شریر لوگون نے کی ہے اور انہین اسکی سزا بھی وقت مقررہ پر مل چکی پس یہی حال ان اشرار کا بھی ہوگا۔ چنانچہ ارشاد ہوا ہے۔ رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ ذَرْهُمْ يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا وَيُلْهِهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ○ وَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَعْلُومٌ ○ مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ ○ وَقَالُوا يَا أَيُّهَا الَّذِي نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ إِنَّكَ لَمَجْنُونٌ ○ لَوْ مَا تَأْتِينَا بِالْمَلَائِكَةِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ○ مَا نُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ إِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوا إِذًا مُنْظَرِينَ

ترجمہ۔ ایک دن ہوگا کہ کافر تیرے ہی ارمان کرینگے کہ ای کاش ہم بھی مسلمان ہوتے تو ای پیغمبر انکو ان ہی کے حال پر رہنے دو کہ کھائین پئین اور دنیا کے چند روزہ فائدے اٹھائین اور توقعات بیجا انکو غافل کیے رہین پھر آخر قیامت مین تو انکو معلوم ہی ہو جائیگا اور ہمنے کبھی کوئی بستی غارت نہین کی مگر اسکی تباہی کے لیے ایک میعاد مقرر پہلے سے لکھی ہوی موجود تھی۔ کوئی امت اپنے وقت سے نہ آگے بڑھ سکتی ہے اور نہ پیچھے ہٹ سکتی ہے۔ اور ای پیغمبر کفار مکہ تم سے اسطرح پر خطاب کرکے کہتے ہین کہ ای شخص جسکے ذہن مین یہ خبط سمایا ہے کہ اسپر خدا کے ہان سے قرآن نازل ہوا ہے تو تو دیوانہ ہے اگر تو اپنے

دعوی مین سچا ہی تو فرشتونکو ہمارے سامنے کیون نہین لاکر کھڑا کرتا سو ہم فرشتون کو نہین
بھیجا کرتے ہین مگر فیصلے کے لیے اور جب فرشتے نازل ہون تو پھر انکو مہلت بھی نہ ملے
ان آیات مین قیامت کے دن تابعان پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خوش حال اور سرخرو
ہونا اور آپ کے مخالفین کا انکی حالت کو دیکھکر یہہ آرزو کرنا کہ ای کاش ہم بھی مسلمان ہوتے
بیان کرکے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سمجھایا گیا ہے کہ دنیا کی زندگی چند روزہ ہے
یہ کفار اپنے عیش و آرام اور بیجا توقعات مین مست ہین اور گو دن بدن موت نزدیک ہو رہی
ہے لیکن یہ مطلق خیال نہین کرتے بلکہ جو شخص انکو اس نشۂ غفلت سے ہشیار کرنا چاہتا ہے
اُسی کو بُرا بھلا کہتے ہین چنانچہ تمھاری نسبت بھی باوجود تمھاری خیرخواہی کے اقسام کی
گستاخیان کرتے ہین اور کہتے ہین کہ تمکو خبط سمایا ہے اور جنون ہے جو اللہ کی طرف
سے قرآن نازل ہونے کا دعوی کرتے ہو اور پھر تمکو جُھٹلانے کے لیے بیجا فرمائشین
کیا کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اگر سچے رسول ہو تو ہم پر فرشتون کو لا نازل کرو حالانکہ خود
دیوانے ہین اور اسقدر نہین سمجھتے کہ جب فرشتے نازل ہو جائین تو تمھارے اور اُنکے
درمیان فیصلہ ہی کر دیا جاویگا اور اُسوقت انکو ایمان لانے اور عمل کرنیکی مہلت ہی نہین
ملیگی ۔ ساتھہ ہی آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ بھی ارشاد ہوا ہے کہ ان ناعاقبت اندیش
لوگون کی بیہودہ باتون کا خیال نہ کرین یہ اپنے نشۂ غفلت مین مست ہین جب انکی بدکرداریان
پوری ہو جاوینگی تو انکی ہلاکت کا وقت آموجود ہوگا پھر تو یہ اسکو ٹال نہین سکینگے اور یہی
مآل اگلے انبیا کے مکذبین کا بھی ہوا ہے جنکے عبرتناک قصص سارے جہان مین مشہور ہین

قرآن شریف کی ان آیات تخویف و ترہیب کو سنکر طالبانِ حق آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق کرتے جاتے تھے اور آہستہ آہستہ کلمۃ اللہ بلند ہو رہا تھا لیکن اس سے شریر اور بدنفس لوگون کے سینون مین حسد کی آگ بھڑکتی جاتی تھی اور انکے تکبر نے نہین فقط اطاعت رسول سے ہی باز نہین رکھا تھا بلکہ ان کو اس شرارت پر آمادہ کر دیا تھا کہ ہر روز ایک مہمل اعتراض دل سے گھڑکر پیش کرین اور جب اسکا جواب مل جاے تو ایک دوسری شق نکالا کرتے تھے - ان حرکات سے معاندین و مخالفین کا مقصود تحقیق حق نہین بلکہ محض شرارت اور دوسرون کے دلون مین شک پیدا کرکے انکو بھی سیدھی راہ سے بہکانا تھا تاکہ لوگون مین یہ کہنے کی گنجایش ملے کہ ہمارے ساتھ بھی ایک بڑی جماعت ہے لیکن اللہ جل شانہ کی تائید سے اسکا اثر الٹا ہو رہا تھا کیونکہ جب کبھی ان کے نامعقول اعتراضات کی تردید کے متعلق آیتین نازل ہوتی تھین تو انکی جماعت مین کثرت کے عوض روز بروز قلت ہوتی جاتی تھی اور حق کو دن بدن غلبہ ہو رہا تھا - چنانچہ سورۂ بنی اسرائیل کی ان آیات سے اسکی تفصیل معلوم ہوتی ہے - وَقَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ۝ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ۝ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ۝ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ۝ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝ قُلْ لَّوْ

كَانَ فِي الْأَرْضِ مَلَائِكَةٌ يَمْشُونَ مُطْمَئِنِّينَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ مَلَكًا
رَسُولًا ۝ قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۚ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا

ترجمہ - اور ای پیغمبر کفار مکہ تمسے کہتے ہین کہ ہم تو اسوقت تک تمپر ایمان لانیوالے ہین
نہین کہ یا تو ہمارے لیئے زمین سے کوئی چشمہ بہا نکالو یا کھجورون اور انگورون کا تمہارا کوئی
باغ ہو اور اُسکے بیچ بیچ مین تم بہت سی نہرین جاری کر دکھاؤ یا جیسا تم کہا کرتے تھے آسمان
کے ٹکڑے ہمپر لا گراؤ یا خدا اور فرشتون کو ہمارے سامنے لا کھڑا کرو یا رہنے کے لئے کوئی
تمہارا سُنہرا گھر ہو یا تم آسمان مین چڑھ جاؤ اور جبتک تم ہم پر خدا کے ہان سے ایک کتاب
اُتار کر نہ لاؤ کہ ہم اسکو آپ پڑھ بھی لین تب تک ہم تمہارے آسمان پر چڑھنے کو بھی باور
کرنے والے نہین - ای پیغمبر ان لوگون سے کہو سبحان اللہ مین کیا چیز ہون بھی ایک
بندہ بشر خدا کا بھیجا ہوا اور بس - اور جب لوگون کے پاس خدا کی طرف سے ہدایت آچکی
تو انکو ایمان لانے سے اسکے سوا کوئی بات مانع نہین ہوی کہ لگے کہنے کیا خدا نے
آدمی کو پیغمبر بنا کر بھیجا ہے ای پیغمبر تم ان لوگون کو جواب دو کہ زمین مین اگر فرشتے بستے ہوتے
کہ روی زمین پر اطمینان سے چلتے پھرتے تو ہم فرشتے ہی کو آسمان سے پیغمبر بنا کر انکے
پاس بھیجتے - ای پیغمبر ان لوگون سے کہو کہ میرے اور تمہارے درمیان مین خدا ہی
گواہ بس ہے اور وہ اپنے بندون کے حال سے واقف اور انکی کردار کو دیکھ رہا ہے
ان آیات مین کفار مکہ کی اُن شرارتون کا ذکر ہے جو وہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام
سے آئے دن کیا کرتے تھے - چونکہ انکا مقصود حق بات کا دریافت کرنا نہین تھا بلکہ

جا بیجا اعتراض کر بیٹھنا انہون نے یہی ایک طریقہ اختیار کیا تھا کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام
سے اقسام کی فرمایشین کرین اور ایمان کو ان فرمایشون کی تکمیل پر موقوف کہین
چنانچہ انہون نے ایک وقت ان چند فرمایشون کو پیش کیا۔ اول یہ کہ عرب مین پانی
کی تو قلت ہے ایک چشمہ زمین سے بہا نکالدو۔ دوم یہ کہ کھجور اور انگور کا ایک باغ اپنے
ہی لیے پیدا کردو اور اس مین کثرت سے نہرین جاری کردو۔ سوم یہ کہ خدا کے عذاب سے
جو ڈراتے ہو پہلا آسمان ہی کے ایک ٹکڑے کو ہم پر لا گرادو۔ چہارم یہ کہ خدا کے
پیغمبر ہونے کا جو دعوی کرتے ہو اور فرشتہ وحی لاتا ہے کہتے ہو ہمین خدا اور فرشتون ہی
کو لا بتلاؤ۔ پنجم یہ کہ تم جبکہ اللہ کے رسول ہین تو تمہارا مکان ہمارے مکانون کا سا نہین
بلکہ سونے کا ہونا چاہیے۔ ششم یہ کہ اگر یہ باتین نہین ہوسکتی ہین تو خیر ہمارے روبرو آسمان
ہی پر چڑھ جاؤ اور صرف آسمان ہی پر چڑھ جانا کافی نہین بلکہ وہان سے ایک لکھی لکھائی
کتاب لیکر اُترو تاکہ اسکو ہم خود پڑھ لین۔ ان تمام لغو اور مہمل فرمایشون کے جواب مین
پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہی کہہ دینے کی تعلیم کیگئی کہ تم کیسے بیہودہ لوگ ہو کیا مین نے
خدائی کا دعوی کیا تھا جو تم مجھ سے ایسی فرمایشین کرتے ہو مین تو انسان ہی ہون
اور اپنے ابنای جنس کیطرف خدا کا رسول ہوکر آیا ہون تاکہ اُنکی اصلاح کرون۔ اسکے
بعد ارشاد ہوا ہے کہ ہمیشہ سے لوگون نے پیغمبرون کا انکار صرف اسی غلط خیال سے
کیا ہے کہ آدمی پیغمبر نہین ہوسکتا بلکہ اس خدمت پر فرشتون کا مامور ہونا ضرور ہے۔
اسی غلط خیال کو تم اچھی طرح رفع کردو کہ آدمیون کے لیے آدمی ہی کا پیغمبر ہونا

ضرور ہے اگر زمین پر انسان کے عوض فرشتے ہوتے تو پیغمبر بھی انہین کا ہمجنس ہوتا انسانون
مین اگر فرشتہ بھیجا جایے تو دونون کے درمیان اُنسیت نہین ہوسکتی اور رسالت سے جو اصل
مقصود یعنی اصلاح عباد ہے وہ فوت ہوجاویگا۔ آخر مین آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہہ
کہہ دینے کا حکم ہوا ہے کہ اگلے انبیا بھی انسان ہی تھے جنکے تذکرے قرآن مین موجود
ہین جو مجھہ پر نازل ہورہا ہے اور میری سچائی کیلیے خدا کی شہادت جو اسی کتاب مین ہے
کافی ہے۔ تم لوگ اسپر بھی اگر نہ مانوگے تو مین اس معاملہ کو خدا ہی پر سونپ دیتا ہون وہ
تمہارے حال سے واقف اور تمہاری بدکرداریون کو دیکھہ رہا ہے اور وہی بالضرور تمکو
ان اعمال کی سزا دیگا۔

زمین پر ملائک نازل ہونے اور انہین کے ذریعہ سے پیغام الٰہی پہونچنے کے متعلق
کفار مکہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جھٹلانے کی غرض سے جو خواہش ظاہر کیا کرتے تھے
اسکا جواب سورۂ انعام کے ایک مقام مین اسطرح دیا گیا ہے۔ وَقَالُوا لَوْلَا أُنْزِلَ
عَلَيْهِ مَلَكٌ وَلَوْ أَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْأَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُونَ ○ وَلَوْ جَعَلْنَاهُ
مَلَكًا لَّجَعَلْنَاهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِم مَّا يَلْبِسُونَ ○ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ
مِّن قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ○ ترجمہ
اور کافر کہتے ہین کہ اس پیغمبر پر کوئی فرشتہ کیون نہین نازل ہوا اور اگر ہم فرشتہ بھیجتے تو
جھگڑا ہی چک گیا تھا اور پھر انکو کسی طرح کی مہلت بھی نہ ملتی اور اگر ہم رسول کا مددگار
کسی فرشتے کو بناتے تو بھی اسکو آدمی ہی بناتے کیونکہ ان مین فرشتون کو دیکھنے کی

صلاحیت ہی نہین ہے اور جو شبہے یہہ لوگ اب کر رہے ہین وہی شبہے اسوقت بھی ہم انکے دلون پر طاری کر دیتے۔ اور اسی پیغمبر تم سے پہلے بھی پیغمبرون کی ہنسی اڑائی جا چکی ہے تو جن لوگون نے پیغمبرون سے ہنسی کی تو وہ عذاب جسکی ہنسی اڑاتے تھے آخر اونپر آنازل ہوا۔

ان آیات مین اس اعتراض کا جواب ہے کہ پیغمبر کی تصدیق کیلیے انکے ساتھہ ایک فرشتہ کیون نہین آیا ہے۔ اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے کہ اگر فرشتہ پیغمبر کے ساتھہ ہوتا اور تم لوگ اسکو دیکھہ کر بھی تکذیب کرتے تو فوراً عذاب نازل ہو جاتا اور تمکو کسی طرح کی مہلت نہین ملتی۔ فرشتہ کے نازل نہ کرنے مین اولاً یہ مصلحت تمہارے ہی فائدہ کے لیے ہے اور ثانیاً تم لوگون مین فرشتہ کو دیکھنے کی صلاحیت نہین ہے اور اگر دیکھہ سکو تو اسکو انسان ہی کی شکل مین دیکھو گے نہ کہ اسکی اصلی کیفیت مین پھر تو اسوقت بھی تم اسی قسم کے شبہات پیش کرو گے اور کہو گے کہ یہ فرشتہ نہین ہے۔ آخر مین آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تسکین کے لیے ارشاد ہوا ہے کہ تم سے پہلے انبیاء اللہ کے ساتھہ بھی لوگون نے ایسی ہی گستاخیان اور بے ادبیان کین اور عذاب کے جو وعدے کیے جاتے تھے انکو چند دن تک ہنسی بنا رکھا لیکن آخر کار اللہ جل شانہ نے اونپر عذاب موعود کو نازل کر کے اپنے رسولون کی علانیہ تصدیق فرمادی۔

آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کفار نے یہ جو خواہش کی کہ ہمارے روبرو تم آسمان پر چڑھ جاؤ اسکے متعلق سورۂ حجر کے ایک مقام مین اس طرح ارشاد ہوا ہے۔ وَلَوْ فَتَحْنَا

عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ ○ لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ○ ترجمہ- اور اگر ہم ان لوگون پر آسمان کا ایک دروازہ بھی کھول دین اور یہ لوگ دن دہاڑے اُس دروازہ سے آسمان پر چڑھ بھی جائین تاہم یہی کہین کہ ہو نہو ہماری آنکھین متوالی ہوگئی ہین نہین بلکہ ہم لوگون پر کسی نے جادو کردیا ہے-

اس آیت مین یہ ارشاد ہوا ہے کہ ایک دوسرے شخص کا آسمان پر چڑھ جانا اور انکا اسکو صرف دیکھ لینا کیا معنی اگر خود انکے لیے آسمان کا دروازہ کھول دیا جاے اور وہ اس راستہ سے آسمان پر چڑھ بھی لین تو انکی شرارت اسی کی مقتضی ہے کہ کہنے لگین کہ ہم پر نشہ طاری ہوا ہے یا کسی نے جادو کردیا ہے جو ہمین اپنا آسمان پر چڑھنا دکھائی دے رہا ہے-

آسمان سے لکھی لکھائی کتاب نازل ہونے کے لیے کفار کی طرف سے جو فرمایش کی گئی تھی اُسکا جواب سورۂ انعام کے ایک مقام مین اسطرح دیا گیا ہے- وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتَابًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ○ ترجمہ- اور ای پیغمبر اگر ہم کاغذ پر لکھی لکھائی کتاب بھی تمپر اُتارتے اور یہ لوگ اُسکو اپنے ہاتھون سے چھو بھی لیتے تاہم جو لوگ منکر ہین یہی کہتے کہ یہ تو اور کچھ نہین بس صریح جادو ہے-

اس آیت مین بھی پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کو اطمینان دلایا گیا ہے کہ یہہ لوگ جو فرمایش کیا کرتے ہین انکا مقصود اپنی فرمایشون کی پورے ہونے پر حق کو قبول کرنا نہین ہے انکی فرمایش تو صرف لکھی لکھائی کتاب دیکھنے کی ہے اگر ایسی کتاب دیکھ بھی لین تو نظر بندی

کا شبہہ دفع ہونے کے لیے اسکو لمس ہی کریں یعنی قوت باصرہ قوت لامسہ ہو سو اسکی حقیقت کو دریافت کرلین تو اُسوقت بھی یہی کہینگے کہ یہ بھی ایک جادو ہے۔ انسان کے دلون کی حالت سے بخوبی واقف ہے انکی غرض تو صرف شرارت کرنی اور شبہات پیدا کرکے لوگون کو راہ راست سے بہکانا ہے۔ انکی مخالفت تمہارے ساتھہ اس درجہ بڑہی ہوی ہے کہ جب کبھی قرآن کی کوئی آیت نازل ہوتی ہے اور اس مین رسول کی تصدیق کی جاتی ہے تو یہ ازراہ عناد کہہ بیٹھتے ہین کہ ہم بھی رسول ہوجاوین تو اُس وقت مانین گے چنانچہ سورہ انعام ہی کے ایک مقام مین اسطرح ارشاد ہوا ہے۔ وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِىَ رُسُلُ اللّٰهِ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعَذَابٌ شَدِيْدٌ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ ○ ترجمہ۔ اور جب انکے پاس کوئی آیت قرآنی آتی ہے تو کہتے ہین جیسی نبوت پیغمبران خدا کو دیگئی ہے جبتک اسی طرح کی نبوت ہمکو نہ دی جاے ہم تو ایمان لانیوالے ہین نہین۔ سو خدا جس جگہہ اپنی پیغمبری کی امانت سپرد کرتا ہے وہ اس جگہہ کے محفوظ اور قابل اطمینان ہونے کو بھی خوب جانتا ہے۔ جو لوگ جرم خود پسندی کے مرتکب ہین عنقریب انکو انکی فتنہ انگیزیون کے بدلے خدا کے ہان چلکر ذلت اور بڑی سخت مار پہونچنے والی ہے۔

ان آیات مین بھی منکرین کا قبول حق کے لیے خود رسالت کے متمنی ہونا بیان کرکے یہ ارشاد ہوا ہے کہ خدا کو بخوبی معلوم ہے کہ کون شخص عہدۂ جلیلۂ نبوت کے لائق ہے اور

کون لائق نہین ہے - نالائق لوگ بوجہ خود پسندی اپنے کفر و انکار کی بُرائی کو چھپانے کے لیے ایسی بیجا آرزو جو ظاہر کرتے ہین اس سے انکا مقصود فتنہ انگیزی ہے جسکی سزا مین یہ بالضرور خدا کے ہان جلکر نہایت ذلت کے عذاب مین مبتلا ہونگے -

آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منکرین ومخالفین کی ان متعدد فرمایشون کے منجملہ ایک فرمایش یہی قبول نہ کرنیکی نہایت معقول وجہ سورۂ مومنون کے ایک مقام مین اس طرح بیان کی گئی ہے - وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَ مَنْ فِيْهِنَّ ؕ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ اَمْ تَسْئَلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ۚ وَّهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝ وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَاِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنَاكِبُوْنَ

ترجمہ - اور اگر حق انکی خواہشون کے مطابق ہوا کرتا تو آسمان و زمین اور جو کچھ ان مین ہے ان سب کا انتظام کبھی کا درہم برہم ہو گیا ہوتا - بلکہ حقیقت الحال تو یہ ہے کہ ہم نے انکو ان ہی کے حالات لاکر سنا دیے اب یہ اپنے حالات کے سننے سے گریز کرتے ہین - یا ای پیغمبر تم ان سے تبلیغ رسالت کی کچھ اُجرت مانگتے ہو تو تمہارے پروردگار کی دین انکی اُجرتون سے کہین بہتر ہے اور خدا سب روزی دینے والون سے بہتر روزی دینے والا ہے - اور ای پیغمبر تم انکو سیدہے رستے کی طرف بلاتے ہو - اور جن لوگونکو آخرت کا یقین نہین وہی سیدہے رستے سے ہٹے ہوے ہین -

ان آیات مین یہ ارشاد ہوا ہے کہ لوگون کو حق کی پیروی کرنی چاہیے نہ کہ اسکے برعکس

معاملہ ہو۔ یہ چاہین کہ آج رسول فلان کام کرد کھائین اور کل انکی کوئی فرمایش پوری کردین یہہ تو غیر ممکن ہے کیونکہ رسول تو خدا کی طرف سے انکی ہدایت پر مامور ہین اور اگر خدای تعالی انکی خواہشات کا تابع ہوجاے تو اسکا خلاق و محافظ اور نگہبان عالم ہونا باطل ہوجاویگا اور آسمان و زمین کا سارا انتظام بگڑ جاویگا۔ اسکے بعد اللہ جل شانہ اپنے رسول سے فرماتا ہے کہ ان مفسدونکی شرارت کی اصل وجہ یہہ ہے کہ ہم نے تمہارے ذریعہ سے انکے عیوب کو ظاہر کرکے انکو نصیحت کی اور قاعدہ ہے کہ انسان کو حق بات تلخ معلوم ہوتی ہے پس یہ لوگ اپنے عیوب کو سُننے سے گریز کرتے ہین اور اس لیے اقسام کے حیلے نکال کھڑے کرتے ہین حالانکہ جب تم اس نصیحت کا کوئی معاوضہ اُن سے طلب نہین کرتے ہو اور اپنی روزی کے لیے تمہارا توکل اللہ پر ہے اور محض اُسی کے دربار سے تم اجر کے امیدوار ہو تو انکو لازم تہا کہ تمہاری نصیحت کو مان لیتے۔ خیر انکے انکار سے آزردہ خاطر نہ ہو خود اللہ گواہی دیتا ہے کہ تم جس رستے پر انکو بلاتے ہو وہ بالکل سیدہا رستہ ہے اور اس مین کسی نمط کا خوف و خطر نہین ہے۔ اور چونکہ ان لوگون کو سرے سے آخرت پر ایمان ہی نہین ہے اسلیے انہون نے سیدہے رستے کو چھوڑ کر گمراہی اختیار کی ہے جس سے انہین کی ہلاکت ہوگی اور تمہارا کوئی نقصان نہین ہوگا۔

چونکہ اسی قسم کے دلائل و براہین سے مشرکین اور کفار کی ذلت و زافرون ہو رہی تہی انہون نے اس رسوائی کو دفع کرنے کی غرض سے یہ کہنا شروع کیا کہ کیا ہم ایک مجنون شاعر کے کہنے پر اپنے معبودون کو چھوڑ بیٹھین چنانچہ اس قول کو نقل کرکے سورۃ

والصافات مین اسکا جواب اس طرح دیا گیا وَيَقُولُونَ أَئِنَّا لَتَارِكُوا آلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُونٍ ○ بَلْ جَاءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِينَ ○ إِنَّكُمْ لَذَائِقُوا الْعَذَابِ الْأَلِيمِ ○ وَمَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ○ ترجمہ۔ اور اسی پیغمبر تمہارے زمانہ کے منکر کہتے ہین کہ بھلا کہین ہم اپنے معبودونکو ایک باؤلے شاعر کے کہنے سے چھوڑے دیتے ہین سو پیغمبر نہ باؤلے ہین اور نہ شاعر ہین بلکہ خدا کے ہان سے دین حق لیکر آئے ہین اور اگلے پیغمبرون کی تصدیق کرتے ہین۔ تم انکو نہین مانوگے تو ضرور عذاب دردناک کے مزے چکھوگے اور جیسے جیسے عمل کرتے رہے ہو اُن ہی کا بدلہ پاؤگے۔

کفار نے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شاعر اور مجنون بتلاکر یہہ جو کہا کہ ایسے شخص کی بات سے ہم اپنے معبودون کو چھوڑکر اپنا دین کیون خراب کرلین اسکا جواب ان آیات مین یہ دیا گیا ہے کہ پیغمبر نہ تو مجنون ہین اور نہ شاعر کیونکہ مجنون آدمی کی حالت تو ہر لحہ متغیر ہوتی رہتی ہے کبھی کچھ کہتا ہے اور کبھی کچھ اور شاعر تو اکثر خیالی پلاؤ پکایا کرتے ہین۔ پیغمبر تو تم سبکو ایک ہی بات یعنی خدا کی طرف بلاتے ہین جو تمہارا پروردگار ہے اور تم لوگون نے اسکے سوا جو معبود ٹھہرا رکھے ہین اُسکو غلط اور تمہاری ہلاکت کا موجب بتلاکر جو بات اگلے انبیاء نے بھی کہی تھی اُسکی تعلیم کرتے ہین جس سے ان انبیا کی بھی تصدیق ہوتی ہے پھر ایسے شخص کی نسبت تمہارا یہ الزام کہ شاعر مجنون ہے کیونکر صحیح ہوگا بلکہ اس تمہارے کفر و بہتان کی سزا مین تم ہی کو ایک نہایت دردناک عذاب کا مزہ چکھنا ہوگا کیونکہ آدمی

جو کچھہ عمل کریگا اُسی کے موافق بدلہ پاویگا۔

گندم از گندم بروید جو ز جو	از مکافات عمل غافل مشو

اس اعتراض سے چونکہ لوگون کے دلون مین یہ غلط خیال پیدا ہونیکا اندیشہ تہا کہ قرآن کو خود پیغمبر اپنی طرف سے بنالیا کرتے ہین اسلیے اسکی تردید قرآن مین جابجا کیگئی ہے چنانچہ سورۂ عنکبوت کے ایک مقام مین ارشاد ہوا ہے۔ وَمَا كُنْتَ تَتْلُوا مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ○ یعنی اے پیغمبر قرآن سے پہلے نہ تو تم کوئی کتاب ہی پڑہتے پڑہاتے تہے اور نہ تم کو اپنے ہاتہہ سے لکہنا ہی آتا تہا اگر ایسا ہوتا تو یہہ بے دین خواہی نخواہی شبہہ کرتے کہ تم اگلی کتابون کو پڑہہ پڑہا کر انہین کے مضامین کو اپنی زبان مین کچھہ تغیر و تبدل کے ساتہہ بیان کر رہے ہو۔ گو اس شبہہ کو دفع کرنیکے لیے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اُمی ہونا قرآن مجید کے متعدد مقامات مین بیان ہوا ہے اور اسی زمانہ کے کفار کا اسکی تردید نہ کرنا اس امر کے واقعی ہونیکی ایک دلیل بین ہے لیکن اسپر بہی مخالفین نے اس شبہہ کو ظاہر کردینے مین تامل نہین کیا اور بلا دلیل یہ کہہ بیٹہے کہ پیغمبر خود قرآن کو بنالیا کرتے ہین اور خدا کی طرف سے اسکے نازل ہونیکا جو دعوی کیا جاتا ہے وہ غلط ہے اسکا نہایت ہی معقول جواب سورۂ یونس کے ایک مقام مین اس طرح دیا گیا ہے۔ وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ

مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ بَلْ
كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ ۚ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ
قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ○ ترجمہ۔ اور یہہ قرآن اس قسم
کی کتاب نہین ہے کہ خدا کے سوا اسکو کوئی اپنی طرف سے بنا لایے بلکہ جو کتابین اسکے
زمانۂ نزول سے پہلے موجود ہین یہ قرآن پروردگار عالم کیطرف سے انکی تصدیق ہے اور
اُن ہی کتابون کے احکام کی تفصیل ہے اور اُسکے کتاب آسمانی ہونے مین کچھہ شک
نہین۔ کیا یہ لوگ قرآن کی نسبت کہتے ہین کہ اسکو خود پیغمبر نے بنا لیا ہے تو اے پیغمبر
تم اُنسے کہو کہ اگر تم اپنے دعوے مین سچے ہو اور جیسا تم کہتے ہو مین اسکے بنا لینے پر
قادر ہون تو تم بھی اہل زبان ہو ایسی ہی ایک سورۃ تم بھی بنا لاؤ اور خدا کے سوا جس
جس کو تم سے بلا سکے بن پڑے اپنی مدد کے لیے بلا لو سو یہ لوگ اس بلا سے گریز
کر کے لگے اس چیز کو جھٹلانے جسکے سمجھنے پر ان کو دسترس نہ ہوا اور ابھی تک اسکی
تصدیق کا موقع ہی انکو پیش نہین آیا اسی طرح ان لوگون نے بھی جھٹلایا تھا جو ان سے پہلے
ہو گزرے ہین تو اے پیغمبر ان ظالمون کا کیسا بُرا انجام ہوا۔

ان آیات مین پہلے یہ بیان ہوا ہے کہ قرآن کی نسبت سوا خدا کے کسی انسان کی طرف
ہو نہین سکتی کیونکہ اسمین تو وہی باتین بیان کیگئی ہین جو پہلی کتب آسمانی مین موجود ہین بلکہ
اُن مین اگر اجمال تھا تو اس مین تفصیل ہے جو اللہ جل شانہ نے اپنی مہربانی سے لوگون کے
لیے کر دی ہے۔ اگر منکرین کو اسپر بھی شبہہ ہو تو ایک دوسرا طریق اسکی سچائی دریافت

کرنیکا یہہ ہے کہ پیغمبر تو اکیلے ایک طرف ہین لکھے پڑھے بھی نہین تم انکے مقابلہ مین لکھے پڑھے لوگون کی ایک بڑی جماعت کو فراہم کرلو اور اس جماعت کی تائید کے لیے جہانتک ہوسکے اور لوگون کو بھی پیدا کرو اور سب ملکر یہہ کوشش کرو کہ قرآن کی متعدد سورتون مین سے کسی ایک سورۃ ہی کے مطابق اپنی طرف سے ایک دوسری سورۃ بناکر پیش کرین۔ اگر یہہ تم سے ہوسکے تو تم سچے اور پیغمبر پر تمہارا الزام صحیح کیونکہ دنیا مین کوئی شاعر یا کوئی مصنف نہین گزرا ہے جسکے مختلف کلام کے ایک جزو کا مقابلہ بھی باوجود اسکی تحدی کے اس سے زایدہ علم والے ہزارہا آدمی اتفاق کرکے کامیابی کے ساتھہ نہ کرسکے یہ کیا معنی بلکہ اُسی کے پایہ کے ایک دو شخص نے نہ کیا ہو اسکے بعد ارشاد ہوا ہے کہ یہ لوگ تو اس سے عاجز ہین کیونکہ مخلوق سے خالق کے کلام کا مقابلہ کیونکر ہوسکتا لیکن باوجود اسکے انکا انکار جستجو سے ہے کہ جو باتین مرگ کے بعد کے حالات اور ابتدای آفرینش عالم سے متعلق قرآن مین بیان ہوی ہین وہ انکی سمجھہ سے باہر ہین اور ان لوگون نے بعوض اسکے کہ اپنے قصور فہم کا اعتراف کرین اور خدا کے کلام پر ایمان لاوین سرے سے اسکا انکار کیا یہ انکی سخت غلطی ہے کیونکہ جس چیز کی حقیقت انکو مرنے کے بعد معلوم ہوگی وہ اسکے قبل کسطرح معلوم ہوسکتی ہے۔ یہہ محض اللہ کا فضل ہے کہ اسنے انسان کو آگاہ کردینے کے لیے انبیاء بھیجے اور انکی معرفت ان امور کو بیان فرمادیا تاکہ لوگ ہوشیار رہو جائین۔ آخر مین آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کو اسطرح تسلی دی گئی ہے کہ اگلے انبیاء کو بھی اُس اُس وقت کے لوگون نے جھٹلایا اور کذبین انبیاء کی ہر ہر زمانہ مین جو گت ہوی اُس سے عقلمند لوگ عبرت حاصل کرتے ہین

اور جن بیوقوفون کا طرز عمل اسکے خلاف ہے انکا انجام بھی بُرا ہونیوالا ہے۔

جب مخالفین اس کلام کے معارضہ سے عاجز آگیے اور بڑے بڑے فصحا نے مان لیا کہ واقعی یہ کلام خدا کا ہے تو اس دلیل سے بھی لوگون کو اسپر ایمان لانے اور رسول کی تصدیق کرنیکے لیے کہا جاتا تھا لیکن مخالفین نے باوجود اقرار عجز یہہ بھی ایک عذر پیش کیا کہ ہمین اپنے باپ دادون کے طریقہ کی پیروی کافی ہے نیا دین اختیار کرنیکی ضرورت نہین۔ اسکا ذکر سورۂ مائدہ کے ایک مقام مین اسطرح آیا ہے۔ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ○ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ۚ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ ترجمہ۔ اور جب ان لوگون سے کہا جاتا ہے کہ جو قرآن اللہ نے اُتارا ہے اسکی اور رسول خدا کی طرف چلو اور وہ جو حکم دین سو مانو اسکے جواب مین کہتے کیا ہین کہ جس طریقے پر ہم نے اپنے باپ دادون کو پایا ہے وہی طریقہ ہمارے لیے بس کرتا ہے۔ کیا یہ لوگ اسی پُرانی لکیر کے فقیر رہین گے اگرچہ ان کے باپ دادے کچھ نہ جانتے اور نہ راہ راست پر رہے ہون۔ مسلمانو تم اپنی خبر رکھو جب تم راہ راست پر ہو تو کوئی بھی گمراہ ہوا کرے اُسکا گمراہ ہونا تم کو کچھ نقصان نہین پہونچا سکتا تم سب کو اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے جب اُس پاس جاؤگے تو جو کچھ دنیا مین کرتے رہے ہو اسکا نیک و بد تمکو بتا دیگا۔

ان آیات مین یہ بیان ہوا ہے کہ جب مومنین کی طرف سے مشرکین کو اللہ و رسول کی اطاعت کی ترغیب دی جاتی تہی تو وہ یہ عذر پیش کیا کرتے تہے کہ ہمارے باپ دادون کا طریقہ ہمین کافی ہے ہم کیون ایک نیا دین اختیار کرین اسکی تردید مین ارشاد ہوا ہے کہ یہہ انکا عذر نہایت نامعقول ہے کیونکہ اگر کسی کے باپ دادے جاہل اور بیوقوف ہون تو کیا جہالت اور بیوقوفی مین بہی انکی تقلید کیجاویگی ۔ لوگ تو دنیا کے ناپایدار معاملات مین باپ دادونکی تقلید نہین کیا کرتے ہین اگر کسی کے باپ دادون کو دنیا پیدا کرنیکا طریقہ نہ معلوم تہا یا انکی طرز معاشرت وحشیانہ اور غیر مہذب تہی تو انکی اولاد انکے عیوب کو دریافت کرنیکے بعد اپنی طرز زندگی ہی کو بدل دیتی ہے اور بے سمجہی اور لاعلمی کا الزام انپر عائد کرنے مین کوتاہی نہین کرتی تو پہر دین مین کیون انکی تقلید ضروری خیال کیجاتی ہے ۔ اصل یہہ ہے کہ منکرین کے یہ حیلے ہی حیلے ہین اور انکا مقصود اپنی غلط باتون پر جمے رہنا ہے خیر مومنین کا کام صرف انکو نصیحت کر دینا ہے اگر نہ مانین تو انکے بُرے عقائد و اعمال کا اثر نصیحت کرنیوالون پر نہین پڑیگا مومنین کو چاہیئے کہ اپنے عقائد و اعمال کو درست رکہین کیونکہ سب کو اللہ کے پاس جانا ہے پہر تو وہان معلوم ہو جاویگا کہ کون راہ راست پر تہا اور کون بے راہ ۔

اس معقول رد کا جواب مشرکین سے بن نہ پڑا تو لگے اپنے اعمال کو خدا کی طرف منسوب کرنے اور یہ کہنے کہ اگر اللہ چاہتا تو ہم اور ہمارے باپ دادے سب ہدایت پر ہو جاتے اور شرک نہ کرتے چونکہ وہی ان افعال کو ہم سے کراتا ہے ہم کیونکر ملزم قرار

دیے جاسکتے ہین - اسکی تردید سورۂ انعام کے ایک مقام مین اسطرح کیگئی ہے -
سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ
كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتَّىٰ ذَاقُوا بَأْسَنَا ۗ قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ
عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا ۖ إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ أَنْتُمْ إِلَّا تَخْرُصُونَ ۝
قُلْ فَلِلَّهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ فَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ ۝ ترجمہ - مشرکین سے
کچھہ بعید نہین کہ یہ حجت پیش کرین کہ اگر خدا چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے اور نہ ہمارے باپ دادے
ایسا کرتے اور نہ ہم کسی چیز کو اپنے اوپر حرام کرتے - اسی طرح جو لوگ ان سے پہلے
ہوگزرے ہین پیغمبرون کو جھٹلاتے رہے یہان تک کہ آخر کار ہمارے عذاب کا مزہ چکھا
پر چکھا - اے پیغمبر ان لوگون سے پوچھو کہ آیا تمہارے پاس کوئی علمی سند بھی ہے - اگر ہے
تو اسکو ہمارے دکھانے کے لیے نکالو اور پیش کرو - سند تو تمہارے پاس کچھہ ہے
نہین نرے واہمون پر چلتے اور نری اٹکلین ہی دوڑاتے ہو - اے پیغمبر ان سے
کہو کہ تم ہارے اور اللہ کی حجت زبردست ٹھہری - پھر اگر وہی چاہتا تو تم سب کو
دین حق کا رستہ دکھا دیتا -

مین اس مقام پر مولانا نذیر احمد صاحب نے جو فائدہ لکھا ہے اوسکو نقل کر دیتا ہون
" کفار مکہ جب دلیل سے عاجز آتے تو مشیت الٰہی کی بحث نکال کھڑی کرتے لیکن وہ
مرضی اور مشیت مین فرق نہین کرتے - خدا نے اس آیت مین مرضی اور مشیت کا فرق
نہایت عمدہ طور پر دکھایا ہے کہ جو خدا کی مرضی تھی وہ پیغمبرون کے ذریعے سے ظاہر کر دیگئی

اور لوگون کو اختیار دیا گیا کہ نیک راہ اختیار کرین یا بُری راہ چلین - بُرون نے پیغمبرونکو جھٹلایا اور دیدہ و دانستہ بُری راہ اختیار کی تو وہ ملزم ٹھہرے اور خدا کی حجت اُنپر تمام ہوی مشیت الٰہی سے اور اس سے کچھہ تعلق نہین مشیت الٰہی بالکل دوسری چیز ہے - اس مین شک نہین کہ خدا چاہتا تو سب راہ راست پر چلتے مگر اوسنے یہہ چاہا کہ لوگ اپنے ارادے سے راہ راست اختیار کرین تو لوگون کے افعال سے مشیت الٰہی متعلق نہین ہے بلکہ انکی اپنی مشیت متعلق ہے یعنی مشیت الٰہی تہی کہ لوگ اپنی مشیت سے بُرا یا بہلا کرین -

اس فائدہ سے ظاہر ہے کہ اللہ جل شانہ کو لوگون کے گمراہ ہونے یا ہدایت پانیکا علم انکی خلقت سے پہلے ہونا اور اُسکی مشیت مین یہ امر مقدر ہونا اس بات کی دلیل نہین ہوسکتا کہ اللہ ہدایت اور گمراہی ہر دو سے راضی ہے - انسان مین برائی اور بھلائی کے درمیان تمیز کرنے کا مادہ موجود ہے اور جو کام وہ کرتا ہے اپنے ارادہ اور اختیار سے کرتا ہے اسی وجہ سے وہ اپنے اعمال کے بموجب ثواب و عقاب کا مستحق ٹھہرتا ہے -

جبکہ مشرکین اور کفار کے ہر ایک اعتراض اور شبہہ کا تشفی بخش جواب نہایت وضاحت کے ساتھہ دیا جاتا تہا اور انصاف پسند لوگ اس سے متاثر ہونے لگے تہے تو مخالفین نے ایک اور تجویز سوچی اور یہہ کہنا شروع کیا کہ اس قرآن کو سنو ہی مت اور جہان پیغمبر اسکو سنانی لگین تو تم درمیان مین غل مچانے لگو تاکہ اس تدبیر سے تمکو ظاہری غلبہ نصیب ہوجاے - اسکا ذکر سورہ حم السجدہ کے ایک مقام مین اسطرح ہے - وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ○ فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

عَذَابًا شَدِيدًا ۙ وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ ذٰلِكَ جَزَآءُ
اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ ۚ لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ ۚ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ○

ترجمہ - اور جو لوگ منکر ہین وہ ایک دوسرے سے کہا کرتے ہین کہ اس قرآن کو سنو ہی مت اور سنانے لگین تو اسکے بیچ بیچ مین غل مچایا کرو شاید اس تدبیر سے تم مسلمانون سے بازی لیجاؤ تو جو لوگ دین اسلام کے منکر ہین ہم انکو ضرور عذاب سخت کا مزہ چکھا کر رہین گے اور ضرور انکو ان بدترین اعمال کا بدلہ دین گے - یہ دوزخ ہی دشمنان خدا یعنی کافرون کا بدلہ ہے کہ وہ جو ہماری آیتون سے انکار کیا کرتے تھے اسکی سزا مین انکو ہمیشہ کے لیے دوزخ مین گھر ملا -

ان آیات مین کفار کی اور ناشائستہ حرکات کے منجملہ جو وہ دین حق کے مٹانیکی غرض سے کیا کرتے تھے ایک حرکت کو بیان فرما کر اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے کہ جیسا انکے اور افعال سے دین کو ضرر نہین پہونچا ہے اسیطرح اس سے بھی کچھ نقصان نہین ہوگا بلکہ اللہ جل شانہ دنیا مین انہین کو نیچا دکھاویگا اور آخرت مین تو انکے لیے نہایت دردناک عذاب یعنی ہمیشہ رہنے کے لیے آگ کا گھر تیار ہے -

فائدہ - اس مقام مین اللہ جل شانہ نے ابطال حق کی کوشش کو بدترین اعمال فرمایا ہے - کیونکہ اس فعل کا برا اثر ایک دو آدمی پر نہین بلکہ جماعتون پر پڑتا ہے اس سے وہ لوگ خوف کرین جو حق کے خلاف مین اٹھ کھڑے ہوتے ہین اور قرآن مجید کا معارضہ لوگون کے غلط سلط اقوال سے کرکے عوام کو راہ راست سے بہکاتے ہین اور یہ نہین سوچتے

کہ خدا کو کیا جواب دینگے۔

مشرکین کے علاوہ اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ بھی تعصب اور حسد سے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت کر رہے تھے چنانچہ قرآن مین جابجا ان لوگون کی مذمت اس وجہ سے کیگئی ہے کہ انہون نے باوجود پیغمبر کی سچائی کو اپنی ہی کتابون سے بخوبی جان لینے کے آپ کی تصدیق نہین کی بلکہ عداوت سے مشرکین کو مسلمانون پر ترجیح دیکر یہ کہنے لگے کہ هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا یعنی مسلمانون سے تو ان ہی لوگون کا طریقہ ٹھیک ہے حالانکہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام خدائے احد کی عبادت کا حکم فرماتے تھے موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کی نبوت کی تصدیق کر رہے تھے اور جو دین اگلے انبیاء کا تھا اُسکو قائم رکھکر صرف لوگون کی پیدا کی ہوی خرابیون کو دور فرمانا چاہتے تھے چنانچہ اہل کتاب کی ناراضی کی وجہ سورۂ بقر مین اس طرح بیان ہوی ہے۔ وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ۭ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۭ وَلَىِٕنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَاۗءَهُمْ بَعْدَ الَّذِيْ جَاۗءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ○ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖٓ اُولٰۗىِٕكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○ ترجمہ۔ اور ای پیغمبر نہ تو یہود ہی تم سے کبھی راضی ہونگے اور نہ نصاریٰ ہی تمسے راضی ہونگے تاوقتیکہ تم اُن ہی کی روش اختیار نہ کرو۔ ای پیغمبر ان لوگون سے کہو کہ اللہ کی ہدایت وہی اصل ہدایت ہے اور ای پیغمبر اگر تم اسکے بعد کہ تمہارے پاس علم یعنی قرآن آچکا ہے انکی

خواہشون پر چلے تو پھر تمکو خدا کے غضب سے بچانیوالا نہ کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار ہوگا۔ جن لوگون کو ہم نے قرآن دیا ہے وہ اسکو پڑھتے رہتے ہین جیسا اسکے پڑھنے کا حق ہے اور یہی اسپر ایمان بھی لاتے ہین اور جو اُس سے انکار رکھتے ہین تو وہی لوگ گھاٹے مین ہین۔

ان آیات مین آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ سمجھایا گیا ہے کہ یہود و نصاریٰ کی تصدیق محض تعصب اور نفسانیت سے نہین کرتے ہین کیونکہ اگر یہ تمہاری بات مان لین تو انکے مشائخین و علمائے دین مین جو کچھہ فساد پیدا کر دیا ہے اسکا اعتراف ہو جاتا ہے اور یہ انکے نفس پر نہایت شاق گزرتا ہے چنانچہ اپنے علما و مشائخ کی قلعی نہ کھلنے کی غرض سے یہ لوگ تمکو بھی اپنے باطل خیالات کے پیرو کر لینا چاہتے ہین تم ان سے کہدو کہ جو راہ اللہ کی بتائی ہوی ہے خواہ قرآن مین ہو یا انجیل و توراۃ مین وہی سیدھی راہ ہے اور مین اسی پر ہون اور تم لوگون نے اپنی نفسانی خواہشون سے دین حق کو جو بگاڑ دیا ہے مین تو ہرگز اسکا تابع ہونیوالا نہین خاصۃً جبکہ مجھکو اللہ نے اپنے فضل سے ان باتونکی خبر دیدی ہے اور اگر مین ایسا کرون تو خدا کی رحمت و نصرت کے عوض اُسکے غضب کا مستحق ہو جاؤنگا۔ اسکے بعد ارشاد ہوا ہے کہ اے پیغمبر تم ان لوگون کی ناراضی کا خیال مت کرو نہین اہل کتاب مین ایسے بھی لوگ موجود ہین جو اس قرآن کو نہایت غور کے ساتھہ پڑھکر اسپر ایمان لا چکے ہین اور جو لوگ انکار کرتے ہین وہ تمہارا کچھہ بگاڑ نہین سکتے بلکہ آپ اپنا نقصان کر لے رہے ہین۔

چنانچہ اہل کتاب کو انکی غلطی سے آگاہ کرکے انکو قائل کرنیکے لیے سورہ مائدہ کی ایک مقام مین پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کو انپر یہ سوال کرنیکی تعلیم کیگئی ہے۔ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ هَلْ تَنقِمُونَ مِنَّا إِلَّا أَنْ آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ وَأَنَّ أَكْثَرَكُمْ فَاسِقُونَ ○ ترجمہ۔ ای پیغمبر ان سے کہو کہ ای اہل کتاب ہم مین کیا عیب پاتے ہو یہی نا کہ ہم اللہ پر اور جو قرآن ہماری طرف اُترا ہے اُسپر اور جو کتاب اس سے پہلے اُتر چکی ہے اُسپر ایمان لے آیے ہین اور یہہ کہ تم مین اکثر نافرمان ہین۔

اس آیت مین پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کو اہل کتاب پر ایک ایسا متین سوال کرنیکا حکم ہوا ہے جسکا کوئی جواب مخالف سے بن ہی نہین سکتا اور سامعین کو اسکی غلطی کا یقین کامل ہوجاتا ہے۔ یعنی اہل کتاب سے یہہ پوچھا گیا ہے کہ تم جو ہمکو بُرا کہتے ہو بھلا ہمارا عیب تو بتلا دو اگر یہی عیب ہے کہ ہم اللہ پر اور اُسکی کتابون پر ایمان لاے ہین اور اُسکے فرمانبردار ہوگئے ہین اور تمہاری نظرون مین ہم اسلیے بُرے ہین کہ تمہاری مانند اللہ کی نافرمانی نہین کرتے تو خیر اس عیب پر ہزار ہنر قربان ہین اور اس معاملہ مین سوا کور باطنون کے جمیع اہل انصاف ہماری ہی طرفداری کرینگے۔

مشرکین اور اہل کتاب کی ان مخالفتون کی وجہ سے آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کی ہمت پست نہ ہونے اور آپکا حوصلہ بلند کرنے کے لیے اللہ جل شانہ نے قرآن مجید کے متعدد مقامات مین آپکی تسلی فرمائی اور یہہ وعدہ فرمایا کہ مفسدون کے فساد اور حاسدون کے حسد سے آپکو کوئی ضرر نہین پہونچیگا آپ چونکہ خدا کے پیغمبر ہین وہی آپکا حافظ و نگہبان ہے آپ اپنی

خدمت بلاکم و کاست ادا کرتے چلے جایئے آخر چلکر آپ ہی کو فتح و نصرت ہوگی اور اللہ جل شانہ کا کلمہ بلند ہو کر رہیگا۔ چنانچہ سورۂ مائدہ کے ایک مقام مین اسطرح ارشاد ہوا ہے

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ ۖ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ ۚ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ○ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَسْتُمْ عَلَىٰ شَيْءٍ حَتَّىٰ تُقِيمُوا التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ ۗ وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا ۖ فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ○ ترجمہ۔ ای پیغمبر جو احکام تمپر تمہارے پروردگار کی طرف نازل ہوے ہین بلاکم و کاست لوگون کو پہونچا دو اور اگر تمنے ایسا نہ کیا تو سمجھا جائیگا کہ تمنے خدا کا کوئی پیغام ہی لوگون کو نہین پہونچایا اور اللہ تمکو لوگون کی شر سے محفوظ رکھیگا کیونکہ اللہ کافرون کو ایسا رستہ ہی نہین دکھائیگا کہ تمپر دست درازی کر سکین۔ ای پیغمبر یہود و نصاریٰ سے کہو کہ ای اہل کتاب جبتک تم تورات اور انجیل اور اُن صحیفون کو جو تمہارے پروردگار کی طرف سے تمپر نازل ہوے ہین قائم نہ رکھوگے تو دین سے تمکو کچھ بہرہ نہین اور ای پیغمبر چونکہ یہہ لوگ تم سے حسد رکھتے ہین تو یہ قرآن جو تمپر تمہارے پروردگار کی طرف سے نازل ہوا ہے ان مین سے بہتیرون کی سرکشی اور کفر کو زیادہ ہونیکا ضرور باعث ہوگا تو ان لوگون کے حال پر جو کافر ہین مطلق افسوس نہ کرو۔

ان آیات مین پہلے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا کے احکام بے کم و کاست اور بلا رو رعایت پہونچا دینے کا حکم ہوا ہے اور ساتھہ ہی اس بات سے آگاہ

کردیا گیا ہے کہ اگر ایسا نہ کیا جاے تو ساری محنت برباد ہو جاویگی اور حق رسالت بالکل ادا نہ ہوگا۔ باقی رہا یہ امر کہ لوگون کے خوف سے کوئی قصور واقع ہو چونکہ یہ انسانی فطرت کا مقتضا ہے اسلیے ہم مطمئن کیے دیتے ہین کہ ہم بذات خود تمہارے حافظ و نگہبان رہینگے اور شریر لوگ تمہین کوئی ضرر نہین پہونچا سکین گے جس سے دین کی اشاعت مین کسی طرح کا خلل واقع ہو جاے کیونکہ کافرون کو ہم حق پر غالب آنیکی راہ ہرگز نہین بتلاوینگے بلکہ دین کی مخالفت مین ان سے جو فعل ہوگا وہ انہین کے نقصان اور ہلاکت کا باعث ہوگا اسکے بعد ارشاد ہوا ہے کہ اے پیغمبر اب تم یہود و نصاریٰ سے بالاعلان کہدو کہ تم کو دین سے ہرگز بہرہ نہین ہو سکتا تاوقتیکہ اپنی کتابون کے موافق اپنے اعمال کو درست نہ کرلو اور جب تم لوگ یہ طریقہ اختیار کروگے تو پھر بالضرور میری تصدیق کرنے لگوگے آخر مین یہ خبر دے کر کہ نزول قرآن کی وجہ سے اکثر لوگ حسد مین مبتلا ہو گیے ہین اور انکی سرکشی اور کفر کی ترقی کا اصلی سبب یہی ہے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ نصیحت کی گئی ہے کہ ایسی حالت مین تمہارا انپر افسوس کرنا بالکل بیموقع ہے اور اس سے بجز تمہارے دل کو رنج ہونیکے کوئی مفید نتیجہ نکل نہین سکتا۔

فائدہ۔ اس مقام سے یہ صاف طور پر ثابت ہو گیا کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دین کی کوئی بات کسی سے مخفی نہین رکھی بلکہ جو کچھ خدا کا حکم ہوتا اسکو بلا کم و کاست سب سے بیان کر دیتے تھے اور مطلق کسی کا خوف و لحاظ نہین فرماتے تھے۔ یہ بھی بصراحت معلوم ہو گیا کہ اہل کتاب پر اپنی کتابون کے قائم نہ رکھنے یعنی انپر عمل نہ کرنیکی وجہ سے

دین سے بے بہرہ ہونیکا الزام لگایا گیا ہے۔ اس سے ہم مسلمانون کو پند پذیر ہوکر اپنی
کتاب یعنی قرآن مجید پر قائم ہونا چاہیے ورنہ یہی الزام ہم پر بھی عائد ہوگا۔
قرآن مجید مین آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کو جابجا جو تسکین دیگئی ہے اور کفار و منکرین
کا برسر غلط ہونا اور آپکی جانب حق کا ہونا بیان کرکے اپنے فرائض منصبی کو بلا خوف
وخطر ادا کرنیکے لیے جو حکم ہوا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ منکرین کے انکار اور
مکذبین کی تکذیب سے آپ سخت متفکر ہوتے تھے اور آپکے دل مین یہ تمنا ہوتی تھی
کہ سب کے سب حق بات کو قبول کرلین تاکہ آپس مین کوئی نزاع نہ رہے اور اس غرض کے
جلد حاصل ہوجانے کے لیے آپ وعظ و نصیحت مین سخت مشقت اُٹھایا کرتے تھے
اور آپکو کفار و مشرکین کے فرمایشی معجزون کے متعلق کبھی یہ آرزو بھی ہوا کرتی تھی کہ کاش
ان کا وقوع ہوجایئے تاکہ لوگ آپ کی تصدیق کرنے لگین۔ چونکہ اس قسم کی تمنا اور
آرزو کا پورا ہونا اللہ جل شانہ کے مصالح کے خلاف تھا اپنے پیغمبر کے دل سے ان خدشات
کو دفع کرنیکے لیے کہین تو یہ فرمایا۔ طٰهٰ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى اِلَّا تَذْكِرَةً
لِّمَنْ يَّخْشٰى ○ یعنی ای پیغمبر ہمنے تمپر قرآن اس لیے نازل نہین کیا کہ تم اسکی وجہ سے اسقدر
مشقت اُٹھاؤ یہ قرآن تو صرف ایک نصیحت ہے اور وہ بھی اُسی کے لیے جو خدا سے ڈرتا
ہے۔ اور کہین یہ ارشاد ہوا۔ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ ۞ وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى
تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ یعنی ای پیغمبر انکی مطلق پروانہ کرو کیونکہ انکے کفر و انکار کا تمپر کچھ الزام نہین
ہان سمجھاتے رہو کہ سمجھانا ایمان والونکو فائدہ بخشتا ہے۔ اور کسی مقام مین یہ فرمایا۔ فَلَعَلَّكَ

بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ○ اِنَّا جَعَلْنَا
مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ○ یعنی ای پیغمبر اگر یہ لوگ
تمہاری اس بات کو نہ مانین تو شاید تم مارے افسوس کے انکے پیچھے اپنی جان ہلاک کر ڈالو گے
جو کچھ روی زمین پر ہے ہم نے اسکو روی زمین کی رونق کا موجب بنایا ہے تاکہ ہم لوگونکو
آزمائین کہ ان مین کون اچھے عمل کرتا ہے۔ چنانچہ یہی مضامین سورۂ انعام کی ان آیات
مین بصراحت بیان ہوے ہین قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا
يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ○ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ
مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰٓى اَتٰهُمْ نَصْرُنَا ○ وَلَا مُبَدِّلَ
لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِئِ الْمُرْسَلِيْنَ ○ وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ
اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ
فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ ○ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ
الْجٰهِلِيْنَ ○ ای پیغمبر ہم اس بات کو جانتے ہین کہ یہہ لوگ جیسی جیسی باتین تم سے
کہتے ہین بیشک تمکو آزردہ کرتے ہین پس تمکو صبر کرنا چاہیے کیونکہ یہہ تمکو نہین جھٹلاتے
بلکہ یہہ ظالم حقیقت مین اللہ کی آیتون کا انکار کرتے ہین تو وہ ان سے انتقام لیگا اور تم
سے پہلے بھی رسول جھٹلاے جا چکے ہین تو انھون نے لوگون کے جھٹلانے پر اور انکی
ایذا دہی پر صبر کیا یہانتک کہ ہماری مدد انکے پاس آپہونچی اور کوئی ہیکڑ سے ہیکڑ بھی خدا کی
باتون کا بدلنے والا نہین۔ اور پیغمبرون کے حالات تو تم کو پہونچ چکے ہین۔ اور اگر انکی سرکشی

تمپر گران گزرتی ہے اور تم سے ہوسکے کہ زمین کے اندر اندر کوئی سرنگ تلاش کرو یا آسمان
مین کوئی سیڑہی لگی ہوی ہم پہونچاؤ اور ان تدبیرون سے کوئی فرمایشی معجزہ ان کو لاد کہلاؤ
تو اپنی سی کر دیکھو مگر اس سے کچھہ ہوتا ہوتا نہین اور اگر اللہ کو منظور ہوتا تو ان سبکو راہ راست پر
متفق کر دیتا تو دیکھو تم کہین نادانون مین نہ شامل ہو جانا۔

ان آیات مین آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کو خطاب کر کے ارشاد ہوا ہے کہ ہمین
معلوم ہے کہ ان ظالمون کے انکار سے تمکو سخت رنج پہونچتا ہے لیکن اسکا انتقام ہم بالضرور
ان سے لیکر رہینگے کیونکہ یہ لوگ ہمارے پیغمبر کو جو جھٹلا رہے ہین حقیقت مین ہمکو اور ہماری
آیتون کو جھٹلاتے ہین۔ باقی رہا تمہارا رنج اسکو دفع کرنیکی ترکیب یہی ہے کہ تم اگلے انبیا کے
حالات کو یاد کرو جنکے قصص تمکو سنایے جا چکے ہین انکو بھی انکے وقت کے لوگون نے
جھٹلایا وہ مکذبین کی تکذیب اور ایذا رسانی پر ہماری مدد کے پہونچنے تک صبر کیے بیٹھے رہے
آخرش ہمنے ظالمون کو عذاب مین مبتلا کیا اور اپنے رسولون سے جو وعدے کیے تھے انکو
صحیح کر دکہلایا۔ یہی ہماری عادت ہے اسکو کوئی شخص بدل نہین سکتا اور نہ ہمارے کام
قبل از وقت ہوا کرتے ہین۔ اگر تمپر ان کفار کا انکار گران گزرتا ہے اور انکو راہ راست پر
لانے مین تمہین جلدی ہے تو انکے فرمایشی معجزون کے بتلانے کے لیے زمین مین کوئی
سرنگ لگا کر یا آسمان تک کوئی سیڑہی بنا کر انکی خواہش تم ہی پوری کر دو۔ جب تم سے یہ
ہو نہین سکتا ہے تو پھر تمکو چاہیے کہ ہم پر بھروسہ کر کے بیٹھے رہین اور اپنے فرائض منصبی
کو ادا کرتے چلے جائین کیونکہ تم جانتے ہو کہ سبکو راہ راست پر لانا تمہارے قابو مین نہین ہے

بلکہ یہ تو ہمارا اختیاری امر ہے پس باوجود اس علم کے ایسی بیجا آرزو اور تمنا کو اپنے دل مین
جگہہ دیکر مفت مین رنج مول لینا دانائی سے بعید ہے۔

فائدہ۔ گو ان آیات مین آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خطاب ہے لیکن آپ کے
ساتھہ آپ کے تابعین بھی مقصود ہین کیونکہ ان کو بھی کفار کی ایذا رسانی سے رنج ہوا کرتا تھا
اور دین حق کے انکار و کفر سے نہایت تعجب ہوتا تھا کہ کیون سچی اور صحیح بات کی ایسی مخالفت
کی جاتی ہے۔ چنانچہ مسلمانون کے دلون مین جو شبہات ہوا کرتے تھے انکو دفع کرنیکے
لیے قرآن مین جا بجا فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ○ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ کے
تاکیدی جملون سے ہدایت کی گئی ہے۔

آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انہین عمدہ خصائل یعنی اپنی بنی نوع کی کمال درجہ
مین ہمدردی اور خیر خواہی اور یہ آرزو کہ سبکے سب ہدایت پاکر ابدی ہلاکت سے محفوظ رہین
ان امور کو اللہ جل شانہ نے سورۂ توبہ کی اس آیت مین بیان فرمایا ہے۔ لَقَدْ جَاءَكُمْ
رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ
رَّحِيمٌ ○ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ
رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ○ ترجمہ۔ تمہارے پاس تم ہی مین کے ایک رسول
آئے ہین تمہاری تکلیف ان پر شاق گزرتی ہے اور انکو تمہاری بہبود کا ہوکا ہے اور مسلمانون
پر نہایت درجے شفیق اور مہربان ہین۔ اسپر بھی یہ لوگ سرتابی کرین تو ای پیغمبر ان سے
صاف کہہ دو کہ مجھہ کو خدا بس کرتا ہے اسکی ذات کے سوا کوئی معبود نہین اسی پر مین بھروسا

رکھتا ہون اور عرش جو مخلوقات مین سب سے بڑا ہے اُسکا بھی وہی مالک ہے ۔

اس آیت مین اللہ جل شانہ نے عرب کے لوگون پر اپنے احسان کو جتایا ہے کہ تم مین ایک ایسے رسول آئے ہین جنکے حسب و نسب کی شرافت اور جنکی صفات صدق و امانت سے تم بخوبی واقف ہو ۔ تمہاری تکلیف اُنکو بُری لگتی ہے اور یہ تمہاری بھلائی کے بیحد خواہان ہین اسلیے تمکو ایسی راہ بتلاتے ہین جو دنیا کی ذلت اور آخرت کی رسوائی اور عذاب سے تمکو محفوظ رکھے ۔ جن لوگون نے اُنکی اس خیراندیشی کو پہچان لیکر انکی بات کو مان لیا ہے انپر تو یہ نہایت ہی شفیق و مہربان ہین اور خدا کے ہان انکے مدارج بلند کرنیکے لیے انکو عمدہ سے عمدہ اعمال و اخلاق تعلیم کرتے ہین ۔ جو لوگ اپنی کوتاہ نظری سے ان خوبیون کو نہین دیکھتے ہین اور بعوض ایسے رسول کی مدد کرنیکے انکار و مخالفت پر آمادہ ہو گیے ہین انکی نسبت اللہ جل شانہ اپنے پیغمبر کو ارشاد فرماتا ہے کہ تم ان سے کہدو کہ تمہاری مدد کی مجھ کو بالکل حاجت نہین میرا بھروسا تو اللہ پر ہے جسکے سوا کوئی عبادت کے لائق نہین ہے کیونکہ عرش عظیم کا مالک وہی ہے جو تمام دنیا پر محیط ہے اور کوئی شے اُسکے حکم سے باہر نہین ہو سکتی ۔ پس ایسی ذات میری تائید کے لیے کافی و وافی ہے ۔

حضرت سعدی علیہ الرحمہ نے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ کی ان خوبیون کو ایک نہایت فصیح و بلیغ شعر مین جو بیان کیا ہے اسکو اس مقام پر نقل کرنا مناسب نظر آتا ہے تاکہ ناظرین کو معلوم ہو جاے کہ متبعین سنت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت کس طرح کیا کرتے ہین

بلغ العلیٰ بکمالہٖ کشف الدجیٰ بجمالہٖ	حسنت جمیع خصالہٖ صلوا علیہ وآلہٖ

یعنی انسانی کمالات کو آپ نے بلندترین مرتبہ کو پہونچا دیا اور آپکی ذات بابرکات سے کفر کی تاریکی مبدل بضیای ایمان ہوگئی - آپکی سارے خصلتین نیک ہی نیک ہین اور چونکہ ہم ناقصون سے ان کمالات کی قدرشناسی کا حق کامل طور پر ادا نہین ہوسکتا ہے ہمارے لیے یہی بہتر راہ ہے کہ خدا کے حکم کے بموجب آپ پر نزول رحمت کی دعا کرتے ہین -

اب مین اس مختصر رسالہ کو ختم کرتا ہون اور اللہ جل شانہ سے دعا کرتا ہون - کہ مسلمان بھائی اسکو بغور پڑہین اور اس سے فائدہ اٹھائین - مین نے اپنی طرف سے کوئی بات نہین لکھی ہے کیونکہ اولاً دین مین کسی شخص کا قول بلا دلیل مستند ہو ہی نہین سکتا اور ثانیاً مین تو ایک حقیر و ناچیز آدمی ہون مجھ کو یہ جرأت کیونکر ہوسکتی ہے کہ بلا دلیل کوئی بات بیان کرون دلیل کے لیے قرآن سے زیادہ یقین دلانے والی چیز دنیا مین موجود نہین ہے اور ہم سب مسلمانون کا اعتقاد ہے کہ یہ اللہ کا کلام ہے جو ہماری ہدایت کے لیے تیرہ سو برس پہلے خاتم المرسلین محمد مصطفے علیہ الصلوۃ والسلام پر نازل ہوا اور مخالفین بھی اس بات کے قائل ہین کہ ابتک بلا کم و کاست موجود ہے - گو اس کتاب کی ہر زمانہ اور ہر زبان مین خدمت ہوتی رہی ہے[1] لیکن چونکہ آج کل لوگون کی طبیعتین سہولت پسند

[1] مخالفین نے اپنی زبانون مین جو ترجمے اس غلط خیال سے کیے کہ اسلام کے معائب کو ظاہر کرین انکا اثر بھی اُلٹا ہوا اور انہین مین کے انصاف پسند لوگ اس کتاب کی خوبیون کو دریافت کرکے اسلام کی حمایت پر آمادہ ہوگیے - شعر

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد		خمیر مایۂ دکان شیشہ گر سنگست	

ہوگئی ہین اور دین کی تحقیق کی طرف رغبت کم ہوتی جاتی ہے مین نے اس طریق سے قرآن کی خدمت کرنے کو مفید خیال کیا۔

خاتمہ پر مین سورۂ اعراف کی ایک آیت نقل کردیتا ہون جو انسان کو اگر دیدۂ بصیرت ہو تو نصیحت کے لیے کافی ہے۔ اَوَلَمْ یَنْظُرُوْا فِیْ مَلَکُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰہُ مِنْ شَیْءٍ وَّاَنْ عَسٰٓی اَنْ یَّکُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُھُمْ فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَہٗ یُؤْمِنُوْنَ ○ ترجمہ کیا ان لوگون نے آسمان وزمین کے انتظام اور خدا کی پیدا کی ہوی کسی چیز پر بھی نظر نہین کی اور نہ اسبات پر کہ عجب نہین انکی موت قریب آلگی ہو۔ تو اب اتنا سمجھانے پیچھے اور کونسی بات ہے جسکو سنکر ایمان لے آئین گے۔

تمت بالخیر

فہرست اغلاط رسالہ حجۃ الرحمن

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	مُفصَّلاً	مُفَصَّلاً
۲	۲	اِتِّبَاعِہٖ	اَتْبَاعِہٖ
〃	〃	اَجْمَعِیْنَ	اَجْمَعِیْنَ
〃	۹	یَخْرُجُ	یَخْرُجُ
۳	۳	فطرت ایسی ہی	فطرت ہی ایسی
۴	۹	اَلْبَاطِل	اَلْبَاطِلُ
〃	۱۰	دَابِرُ الْقَوْمِ	دَابِرُ الْقَوْمِ
۵	۵	فَاٰمَنُوْا	فَاٰمِنُوْا
۷	۱۵	ھَدَانِی	ھَدٰنِیْ
〃	〃	قِیَمًا	قِیَمًا
۱۳	۷	یونہین	یون ہی
۱۵	۷	فَرَّطْتَ	فَرَّطْتُ
〃	۸	ھَدَانِی	ھَدٰنِیْ
۱۷	۸	تَنْسَھُمْ	نَنْسَھُمْ
۲۴	〃	تَسْبِقَ	تَسْبِقُ
۲۹	۲	اُنْسِیْت	اُنْسِت
〃	۱۲	یُنْظِرُوْنَ	یُنْظَرُوْنَ
۳۳	۶	اَتَّبَعَ	اِتَّبَعَ
۳۴	۱۷	شاء	شاعر
۳۵	۱	اَیْنَا	اَیْنَّا
۳۶	۱۷	اِفْتَرَاہُ	اِفْتَرٰہُ
۴۴	۶	اِھْدَای	اَھْدٰی
۵۰	۲	لِنَبْلُوَاھُمْ	لِنَبْلُوَھُمْ
۵۱	۱۰	وہ مکذبین	اور وہ مکذبین
۵۵	۵	یَکُوْنُ	یَکُوْنَ

تمت

ہو المستعان

فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ

ترجمہ۔ اگر کسی امر میں تم آپس میں جھگڑ پڑو تو اسمیں اللہ و رسول کی حکم کی طرف رجوع کرو

ضمیمہ آیات القرآن فی اثبات التوحید

و

ابطال الشرک بالرحمن

مؤلفہ

احقر العباد محمد غوث سعید کان اللہ لہ

مطبع مفید عام آگرہ میں بہتمام حاجی محمد قاسم علیخان صوفی چھپا

سنہ ۱۳۱۶ھ

ہو المستعان

فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ

ترجمہ۔ اگر کسی امر میں تم آپس میں جھگڑ پڑو تو اسمیں اللہ و رسول کی حکم کی طرف رجوع کرو

ضمیمہ آیات القرآن فی اثبات التوحید

و

ابطال الشرک بالرحمن

مؤلفہ

احقر العباد محمد غوث سعید کان اللہ لہ

مطبع مفید عام آگرہ میں بہتمام محمد قادر علیخان صوفی چھپا

سنہ ۱۳۱۶ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ المحافظین
علی سنتہ النبی تمکدی الی طاعۃ اللہ ومغفرۃ الکریم - رسالہ آیات القرآن
فی اثبات التوحید وابطال الشرک بالرحمن کی نسبت بعض دوستون نے جو خطوط لکھے
اور انکے جو جوابات دیے گیے انکو بطور ضمیمہ کے مین شائع کرتا ہون تاکہ جو لوگ اپنے
شبہات کو ظاہر نہ کرسکے وہ اسکو پڑہین اور اگر ممکن ہو تو اپنے شکوک کو دفع فرمالین مین نے
اس ضمیمہ کے آخر مین مولانا سید محمد یعلی صاحب کے رسالہ تقلید اور عمل بالحدیث سے بعض
مضامین کو نقل کیا ہے جسکا ماخذ امام غزالی اور حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
تصانیف ہین - ان مضامین سے ناظرین کو صاف معلوم ہوجاویگا کہ دین مین اللہ رسول
کے کلام سے استناد کرنیکا طریقہ کب سے موقوف ہوا اور کن وجوہ و اسباب سے -

مجھکو اس موقع پر یہہ لکھہ دینا ضرور ہے کہ آیات القرآن مین جہان کہین توحید مین اختلاف بتلانے کے لیے لوگون کے اقوال ذکر کیے گیے ہین اونکے ساتھہ ہی اُن اقوال سے جو استدلال کیا جاتا ہے وہ بہی بیان کر دیا گیا ہے۔ اگر قائلین کا مقصود کوئی بات خلاف شریعت نہین ہے جیسا کہ بعض ذی شعور لوگون کا عذر ہے تو وہ میری بحث سے خارج ہین کیونکہ مجھہ کو اُن اقوال سے خلاف تعلیم خدا و رسول جو استدلال کیا جاتا ہے اسی پر اعتراض ہے یہ بہی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ دین مین معمّے اور چیستان کی ضرورت نہین کیونکہ ایسی باتون سے سراسر نقصان ہوتا ہے۔ نہزل تو مساوی المرتبت لوگون کے درمیان ہوا کرتا ہے نہ کہ خدا و رسول سے۔ باقی رہا یہ عذر کہ اس قسم کے اقوال شطحیات مین داخل سمجھے جائین یہ بہی تسلی بخش خاطر نہین ہے کیونکہ آدمی حالت جذب مین اشعار تصنیف نہین کر سکتا ہے والحمد للہ اولاً و آخراً فقط۔

ایک دوست نے آیات القرآن کو پڑہکر جو خط تحریر فرمایا اُسکا مضمون یہ ہے کہ تمہید خوب ہے اور تقسیم مرغوب۔ مجھکو اصل مسئلہ مین کوئی آویزش اور خلاف نہین ہے توحید مین اختلاف واقع ہونے کی نسبت جو اشعار نقل کیے گیے ہین صرف اونسے بحث ہے۔ اگر وہ لوگ جو نہ اُصول شریعت سے واقف ہین اور نہ رموز تصوف و طریقت سے ماہر ایسے اشعار اپنے باطل دعاوی پر پیش کرین اور انکے نیک محامل سے آنکھہ بند کر لین تو ہم مصنفین اشعار سے بدگمان نہین ہو سکتے ہین مین یہ نہین کہتا کہ آپ ان بزرگون سے بدگمان ہین لیکن طرز تحریر سے لوگ آپ سے بدگمان ہونگے کہ آپ اہل تصوف کے

معتقد نہین ہین صحیح حدیث مین آیا ہے من عادی لی ولیا فقد اٰذنتہ بالحرب - لہذا آپ رسالہ کا ایک ضمیمہ نکالیے تاکہ لوگ آپ سے بدگمان نہون - اشعار منقولہ مین کوئی بات خلاف شریعت نہین ہے مین اونکی تاویل آپکو آیندہ[1] لکھہ بھیجونگا - مسلمانون مین مسئلہ توحید مین کوئی اختلاف نہین ہے اگر ہوتا تو محققین چشتیہ بیشی نہین کرتے - توحید و رسالت مین اتفاق ہونے کی وجہ سے اہل سنت کے سوا جو اور فرقے ہین اونکی تکفیر پر اتفاق منقول نہین ہے انتہا ملخصاً -

اسکا جواب جو دیا گیا وہ ذیل مین درج ہے -

آپ کا عنایت نامہ محبت شمامہ وصول ہوا مجھہ کو نہایت خوشی ہوی کہ آپ نے میرے مؤلفہ رسالہ کی نسبت اپنے اعتراضات کو ظاہر فرمایا اور مجھہ کو اس بات کا موقع دیا کہ غلط فہمی کی وجہ سے لوگون کے دلون مین مجھہ سے جو مظنہ پیدا ہوا ہو اسکو دفع کرون - اگر آپ بھی مثل اور بزرگون کے ساکت رہتے اور بغیر از دریافت مجھہ کو برا سمجھنے لگتے تو یہہ فائدہ حاصل نہین ہو سکتا تھا -

آپ سے عرض کرنیکی ضرورت نہین کہ سوا اُس ایک پاک ذات کے جسکی شان مین وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی وہی دنیا مین کوئی شخص خطا سے پاک اور غلطیون سے محفوظ نہین ہے اگر کوئی شخص کسی کو بجز رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسا سمجھے تو وہ مشرک فی النبوت ہے اور ختم نبوت کا در پردہ منکر - آپ یہہ بھی جانتے ہین

[1] ابتک اسکے متعلق کوئی خط نہین آیا گو دو ماہ سے زیادہ عرصہ گذر گیا -

کہ تقلید[1] اور حسن عقیدت کی وجہ سے ہمارا یہ حال ہو گیا ہے کہ اگر ہندو کروڑون دیوتا رکھتے ہین تو ہمارے یہی بیشمار حلال مشکلات اور قاضی الحاجات ہین اور ہم اپنے پیرون اور بزرگون کی نسبت خطا اور غلطی کے گمان کو بھی کفر سمجھتے ہین - اگر زمانۂ دراز سے مسلمانون کی یہ حالت نہ ہوتی تو علمای ربانی کو اولیای شیطان و اولیای رحمن مین فرق اور شرک و توحید مین تمیز کرنیکے لیے کتابین اور رسالے تصنیف کرنیکی ضرورت ہی نہین ہوتی ان واقعات سے نہ تو انکار ہو سکتا ہے اور نہ چشمپوشی -

مین نے اپنے رسالہ مین پہلے پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کے دعوی رسالت کی سچائی کا ذکر کیا ہے اور من بعد اسلام کی اصل تعلیم کیا تھی اسکو بیان کیا ہے - چونکہ یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ تعرف الاشیاء باضدادھا مین نے بعض مسلمانون کے خیالات کو جو اس صاف و صریح تعلیم کے مخالف ہین بیان کیا اور اونکے دلائل کا بھی ذکر کر کے انکی تردید کی یہ صحیح ہے کہ جن لوگون کی زبانی مین نے اس قسم کی باتون کو سنا ہے وہی اس رسالے کی تالیف کے باعث ہوے - ممکن ہے کہ جن اشعار کا ذکر میرے رسالہ مین ہے وہ اُن بزرگون کے نہ ہون جنکی طرف منسوب کیے جاتے ہین یا اونکا مطلب کچھہ اور ہو - لیکن ان اشعار کے پڑھنے والے تو وہی مضمون ثابت کرنیکے لیے پڑھتے ہین جو اونسے مفہوم ہوتا ہے - بھائی میرے آپ بتلایے کہ دین مین اسکی کیا ضرورت تھی کہ ایسے اشعار تصنیف کیے جاوین جنکے ظاہری معنی خلاف تعلیم خدا و رسول ہون اور ہم مسلمانون کو اُسکی کیا حاجت ہے کہ ان اشعار کو صحیح سمجھین یا ان مین تاویلات بعیدہ کرنیکے درپے ہون

[1] یہان تقلید سے میری مراد وہ تقلید نہین ہے جو مسائل فروعیہ مختلف فیہا مین ائمہ مجتہدین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی کیجاتی ہے ۱۲

جبتک کسی کے دل مین خدا کے کلام کی عظمت سے انسان کے کلام کی عظمت زیادہ نہو
ایسی باتین ہرگز پسند خاطر ہو نہین سکتین اور آپکو معلوم ہے کہ کسی مسلمان کا یہ مسلک ہو نہین سکتا۔
آپ نے جو حدیث نقل فرمائی ہے وہ بالکل صحیح ہے لیکن اسکا مصداق وہ شخص
نہین ہو سکتا جو اللہ و رسول کی محبت اور اونکے احکام کی پابندی مین کسی غیر معصوم کے
کلام کی مخالفت کرے۔ دینی امور مین ہم مسلمانون کا شیوہ الحب للہ والبغض للہ ہونا
چاہیے۔ قال اللہ تعالیٰ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون
الذین اٰمنوا وکانوا یتقون لہم البشری فی الحیوٰۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ
لا تبدیل لکلمات اللہ ذٰلک ہو الفوز العظیم وقال اللہ تعالیٰ اللہ
ولی الذین اٰمنوا یخرجہم من الظلمات الی النور والذین کفروا اولیاءہم
الطاغوت یخرجونہم من النور الی الظلمات اولٰئک اصحاب
النار ہم فیہا خالدون۔

ایک دوسرے دوست نے لکہا کہ رسالہ عمدہ ہے اسلام کی حمایت کیگئی ہے
لیکن اسمین علمای ظاہر کا مسلک اختیار کیا گیا ہے۔ ہم اہل تصوف کو آپ کیونکر مسلمان
سمجھینگے بلکہ کٹے کافر جانینگے لیکن ہم تو اس شعر کے حقیقی معنون پر لوٹ ہین ؎

ہر کہ رو سوی یار در دنیا ندید		ہم نہ بیند ز عقبیٰ امید	

مین بصیغہ راز آپکو یہ شعر لکہہ بہیجتا ہون اور دعا کرتا ہون کہ خدا آپ پر حقیقی راہون کو کہولدے

شریعت ہی مین اے ہادی نہ بیٹہہ جا ؎		یہ رہ منزل کی ہے منزل نہین ہے	

اسکا جو جواب دیا گیا وہ بھی ذیل مین درج ہے۔

آپ نے میرے لیے جو دعا فرمائی ہے اسکا مین شکریہ ادا کرتا ہون۔ بھائی میرے دنیا کی محبتین اور دوستیان ناپایدار ہوتی ہین کیونکہ جہان اغراض مین اختلاف واقع ہوا تو دوستی مین بھی فرق پیدا ہو جاتا ہے اس لیے جو دوستی و محبت محض لوجہ اللہ ہوتی ہے اُسی کو قیام ہوتا ہے۔ اسی قسم کی دوستی کی ہدایت اسلام نے کی ہے اور یہ بات قرآن کو سمجھکر پڑھنے والون سے مخفی نہین ہے کہ جن لوگون کے درمیان پشتینی عداوتین چلی آتی تھین وہ اسلام ہی کی تعلیم سے آپس مین بھائی بھائی ہو گئے۔ لیکن افسوس ہے کہ اب یہ حالت پائی نہین جاتی ہے چنانچہ آپ ہی نے اپنے مکتوب مین تحریر فرمایا ہے کہ مین اہل تصوف کا مخالف ہونے سے آپکو مسلمان نہین سمجھونگا حالانکہ علمای ظاہر کی پیروی نے مجھکو حقیقت اسلام سے بے خبر کہا ہے۔ اب آپ دریافت فرمائیے کہ کسی وقت ایسا معاملہ قرون اولی کے مسلمانون مین بھی پیش آیا تھا یا نہین۔ ہمکو تاریخ مین کہین اسکا پتہ نہین ملتا ہے کہ ان سچے اور تارک رسوم مسلمانون مین کبھی بھی اصل دین مین اختلاف ہوا ہو اور ایک ایسے مسئلہ مین اختلاف کیونکر ہو سکتا تھا جسکا تصفیہ قرآن شریف مین نہایت صراحت کے ساتھہ کر دیا گیا ہے۔ مجھکو آپکی خدمت مین اس سے زیادہ عرض کرنیکی ضرورت نہین کیونکہ آپ حکیم اور دانشمند ہین۔ آپ کے اشعار کے متعلق بحث کرنیسے پہلے مجھکو یہ عرض کر دینا ضرور ہے کہ خدا کے کلام کا معارضہ ایسے لوگون کے اشعار سے کرنا جو معصوم نہ تھے اور جنسی غلطی کا ہونا ممکن تھا کیونکر درست اور شیوہ اسلام

سمجھا جاسکتا ہے آپ کا پہلا شعر ؎

ہر کہ روی یار در دنیا ندید	ہم نہ ببیند روز عقبیٰ ای مرید

بالکل صحیح ہے کیونکہ جو شخص دنیا کے اس عظیم الشان کارخانہ کو دیکھکر خدا کے وجود اور اوسکی قدرت کاملہ کا اعتراف نہ کرے تو وہ کیونکر آخرت مین اوسکا تقرب حاصل کرسکتا ہے۔ چنانچہ اسپر خود قرآن ناطق ہے مَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى ۔ اگر آپ اسکے یہ معنی سمجھتے ہین کہ خدا کو ان آنکھون سے دنیا مین دیکھنا چاہیے تو کوئی مسلمان اسکا قائل ہو نہین سکتا۔ اس قسم کی فرمایش منکرین خدا نے انبیا علیہم السلام سے کی تھی اور عذاب مین مبتلا ہوے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ازراہ شوق اسکی تمنا کی تو جواب ملا لَنْ تَرٰىنِيْ اور وہ بھی ایسی دلیل کے ساتھہ کہ حضرت موسیٰ کو مغفرت مانگنی پڑی۔ پس انسان مین یہان یہ صلاحیت ہی نہین ہے کہ خدا کی ذات کو دیکھہ سکے۔ اگر آپ نے دیکھا ہے تو براہ مہربانی خدا کو گواہ رکھہ کر اسکی حقیقت بیان فرمایئے۔ آپکا دوسرا شعر یہ ہے ؎

شریعت ہی مین ای زاہد نہ بینی جا	یہ رہ منزل کی ہے منزل نہین ہے

پہلا مصرعہ تو بالکل لغو ہے اور شعرا کی جو مذمت قرآن مین کیگئی ہے اسکی تصدیق کرتا ہے دوسرے مصرعہ کا مفہوم یہ ہوسکتا ہے کہ شریعت منزل نہین ہے بلکہ منزل کو پہونچنے کی راہ ہے اور یہ بالکل صحیح ہے کیونکہ اسلام کی تعلیم کے موافق انسان کی منزل یا تو دوزخ اور بُعد از خداوند تعالیٰ ہے یا جنت اور قرب خداوند تعالیٰ۔ جو شخص شریعت کی راہ چلیگا وہ جنت اور قرب خداوند تعالیٰ کی منزل کو پہونچیگا اور جو اسکی مخالفت کریگا اوسکا ٹھکانا دوزخ

ہے۔ بھائی میرے لوگون کے خیالات اور توہمات کے پیچھے نہ ہو لو اللہ و رسول کے
کلام کی تحقیق کرو پھر تو سیدھی راہ ملیگی۔ مجھے کسی پر چوٹ کرنی مقصود نہین ہے میرا
خیال تو یہہ ہے کہ اسلام کے دشمنون نے بزرگان دین کی طرف ایسی جھوٹی باتون کو
منسوب کر دیا ہے تاکہ اُن کا نام لیکر لوگون کو گمراہ کرین ورنہ ممکن نہین کہ جو لوگ اللہ و رسول
کے مطیع و منقاد ہون وہ ایسی خرافات اپنی تصانیف مین لکھین چنانچہ انکے دوسرے
اقوال اور دوسری کتابون کو دیکھنے سے اسکی تصدیق ہوتی ہے۔ بالفرض اگر ہم مان
بھی لین کہ ان لوگون نے اسطرح لکھا ہے تو ہم اتباع وحی کے ماذون ہین اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی پیروی ہم پر فرض کیگئی ہے جسکی نسبت اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے وما
ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحیٰ۔ قیامت کے دن ہمسے اسکے
متعلق سوال ہوگا ہم سے ہرگز یہ نہین پوچھا جاویگا کہ فلان بزرگ کی پیروی کی یا نہین اور
نہ کسی کی مخالفت سے ہم مستحق عذاب ٹھہرینگے۔ اسلام اسی کی تعلیم کرتا ہے اور سارا
قرآن اسی قسم کے مضامین سے بھرا ہوا ہے لیکن انکو وہی لوگ سمجھتے ہین جو غور اور فکر
کو کام مین لاتے ہین۔ خدا جل شانہ اپنے فضل سے آپ پر اس راہ کو کھول دے
مین آپ کی تحریر سے ہرگز خفا نہین ہوا اور نہ ہونگا بلکہ مجھ کو سخت افسوس ہوا کہ آپ
بھی اس بلا مین گرفتار ہین اور اس سے نجات پانے کی راہ موجود ہوتے پر اس سے
روگردان ہو رہے ہین خدا آپ پر اور جمیع مسلمانون پر رحم فرماوے۔ آمین والسلام۔

ایک صاحب نے سید احمد خان بہادر کے اس اعتقاد کی نسبت کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

بے باپ کے نہین پیدا ہوے ایک اخبار مین کسی کے جواب مین یہ لکھا تھا کہ سید احمد خان بہادر کا انتقال ہوگیا ایسی باتون کا اعادہ کرنا انکی روح کو بار بار مواخذہ مین گرفتار کرنا ہے وہ آدمی تھے انکی رای ہر معاملہ مین صحیح نہین ہوسکتی جو بات خلاف نص صریح ہو اُس کو نہ ماننا چاہیے۔

اس پر جو مضمون لکھا گیا وہ بھی یہان درج کیا جاتا ہے کیونکہ اسکو آیات القرآن سے تعلق ہے۔

آپ کے اخبار مین سید احمد خان بہادر کے اُس اعتقاد کی نسبت جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدایش کی متعلق ہے مین نے جناب . . . . کا خط دیکھا۔ اس خط مین ایک جملہ ہے جسکی طرف مین کل مسلمان بھائیون کی توجہ چاہتا ہون وہ یہ کہ "کسی انسان کی رای ہر معاملہ مین اور ہر وقت صحیح نہین ہوسکتی۔ جب کوئی بات خلاف نص صریح ہو تو قابل قبول نہین"۔ ای کاش ہم سب مسلمان اسپر متفق ہوجائین کیونکہ اس تدبیر سے جمیع اختلافات دور ہوجاسکتے ہین اور مسلمانون کی جماعت مین پھر وہی ابطۂ اتحاد قائم ہوسکتا ہے جو قرون اولی کے مسلمانون مین تھا۔ ورنہ جس طرح ہم اپنے پیرون اور بزرگون کے اقوال مین باوجود انکے مخالف نص صریح ہونیکے محض بوجہ حسن عقیدت تاویلات کرتے ہین اسیطرح سید احمد خان بہادر کے معتقدین بھی انکے اقوال کو نص کے مطابق ثابت کرنے مین کوشش کرینگے گو اس کوشش مین قرآن کی تحریف معنوی ہی کیون نہ ہو۔

ذرا غور و فکر سے کام لیا جاوے تو معلوم ہوجاویگا کہ میرا یہ بیان خلاف واقعہ اور بے اصل

نہین ہے۔ سید احمد خان بہادر کی زندگی ہی مین ایسے لوگ پیدا ہو گیے جو انکے جمیع اقوال کو سچا اسلام سمجھنے لگے اور انکی تائید مین اُٹھہ کھڑے ہوے۔ بعض اہل علم نے انکی اسطرح حمایت کی کہ "سید صاحب کی کوئی بات ایسی نہین جو مسلمانون کے مختلف فرقون مین سے کسی نہ کسی مین پائی نہ جاتی ہو اور نہ کوئی خیال اور کوئی عقیدہ انکا ایسا ہے جسکا پتا کسی نہ کسی پُرانی تحریرون مین نہ ملتا ہو پس اگر کوئی عقیدہ انکا معتزلہ یا شیعہ یا صوفیہ یا کسی ایسے فرقہ سے ملتا ہو جو اسلام مین داخل ہے تو انپر کفر کا اطلاق نہین ہو سکتا بلکہ اگر انکے اقوال کو تصوف کا رنگ دیدیا جائے تو وہ مثل اور لوگون کے اقوال کے جو اسلام مین گزر چکے ہین الہامی نظر آوینگے" چنانچہ سید احمد خان بہادر کے اس عقیدہ کو کہ قرآن کی فصاحت و بلاغت معجزہ نہین ہے بلکہ ایسا کلام بنانے پر لوگ قادر ہین معتزلیون کے عقیدہ سے ملایا ہے۔ انکے اس عقیدہ کو کہ فرشتون اور شیطان کا کوئی وجود خارجی نہین بلکہ مراد اچھی اور بُری قوتین ہین جو خدا نے خود انسان مین رکھی ہین صوفیہ کے عقیدہ کے مطابق تبلایا ہے اور انکے اس عقیدہ کو کہ وحی کا حامل کوئی فرشتہ نہ تھا۔ معجزات اور خرق عادت کوئی چیز نہین اور حضرت عیسی علیہ السلام بغیر باپ کے نہین پیدا ہوے فرقہ باطنیہ کے اقوال سے ملایا ہے۔

پس انصاف فرمایئے کہ اگر سید صاحب کے معتقدین یہ کہین کہ انکے اقوال صحیح ہین اور وہ انکو ثابت کرینگے دربی ہون تو ہم انپر کیونکر کوئی الزام عائد کر سکتے ہین جبکہ خود ہمارا یہ حال ہے کہ جن بزرگون سے ہمکو اعتقاد ہے ہم انکے اقوال کو باوجود مخالف

قرآن ہونے کے صحیح مانتے ہین اور انکی صحت کو ثابت کرنے کے لیے قرآن مین تاویل کرنے مین بھی دریغ نہین کرتے۔

سید صاحب کا انتقال حال ہی مین ہوا اور انکی سوانح عمری سے سارا زمانہ واقف ہے۔ باوجود اسکے ایک انکے معتقد نے انکی تعریف مین یہ لکھہ دیا کہ وہ سنت کے اسقدر متبع تھے کہ انھون نے عمر بھر آم نہین کھایا صرف اس خیال سے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسکو نہین کھایا تھا انھون نے کھایا نہین بلکہ نہین پایا تھا غالباً چند سال گذر جانیکے بعد سید صاحب کے معتقدین کی کوشش سے یہ نوبت پہونچ جایے کہ وہ بھی ایک بڑے امام اور مجتہد مانے جائین اور انکے جمیع اقوال درست اور صحیح سمجھے جائین۔

جب زمانہ کا یہ رنگ ہمیشہ سے چلا آتا ہے تو ہم مسلمانون کو ضرور ہے کہ صرف اسی ایک کی بات کو مانین جسکی نسبت اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے ما اٰتٰکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا تاکہ ہم اون لوگون مین نہ داخل ہون جنکی نسبت قرآن مین اسطرح کیگئی ہے ویقولون نومن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذٰلک سبیلا۔ اولئٰک ھم الکافرون حقا واعتدنا للکٰفرین عذابا مھینا۔

ایک اور دوست نے لکھا کہ آپکی تقریر کے بعد مین سمجھہ گیا لیکن اور لوگون کو آپ سے راضی کرنے کے لیے آپکی تحریر کی ضرورت ہے لہذا اس مضمون کا ایک رقعہ لکھدیجیے کہ وحدۃ الوجود کے مسئلہ کے متعلق میرا اعتقاد کچھہ بھی ہو مین مولانا روم اور مولانا

حامی کو بزرگ جانتا ہون اور اونسے عقیدت رکھتا ہون اگر میرے رسالہ سے لوگونکو یہ خیال گذرا ہو کہ مین ان بزرگون کو بُرا سمجھتا ہون اور انکی تکفیر کی ہے تو مین اس سے حلفاً انکار کرتا ہون اور توبہ و استغفار اور مسلمانون سے امید کرتا ہون کہ اس خیال کو دور فرمادین گے۔

اسکے جواب مین یہ خط لکھا گیا۔

میرے رسالہ کی نسبت اہل علم کو اگر غلط فہمی ہو تو مین انکی تفہیم کرسکتا ہون چنانچہ جبکہ مجھکو معلوم ہوا کہ آپ نے اسکے بعض مضامین سے اختلاف کیا ہے تو مین نے بالمشافہہ آپکو سمجھانا مناسب خیال کیا اور آپ کے درِ دولت پر حاضر ہوکر آپکے اعتراضات کا جواب دیا۔ مین نے آپ سے یہ بھی عرض کردیا کہ اگر آپ اس معاملہ مین نفس کو دخل نہ دین اور محض لوجہہ اللہ مخالفت کرنے پر آمادہ ہوجاوین تو مین بھی مستعد ہون یا تو آپ مجھہ کو سمجھا دین تاکہ مین مان لون ورنہ آپ کو ابطال حق کی کوشش سے باز آنا پڑیگا مین نے اپنے رسالہ مین کسی کی تکفیر نہین کی ہے۔ آج کل ہر کس و ناکس کی زبان سے جو باتین سنی جاتی ہین اُنکو مین نے خلاف تعلیم اسلام بتلایا ہے اور اسپر مین نے قرآن شریف کی آیتین پیش کی ہین۔ جو ابیات میرے رسالہ مین منقول ہین انکے ظاہری معنون سے لوگ استدلال کرتے ہین اور قرآن شریف کے احکام کی پروا نہین کرتے چنانچہ نوبت یہانتک پہونچ گئی ہے کہ اس قسم کے لوگون کو نماز پڑہنے کے لیے کہا جائے تو جواب ملتا ہے کہ کسکی نماز پڑہین کیا آپ اپنی نماز پڑہ لین۔ مجھہ کو معلوم نہین کہ جن بزرگون

کی طرف یہ اشعار منسوب ہین وہ فی الحقیقت انہین کے ہین یا نہین اور انکا مقصود بہی وہی تہا جو ان اشعار سے مفہوم ہوتا ہے - اگر بالفرض نہین کے ہون تو اُن سے غلطی کا ہونا ممکن تہا کیونکہ وہ لوگ معصوم نہ تہے اور نہ اُنپر خدا کی وحی آتی تہی - ہم مسلمانون پر اللہ و رسول کے احکام کی پابندی ضرور ہے - اس باب مین اپنے بعض احباب کے نام مین نے جو خطوط لکہے تہے اُنکی نقلین ملفوف ہین جن سے آپ کو معلوم ہوگا کہ مین نے جو راہ اختیار کی ہے وہ اسلام کے موافق ہے یا نہین - اگر مجہسے کوئی کام خلاف خدا و رسول ہو تو قیامت کے مواخذہ کے علاوہ مسلمانون کو دنیا مین بہی حق حاصل ہے کہ مجہسے مواخذہ کرین -

ای کاش مسلمانون مین اس طریقہ کا رواج قائم رہتا تو آج ہزارہا جہوٹے نام کے مسلمانون کی صورت بہی نظر نہین آتی - باقی رہا مسئلۂ وحدۃ الوجود اسکے متعلق خود مسلمانون مین اختلاف[۱] ہے بڑے بڑے علما مثلاً امام ابن تیمیہ امام ابن قیم ملا علی قاری

---

[۱] یہ میری تحریر بسبیل تنزل ہے - مین تو لوگون کے قیل و قال مین پڑنا ہی نہین چاہتا ہون کیونکہ مشغول و بیکار اختراعی مسائل کے اس سلسلہ مین بہی جتنے سر ہین اتنے ہی سودا نظر آتے ہین - ہر ایک شخص نے اپنے مخالفین کے مقابلے مین ایک علیحدہ توجیہ کی ہے جسکے مجموعہ کو دیکہنے سے خدا کے اس کلام کی تصدیق ہوتی ہے و لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً - مین تو اس معاملہ مین صرف قرآن سے استناد کرتا ہون کیونکہ ایسی اہم مسئلہ کا جو اصل دین ہے قرآن مین اگر بصراحت تصفیہ نہو تو موجب فرمان الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی دین کی تکمیل کا دعوی صحیح نہین ہو سکتا - جہانتک غور کیا گیا اس مسئلہ کو قرآن و حدیث سے کوئی تعلق نہین معلوم ہوتا ہے اور اسکی بنیاد فلسفہ پر قایم نظر آتی ہے چنانچہ فلاسفہ مادہ کو قدیم قرار دیتے ہین اور یہ انسان بلکہ ہر مخلوق مین اسکا وجود ثابت کرکے اُسی مادہ کو خدا بتلاتے ہین اور انکے پاس کوئی خدا باین معنی مخلوقات نہین ہے آج کل کے دہریون کا یہی مذہب ہے - فرق یہی ہے کہ یہ لوگ مادہ کو

(باقی صفحہ پر ملاحظہ ہو)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی امام ربانی مجدد الف ثانی وغیرہم نے اسکو بے اصل محض بتلایا ہے اور قرون اولی کے مسلمانون اور انکے بعد ائمہ مجتہدین مین اسکا کوئی اثر تک پایا نہین جاتا ہے پس اگر مین بھی اس سے انکار کرون اور اسکے قائلین کی تردید اللہ رسول کے کلام سے تقلیدًا للعلماء السلف کرون تو مجھپر ازروی شریعت محمدی علی صاحبہا افضل الصلوۃ واکمل التسلیم کیا الزام عائد ہوسکتا ہے والسلام۔

ایک اور صاحب نے اخبار مین حملہ کیا اور بہت کچھہ ٹھٹول اور تمسخر کیا انکو جواب دیا گیا

قرآن مجید کی نسبت اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے انہ لقول فصل وما ھو بالھزل یعنی یہ قول فیصل ہے ٹھٹھا پن اور مسخرا پن نہین کیونکہ دین کی باتون مین استہزاء کو وہی لوگ پسند کرتے ہین جنکو خدا کا خوف نہ ہو۔ اب آپ کے اور ہمارے درمیان مین جو نزاع ہے وہ دین کے ایک اہم مسئلہ سے متعلق ہے یعنی توحید پس ہمین ہر دو جانب کو خدا کے اس حکم پر عمل کرنا چاہیے وان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الاخر یعنی اگر تم کسی ایک معاملہ مین جھگڑ پڑو تو اس معاملہ کو اللہ و رسول کیطرف رجوع کرو یعنی اللہ و رسول کے کلام کی طرف متوجہ ہوجاؤ اور اسکی رو سے جو کچھہ فیصلہ ہو اُسکو قبول کرلو اور یہ کام تم اُسی وقت کروگے کہ تمکو اللہ پر ایمان اور یوم آخرت مین اُسکے حضور مین حاضر ہونیکا یقین ہو قرآن مجید کے ایک اور مقام مین ارشاد ہوا ہے فلا و ربك لا یؤمنون حتی

تمہ توضیح صفحہ ۱۴) حد سے تعجب نہین کرتے ہین مسلمانون مین اسی مسئلہ کو معیت ذاتی کا رنگ دیدیا گیا ہے اور بعض لوگ اسکے قائل ہوگئے ہین حالانکہ یہ قرآن کی تعلیم اور عقیدۂ سلف کے بالکل خلاف ہے۔

یحکموک فیما شجر بینہم ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما یعنی اے پیغمبر تمہارے پروردگار ہی کی قسم یہ لوگ کبھی ایماندار ہو نہیں سکتے جبتک کہ اپنے ہر قضیہ میں تمکو حاکم نہ بنادیں اور پھر تمہارے فیصلہ کو بیکھٹکے قبول نہ کرلیں۔ اب آپ آمادہ ہوجائیے کہ اسی تدبیر سے ہم اپنی آپس کی نزاع کو رفع کرلیں۔

آپ کے ہر دو مضامین میں سوا ایک دو باتوں کے جن سے عوام کے دلوں میں شبہہ پیدا ہونیکا اندیشہ ہے کوئی امر توجہ کے قابل نہیں ہے لہذا جو امور قابل التفات نہیں ہیں اُنکی نسبت میں وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا کِرَامًا پر عمل کرتا ہوں پہلی بات یہ کہ آپ نے سورۂ اخلاص کا ذکر کیا ہے اور یہ پوچھا ہے کہ اسکے معنی بھی سمجھے ہو۔ اس سے عوام کو یہ شبہہ ہوگا کہ شاید اس سورۃ میں آپکے غلط خیال کا ثبوت ہے۔ اس لیے میں اسکی تفسیر بیان کرتا ہوں۔ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اے پیغمبر لوگ تجھ سے خدا کے بارے میں پوچھتے ہیں اُن سے کہہ دیجیے کہ وہ ایک ہے اکیلا ہے یکتا ہے یعنی دنیا میں کوئی شے ایسی نہیں ہے جسکی مثال سے اُسکی حقیقت سمجھ میں آسکے۔ اَللّٰہُ الصَّمَدُ اسکی ذات بے نیاز ہے یعنی وہ کسی کا حاجتمند نہیں ہے بلکہ جمیع مخلوقات اُسی کی محتاج ہیں۔ اُسکی بے نیازی کی دلیل بیّن یہی ہے کہ بادشاہ سے لیکر مسکین غریب تک اور انبیا سے لیکر ادنی ابدون تک اُسکے محتاج اور ہمیشہ اُسکی قبضہ قدرت میں ہیں لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ۔ اللہ جل شانہ کسی کا والد نہیں اور نہ کسی کا مولود کیونکہ پہلی بات سے اُسکی بے نیازی میں خلل واقع ہوتا ہے اور دوسری بات سے وہ بعوض خالق کے مخلوق ہوجاتا ہے۔ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ صرف یہی والد و مولود ہونا ہی اسکی شان و عظمت کے خلاف نہیں ہے بلکہ اُسکا ہمسر

اور اُسکی برابر کا بھی کوئی نہین ہے وہ غنی سب اُسکے محتاج وہ حی اور قیوم اور سبکی حیات وممات اُسی کے ید قدرت مین ہے۔ اسکے سوا کوئی اور تفسیر ہو تو آپ بیان فرمائیے آپ نے یہ جو لکھا ہے کہ احدیت کے معنی فوات غیریت ہین اسکو تو اسلام اور قرآن سے کوئی تعلق نہین ہے۔ یہ تو اس فلسفہ کا مسئلہ ہے جو آج دقیانوسی سمجھا جاتا ہے اور جدید فلسفہ کے روبرو تقویم پارینہ کا رتبہ رکھتا ہے۔ جناب عالی قرآن کی اس آیت پر غور فرمائیے سبح لله ما فی السموات والارض وهو العزیز الحکیم له ملك السموات والارض یحیی ویمیت وهو علی کل شئ قدیر جو مخلوقات زمین و آسمان مین ہین سب ہی تو اللہ کی تسبیح و تقدیس کرتے ہین اور وہ غالب اور حکمت والا ہے آسمان و زمین کی سلطنت اُسکی ہے وہی جلاتا اور مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ آپ جس غلط بات کو ثابت کرنا چاہتے ہین اُسکے ابطال کے لیے یہ آیت کافی ہے بشرطیکہ آپ کا دل ان دلون مین نہ ہو جنکی نسبت خدا جل شانہ فرماتا ہے لا تعمی الابصار و لکن تعمی القلوب التی فی الصدور کیونکہ اس آیت سے اللہ کی ذات کے سوا اور موجودات کا ہونا ان تمام کا اُسکی مخلوق ہونا اور ہمیشہ اپنے خالق کی تسبیح و تقدیس مین لگے رہنا بخوبی ظاہر ہے۔

دوسری بات یہ کہ آپ نے اپنے مضمون مین حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کی مبارک نام لیے ہین اور بطور استفہام یہ کہکر انکی حالت کیا تھی خود کوئی جواب نہین دیا ہے لہذا مین ان بزرگون کے دو ایک واقعات بیان کرتا ہون تاکہ عوام آپکے

دھوکے سے بچ جاوین۔ جبکہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا سایہ عاطفت اُمت پر سے
اُٹھ گیا تو اس مصیبت کے دن مسلمانون کی تسلی وتسکین اور انکی پریشانی کو دفع کرنیکے
لیے یہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس مضمون کا خطبہ پڑہا کہ محمد صلی اللہ علیہ
وسلم تو مر چکے اور اللہ جسکے آپ پیغمبر تھے زندہ ہے اور قرآن مجید کی یہ آیت سنائی وما
محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افائن مات او قتل انقلبتم علی
اعقابکم ومن ینقلب علی عقبیہ فلن یضر اللہ شیئا وسیجزی اللہ
الشاکرین۔ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بڑھکر اور کیا کہ ایک رسول ہین اور بس
ان سے پہلے اور بہی رسول ہوگزرے ہین۔ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی موت سے جاتے
یا مارے جائین تو کیا تم اُلٹے پیرون کفر کی طرف پہر لوٹ جاؤگے اور جو
اُلٹے پیرون کفر کی طرف لوٹ جاویگا وہ خدا کا تو کچہ بہی نہین
بگاڑ سکے گا۔ اور جو لوگ اسلام کی نعمت کا شکر کرتے ہین انکو خدا عنقریب جزا
خیر دیگا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ کیفیت تہی کہ خلافت کے معاملہ مین اپنے مخالفین سے
ہمیشہ لڑتے رہے اور اپنے حق کو نہین چہوڑا۔ پس ان دو بڑے واقعات سے یہ ثابت
ہوگیا کہ یہ ہر دو بزرگوار اپنے کو خدا کے بندون مین شمار کرتے تھے موت کے قائل تھے
اور اپنی زندگی مین دینی حقوق کے محافظ رہے۔ اسلام کی اشاعت اور کفر وشرک کی
بیخکنی مین ان بزرگوارون نے جو کچہہ جانفشانی کی اسکا حال مخالفین اسلام بہی جانتے
ہین اگر یہ لوگ ویسے ہی مسلمان ہوتے جیسے کہ اب پائے جاتے ہین تو دنیا مین اسلام کا

نام لینے والا بھی نظر نہین آتا۔

ایک اور بات باقی رہ گئی ہے جسکو مین آخر مین ذکر کرتا ہون تاکہ ناظرین بخوبی یاد رکھہ سکین اور کبھی نہ بھولین۔ وہ یہہ کہ آپ نے غیر خدا کی پرستش مثلاً سجدہ و طواف کرنیوالون کو بحر توحید کی غواصی مین مبتدی قرار دیکر یہ بیان کیا ہے کہ ان افعال سے کوئی قباحت لازم نہین آتی ہے کیونکہ انتہا مین یہ سب افعال خدا کے لیے ہو جاتے ہین۔ ماشاء اللہ یہ طریقہ آپ ہی کو مبارک ہو آپ اسلام کو چھوڑ کر کوئی اور دین قائم فرمائیے یا کرنل الکاٹ اور رانی برانٹ کے تابع ہو جائیے۔ کیونکہ انکا تصوف بھی یہی ہے۔ قرآن پڑھنیوالون سے یہ امر مخفی نہین ہے کہ اسلام جا بجا ملت ابراہیمی سے تعبیر کیا گیا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا سے یہ دعا کی تھی رب اجعل ھذا البلد اٰمنا واجنبنی وبنی ان نعبد الاصنام رب انھن اضللن کثیرا من الناس فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانک غفور رحیم اے میرے پروردگار اس شہر مکہ کو امن کی جگہہ کر اور مجھکو اور میری نسل کو اس گمراہی سے بچا کہ لگین بتون کو پوجنے اے میرے پروردگار کچھہ شک نہین کہ ان بتون نے اکثر لوگون کو گمراہ کیا ہے تو جسنے میری پیروی کی وہ میرا ہے اور جسنے میری نافرمانی کی تو تو بخشنے والا مہربان ہے۔ اللہ جل شانہ اس طریقہ کی تعریف مین ایک جگہہ ارشاد فرماتا ہے ومن یرغب عن ملۃ ابراھیم الا من سفہ نفسہ ولقد اصطفیناہ فی الدنیا وانہ فی الاٰخرۃ لمن الصالحین۔ اور کون ہے جو ابراہیم کے طریقہ سے انحراف کرے مگر وہی جسکی عقل ماری گئی ہو اور بیشک

ہمنے انکو دنیا مین ہی انتخاب کرلیا تہا اور آخرت مین ہی وہ نیکون کے زمرے مین ہونگے۔

پس جس شخص کی عقل ماری گئی ہو وہی ملت ابراہیم کے سوا اور طریقہ اختیار کریگا کیونکہ دنیا مین بات بے دلیل ہونیکی وجہ سے سوائی ہوتی ہے اور آخرت مین انبیاء اللہ کی مخالفت کی وجہ سے عذاب الیم تیار ہے۔

ایک اور حضرت نے جنکی پاس غالباً تہذیب بمعنی نفاق ہی سید فخرالدین صاحب کی فرضی نام سے حملہ کیا اور لکہا کہ میرا علم بالکل محدود ہونیکی وجہ سے مین وحدۃ الوجود کی مسئلہ کو نہین سمجہہ سکتا ہون اور جہالت سے جمیع صوفیہ کو گمراہ خیال کرتا ہون حالانکہ صوفیون کی نزدیک مجہہ جیسی لوگ آیات توحید پر عمل نکرنیکی وجہ سی مشرک سمجہے جاتی ہین اور مین نے اپنے دعوی پر جو آیتین پیش کی ہین انمین تو خالق و مخلوق کا ذکر ہے جس سی صوفیہ کو انکار نہین ہی بلکہ آیات توحید کی جو تفسیر ہوتی ہے وہی تصوف ہے۔

اسکا جواب دیا گیا وہ یہ ہے۔

بلاشبہ میرا علم محدود ہی اور اگر مین عمر بہر تحصیل علم کرتا رہون تو تکمیل ہو نہین سکتی سید فخرالدین صاحب نے یہ جو لکہا ہی کہ جمیع صوفیہ کو مین گمراہ خیال کرتا ہون اور اسپر جو سند پیش کی ہی کہ مین نے انکو کرنل الکاٹ اور انی بزنٹ کی جماعت مین داخل کیا ہی یہ بالکل غلط ہے عبدالسلام صاحب کا بیان تہا کہ غیر خدا کی پرستش کرنیوالے بحر توحید کی غواصی مین گویا مبتدی ہین انکی افعال کو برا نہ کہا چاہیے کیونکہ انتہا مین یہ افعال خدا کیلیے ہوجاتے ہین۔ اس تصوف کو مین نے خلاف ملت ابراہیم اور کرنل الکاٹ اور انی بزنٹ کا تصوف بتلایا ہے محققین کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام مین دو قسم کے صوفیہ ہوے ہین ایک وہ جو متبعین سنت تہے جیسے حضرت جنید بغدادی۔ بایزید بسطامی شیخ معروف کرخی حضرت سید عبدالقادر جیلانی شیخ شہاب الدین سہروردی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور دوسرے وہ صوفیہ جو فلاسفہ کی تابع ہوگئے اور یہی لوگ

وحدۃ الوجود کے قائل ہین یعنی انکی بایں عالم اور اللہ ایک ہی چنانچہ یہ امور ملا علی قاری وغیرہ علما کی تحریرات سے بخوبی ظاہر ہین ۔ انہین حضرات نے خالق ومخلوق کی درمیان جو نسبت ہی اسکی صراحت یون فرمائی ہی کہ جسطرح دریا حباب سے جدا نہین ہی اور جیسے چاندی اور سونے کی مختلف اشکال کی زیورات کو گلا دینے سے صرف چاندی اور سونا باقی رہ جاتا ہی یہی کیفیت عالم اور اوسکی صانع کی ہی ۔ ان تمثیلات[1] سے ظاہر ہی کہ یہ لوگ عالم کے سوا خدا کی ذات کی علیحدہ وجود کو نہین مانتے ہین پس اسی عقیدے کو خلاف تعلیم خدا اور رسول بتلانیکے لیئے سورہ حدید کی پہلی آیت نقل کی گئی تھی جسمین مخلوقات کا وجود اور انکا اپنے خالق کی تسبیح وتقدیس مین لگے رہنا بیان ہوا ہی ۔ مقام غور ہی کہ اگر انکا کوئی وجود نہ ہو تو اس آیت کے کیا معنی ہونگے کل من علیھا فان ویبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام جس چیز کا وجود ہی نہ ہو اُسپر فنا کا کیونکر اطلاق ہو سکتا ہی ۔ باقی رہا سید فخر الدین صاحب کا یہ بیان کہ رسالہ آیات القرآن مین جو آیتین اثبات توحید و ابطال شرک مین نقل کیگئین اُنکو خود صوفیہ بھی مانتے ہین اور وہ ہم لوگونکو سپر عمل نکرنیکی وجہ سے توحید مین ناقص بلکہ مشرک سمجھتے ہین اس سے چونکہ عوام کو مغالطہ ہوگا اس لیے مین یہان ایک نہایت ضروری بات لکھدیتا ہون وہ یہ کہ قرآن وحدیث کی کسی مقام مین اسباب سے بالکلیہ قطع تعلق کرنیکی تعلیم نہین ہے لیکن اسباب پر کامل اعتماد کرکے

---

[1] ایک اور حضرت نے جنکا انتقال ہوگیا ہے اور جو حسب قاعدۂ دنیا اب بڑے مقدس مانے جاتے ہین اور جنکی مزار شریف پر ایک عالیشان گنبد بنایا گیا ہی اپنی ایک کتاب مین وحدۃ الوجود کی اثبات مین اس حدیث کو پیش کیا ہی لا تسبوا الدھر فان اللہ ھو الدھر ۔ افسوس ہی حضرت مرحوم اگر ذرا غور اور فکر کو کام مین لاتے تو ایسی غلطی نہ کرتے ۔ پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام تو فرماوین کہ زمانہ کو برا نہ کہو یعنی زمانہ کی انقلابات کو برا نہ کہو کیونکہ انکا فاعل اور متصرف حقیقی اللہ جلشانہ ہی اور یہ بزرگ اس سے یہ مضمون مستنبط فرماوین کہ عالم ہی اللہ ہی ۔ اسی ایک دلیل سے ظاہر ہی کہ آدمی حق کا مخالف ہو تو کیسی بیہودہ باتین کرنے لگتا ہے ۔

مسبب الاسباب سے غافل نہونیکے لیے جابجا ہدایت ہے۔ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حالات قرآن وحدیث مین پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ انہون نے اسباب سے بالکلیہ دست برداری اختیار نہین کی تھی۔ دشمنونکے مقابلہ مین جنگ کے سامان مہیا کیے جاتے تھے متمول شخاص سے ان کامون مین تائید چاہی جاتی تھی اور غربا و مساکین کی امداد کے لیے بیت المال موجود تھا۔ البتہ قرآن وحدیث مین ارواح اموات سے استعانت واستمداد کی ممانعت موجود ہے اور اسیکو شرک بتلایا گیا ہے پس سید فخرالدین صاحب کا یہ دعوی بھی بالکل غلط نکلا کاش سید صاحب دوسرون پر قلت بضاعت کا الزام عائد کرنے کے قبل خود اچھی طرح سوچ سمجھ کر ایسے اہم مسائل کو بیان فرماتے۔

اب مین اس مقام پر وحدۃ الوجود کے رد مین شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کی کتاب قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین سے چند عبارتین نقل کرتا ہون جن سے ناظرین کو معلوم ہوجاویگا کہ مسئلہ وحدۃ الوجود کتاب وسنت سے ثابت نہین ہی اگر سید فخرالدین صاحب جنکو اپنے علم مین کمال کا دعوی ہے یہ فرمادین کہ شاہ ولی اللہ صاحب کا علم ہی ناقص تھا تو اسکا کوئی جواب نہین ہے۔ شاہ صاحب موصوف نے اس مسئلہ کا بے اہل ہونا اس شبہہ کے جواب مین بیان کیا ہے جو بعض قاصر الفہم لوگ پیش کرتے ہین کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے علوم باطنی کی اشاعت ہوی ہے جن سے شیخین یعنی حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو حصہ نہین ملا لہذا وہ شیخین سے افضل ہین۔

شاه صاحب تحریر فرماتے ہین - اما معارف دقیقۂ علم وحدۃ وجود بس باطلست
باتفاق حملہ علم از جناب مرتضیٰ زیرا کہ حملہ علم از جناب او یا اہل سنت اند یا امامیہ یا زیدیہ و باستقرا
تام معلوم میشود کہ غیر این ہر سہ فریق جمع ہمت بر حمل علم از ان جناب نکردہ اند - اما اہل سنت
پس علم وحدت وجود و طبقہ صحابہ و تابعین و تبع تابعین اصلا ند کورنبود و علمای اہل نقل ہرگز
آن را نداشتہ اند - از متاخرین آنانکہ باین قائل اند مستند ایشان کشف است نہ نقل اگر
بطریق اعتبار سخن ازین باب گفتہ باشند آنرا با بحث ما مساس نیست - و اما زیدیہ پس راہ ولایت
را بالکلی منکر اند و این راہ از ائمہ خود نقل میکنند خلفا عن سلف - و اما امامیہ پس آنہا نیز منکر اند
کما لایخفی پس این علوم اگر از حضرت مرتضیٰ مروی میبود لامحالہ یکی ازین سہ فریق آنرا نقل میکرد
و بران قائل میشد - انچہ از انجناب ثابت شدہ ہمین علم سنت است و فقہ و تہذیب نفس
و حملہ علم از وی در ہمین ابواب با یکدیگر بہ بردومات مشغول اند و گوی چوگان در میان دارند
فنا و بقا بہ معنی تبدل اوصاف رذیلہ با وصاف حمیدہ داخلست در شریعت و تحقق آنہا در شیخین
بیان کردیم ولکن بہ معنی غلبہ کون الحق علی کون الخلق بارویۃ اضمحلال و کثرت و سقوط احکام
کثیرہ در نظر عارف باز عود آنہا در نظر او در شریعت کجا اثبات کردہ اند و ہم چنین توحید بہ معنی
ترک عبادت غیر و استعانت بغیر از اصل شریعت است و توحید بہ معنی تفرد خدای تعالیٰ بخلق
خیر و شر از جواہر و اعراض و افعال عباد و غیر آن اصل مسئلہ کلامیہ است ولیکن توحید یکہ در کتب
وحدۃ وجود ذکر کردہ اند در شریعت کجاست و ہمچنین معرفت تنزلات از وحدۃ وجدانیہ و اعیان
ثابتہ و مرتبۂ ارواح و مثال غیر آن در شریعت کجا از ان خبر دادہ اند و کجا بہ معرفت آن امر فرمودہ

وتصفیه باطن یعنی مشغل باذکار و مراقبات امر حق است و وجود خوارق نیز واقعست و داخل در اصل شریعت
لیکن امور زائده بر آن که در کتب این قوم مذکورست در شریعت کجا است و چون اصل حقایق
این اشیا در شریعت معلوم نباشد طلب آنها در دوران فضلیت بعرف اهل شرع بران محال بود
و این که گفتیم که این امور در شریعت مذکور نیستند بدو وجه اول استقرار پس دلیل شرع یا کتاب است
یا سنت یا آثار صحابه و تابعین که اجماع و اختلاف علی قولین ازان دانسته شود یا قیاس و ما
منطوق جمیع کتاب الله را تتبع کردیم زیاده از پنج علم نیافتیم علم تذکیر بالاء الله و علم تذکیر بایام الله
و علم تذکیر بوقائع حشریه و علم احکام و علم مخاصمه با فرق ضاله که مشرکین و منافقین و یهود و نصاری
باشند و مفهومیکه در لغت عرب بآن اعتداد توان نمود نیز تتبع کردیم جای اشاره باین معنی
نیافتم و همچنین از سنت احادیث صحاح و حسان و ضعاف بضعفی که متحمل است و استدلال
فی الجمله بآن توان نمود و آن همه تقریبا ده هزار من است بغیر تکرار و بغیر اعتبار تعدد
بسبب تعدد رواة از صحابه و تابعین و اگر با ملاحظه این تعدد برشمریم زیاده از الوف الوف
باشد تتبع کردیم منطوق آن منحصرست در پانزده فن فن اعتصام بکتاب و سنت و فن ایمان که عبارت
از طهارت و نماز و روزه و زکوة و حج و اذکار و احسان و مانند آنست و فن ابتغای معیشت مانند
احکام تجارت و زراعت و فن تدبیر منزل و فن سیاست مدنیه و فن آداب معاش مانند احکام
خوردن و نوشیدن و پوشیدن و سخن گفتن و فن اخلاق و فن رقائق و فن فضائل اعمال
و مناقب صحابه و فن قصص انبیاء و غیر ایشان از گذشتگان و فن فتن یعنی وقائعی که آنحضرت
صلی الله علیه بآن خبر داده از زمان وفات خود تا وجود قیامت و فن بیان کیفیت حشر و صفت

جنت و دوزخ و فن سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و فن تفسیر قرآن و صفت ملائک و شیاطین و طب و نسب و غیر آن و مفہوم معتدبہ نزدیک اہل شان نیز تتبع کردیم ازین معنی چیزے نیافتم۔ و محل قیاس احکام فرعیہ است از وجوب و حرمت و مانند آن نہ این معانی پس بہ تتبع بلیغ دانستیم کہ این معانی در شریعت نیست و دلیلی بران از ادلہ شرع نتوان اقامت کرد۔ اگر صاحب شبہہ گوید کہ این علم مکنون است کہ سینہ بسینہ انتقال میکند اگر در شریعت دلیلی بران قائم نیست چہ زیان گوئیم۔ قال اللہ تعالیٰ ولا تقف ما لیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفواد کل اولئک کان عنہ مسئولا۔ اگر در شریعت دلیلی بران قائمست مسلم و اگر دلیلی بران قائم نیست حجت بدان متحقق نمیشود۔ از کجا دانستہ شد کہ این علوم بعینہا از سینہ فلان بہ سینہ فلان رسید اگر سبیل معرفت آن نقلست تصحیح نقل میباید کرد و اگر وجدان و کشف است آن کشف و وجدان بر ما حجت نیست انتہا۔

اس مقام پر یہ لکھہ دینا ضرور ہے کہ جو کشف خلاف وحی ہو وہ خدا کی طرف سے ہو نہین سکتا بلکہ اسمین بالضرور شیطان کو دخل ہوگا۔ شیطان عدو انسان ہے کسی کو تو دنیا کی رغبت و محبت دلا کر ہلاک کرتا ہے اور جو لوگ اس دام مین نہین آتے ہین اونکے لیے اور دام تجویز کیے ہین۔ اللہ اپنے فضل سے اُسکی شر سے محفوظ رکھے۔

اس مضمون کو مین سورۂ بقر کی ایک آیت پر ختم کرتا ہون۔ کان الناس امۃ واحدۃ فبعث اللہ النبیین مبشرین ومنذرین وانزل معہم الکتاب بالحق لیحکم بین الناس فیما اختلفوا فیہ وما اختلف فیہ الا الذین

اوتوہ من بعد ما جاءتہم البینات بغیا بینہم فہدی اللہ الذین اٰمنوا لما
اختلفوا فیہ من الحق باذنہ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم
یعنی شروع مین سب لوگ ایک ہی دین رکھتے تھے پھر آپس مین لگے اختلاف کرنے تو
اللہ نے پیغمبر بھیجے جو ایمان والون کو خوشخبری دی خدا کی خوشخبری دیتے اور کافرون کو
عذاب الٰہی سے ڈراتے اور پیغمبرون کی معرفت سچی کتابین بھیجین تاکہ جن باتون مین
لوگ اختلاف کر رہے ہین کتاب الٰہی انہین اون باتون کا فیصلہ کر دے اور اسپر بھی
لوگون کا اختلاف بند نہوا جن لوگون کو کتاب دی گئی تھی وہی کھلے کھلے احکام اپنے
پاس آئے پیچھے آپس کی ضد سے لگے اُن مین اختلاف کرنے تو آخر کار وہ راہ حق
جسمین وہ لوگ اختلاف کر رہے تھے خدا نے اپنی عنایت سے مسلمانون کو دکھا دی
اور اللہ جسکو چاہے راہ راست دکھا دیے۔ اب سید صاحب غور فرماوین کہ وہ کونسی
راہ حق تھی جسکو اللہ نے اپنی عنایت سے مسلمانون کو دکھا دیا اور ان مین اگلے لوگون
کا سا اختلاف باقی نہین رہا۔ یہ دین اسلام ہے جسکی کیفیت کما حقہ اللہ کی کتاب سے
معلوم ہوتی ہے اور جو شخص اپنی طرف سے کوئی بات بھی اسمین داخل کرنا چاہے اسکو
ہرگز کامیابی ہو نہین سکتی کیونکہ اس کتاب کا وہی حافظ اور اس دین کا وہی ناصر ہے۔
یہ فری میسنون کی جماعت کی باتین نہین ہین کہ دوسرا انکے راز و نیاز سے واقف نہ ہو فقط
ایک اور صاحب نے نہایت تہذیب اور متانت کے ساتھ ندریعۂ اخبار لکھا کہ
وحدۃ الوجود کا مسئلہ بالکل شریعت کے موافق ہے اور اپنے بیان کی تائید مین بہت سے

اقوال نقل کیے۔ ان کو یہ جواب دیا گیا۔

مین نے آپ کا مضمون نہایت غور کے ساتھہ پڑہا اور آپ کی سنجیدہ تحریر کا بدل شکر گزار رہوا۔

آپ کی ساری تحریر کا خلاصہ یہ ہے کہ وحدۃ الوجود کا مسئلہ خلاف تعلیم خدا و رسول نہین ہے بلکہ شریعت سے بالکل موافقت رکھتا ہے اس لیے رسالہ اثبات توحید و ابطال شرک مین جو آیتین مین نے نقل کی ہین انپر میرا ایمان اسوقت صحیح ہوگا کہ اس مسئلہ کو مان لون ورنہ اُن آیات کا بھی انکار لازم آویگا اور مین خود اسلام سے خارج ہو جاؤن گا۔ اگر یہی بات آپ تشفی بخش دلائل کے ساتھہ مجھہ کو سمجھا دین تو مین بالضرور مان لونگا انشاء اللہ تعالی کیونکہ مین حق کا طالب ہون اور تعصب اور ضد سے اپنی عاقبت کو خراب کر لینا پسند نہین کرتا ہون۔ لیکن اسکے ساتھہ میرا ایک معروضہ یہ ہے کہ مسئلہ مذکور کے سمجھانے مین امور مندرجۂ ذیل کا لحاظ فرمایا جاوے۔

(۱) قرآن شریف کی آیات اس مسئلہ کے اثبات مین پیش فرمائی جائین اور اگر متشابہ آیتون سے کوئی مضمون نکالا جاوے تو وہ محکم آیتون کے خلاف نہ ہو۔ اس قید کی وجہ یہ ہے کہ اگر اصل دین یعنی توحید کے متعلق قرآن شریف مین ایسا کوئی قول فیصل نہ ہو جس سے دلون کو اطمینان حاصل ہو جاوے تو اس کتاب کی نسبت یہ خیال کرنا کہ دین کی مکمل اور ادیان سابقہ کی ناسخ ہے صحیح نہین ہوگا۔

(۲) مجرد کسی کے قول کو بلا دلیل مان لینے کیلیے مجھہ پر جبر نہ کیا جاوے صرف اس

بنا پر کہ اس قول کا قائل بہت بڑا عالم مجتہد یا بزرگ مانا جاتا ہے کیونکہ ایسی بات کو اگر
مین زبان سے کسی مصلحت سے تسلیم ہی کرلون تو اسکا دل پر ہونہین سکتا۔ مولانا شاہ
ولی اللہ صاحب کا قول مین نے جو نقل کیا وہ اس لیے تہا کہ انہون نے قرآن و حدیث
مین اور آثار صحابہ و تابعین مین تتبع کرکے اس بات کو بے اصل محض بتلایا تہا۔ اگر وہ
صرف اپنی راے سے فرما دیتے یا کسی کے قول کو نقل کر دیتے تو وہ قول نہ مجہیر
حجت ہوسکتا تہا اور نہ اوسکو مین بطور حجت پیش کرتا۔

مجہکو معلوم ہے کہ متبعین سنت نے اس معاملہ مین جو کچہہ بیان کیا ہے اسکا خلاصہ
صرف اسیقدر ہے کہ جملہ مخلوق کا وجود حادث اور فانی ہے اور انکی حیات و بقا ہمہ
وقت اللہ جل شانہ کے فیضان کی محتاج ہے۔ اور نیز یہ کہ انسان کا کمال اسی مین ہے
کہ اس بات کو اپنے دل مین بخوبی متمکن کرے اور اسکو اپنے اعمال سے حتی الامکان
ثابت کرے۔ اسمین کسی مسلمان کو اعتراض نہین ہوسکتا۔ آپ نے جو اقوال نقل کیے
ہین وہ سب اسی امر کے موید ہین۔ لیکن آپ براہ مہربانی مندرجۂ ذیل اقوال کو بغور ملاحظہ
فرمایئے اور یہ بتلایئے کہ انکو کتاب و سنت سے موافقت ہی یا مخالفت۔ اگر موافقت
نہین ہے بلکہ صریح مخالفت ہے تو مجہیر کیا اعتراض ہوسکتا ہے اور مین اس قسم کی وحدۃ الوجود
کو نہ ماننے سے خدا کے عفو و مغفرۃ کے عوض اسکے غضب کا کیونکر مستحق ہوسکتا ہون

(۱) جو لوگ اپنے علم کو شریعت مین منحصر رکہتے ہین وہ عوام ہین اور علمای سوء
کہلائے جاتے ہین۔

(۲) حقیقت کی رو سے عالم واللہ ہر دو ایک ہے غیریت محض وہمی و اعتباری ہے کیونکہ عالم ارواح و عالم اجسام حق سبحانہ تعالی کے مظاہر ہین بشمول ان سبکے ایک اللہ کا وجود ہوتا ہے اور انکی کثرت خدا کی وحدت کو بدل سکتے نہین دیتی مثلاً.... زید ایک شخص ہے اور اسکے قوی و اعضا بکثرت ہین ان سب سے زید کا وجود ہے اسکے اعضا و قوی کی کثرت زید کی وحدت کو متغیر نہین کرتی ہے۔

(۳) جسطرح موج و حباب و گرداب حقیقت مین سب پانی ہے اسیطرح سارا عالم حقیقت مین خدا ہے جیسے سونے اور چاندی کے مختلف اشکال کے زیورات کو گلا دینے سے چاندی اور سونا رہ جاتا ہے یہی حالت عالم اور اوسکے صانع کی ہے۔

(۴)	زور یا موج گوناگون برآمد		زبیچونی برنگ چون برآمد
(۵)	کیا کہون تجھہ راز کو مین خود تو ظاہر ہو گیا خود ہوا آدم خود ہو گندم خود ہو شیطان درشت		رب اتہا در گنج مخفی یان ہمیشہ ہو گیا دے اپن کو آپ نعوش آپ باہر ہو گیا
(۶)	در ہر آئینہ روی دیگرگون گہہ برامد بصورت حوّا		می نماید جمال او ہر دم گہہ برامد بصورت آدم

(۷) عالم کو ممکن ٹھہرا کر اسکا ایک علیحدہ صانع قرار دینا اور اسکو قدیم اور واجب کہنا نادانی ہے جیسے آفتاب تابان کو شمع کے ذریعہ سے ڈہونڈہنا ہے۔

(۸) بتون کی پرستش عین اللہ کی پرستش ہے کیونکہ بت اللہ کے غیر نہین ہین بلکہ عین خدا ہین۔

	غیر تش غیر در جہان نگذاشت		لاجرم عین جملہ اشیا شد

(۹) اگر نوح علیہ السلام کی قوم انکی دعوت قبول کرتی اور اپنے بتون کو چھوڑ دیتی تو معرفت حق سے نادان رہتی ۔ ہارون علیہ السلام کو گوسالہ پرستون پر اسلیے غلبہ نہین ہوا کہ خدا کو منظور تہا کہ ہر رنگ مین اپنی پرستش ہو۔

(۱۰) معنی متبادر کلمہ طیبہ بلا تاویل اینست کہ ہیچ الٰہی موجود نیست مگر اللہ تعالیٰ پس ازان لازم آید کہ ہر چیز یکہ الٰہ است عین اللہ تعالیٰ است ۔

(۱۱) افسوس اور حسرت کی بات ہے کہ اکابر علماے سلف ہون یا خلف مجتہدین ہون یا مقلدین محدثین ہون یا مفسرین متکلمین ہون یا فقہا سبہون نے کلمہ طیبہ کے معنون مین تحریف کی اور اوسکے اصل مضمون کو بدل دیا اور بتون کو اللہ کا غیر سمجہا حالانکہ انکی عبادت عین اللہ کی عبادت ہے ۔

(۱۲)	معنے لا الہ الا اللہ		آن بود پیش عارف آگاہ
	کانچہ خوانند مشرکانش خدا		گرچہ باشند ز فرط جہل و عمی
	نیست آن فی الحقیقت الا حق		کہ بود عین ہستی مطلق
	ہر دو باشند فی الحقیقت یکے		نیست قطعاً درین دقیقہ شکے

(۱۳) فرعون کا دعوی انا ربکم الاعلے صحیح تہا اور اسکا خاتمہ بالخیر ہوا ۔

جناب عالی انہین اقوال کے قائلین کی نسبت امام ربانی تحریر فرماتے ہین ۔ این جماعت کسی کہ بدو وجود قائلست واز عبادت ماسوا اللہ منزہ اورا مشرک می نامند وآنکہ بیک وجود قائلست اورا موحد میگویند اگرچہ عبادت ہزار صنم نماید بہ تخیل آنکہ اینہا ظہورات حق سبحانہ

وتعالی اند وعبادت ایشان عبادت حق است تعالی شانہ۔ انصاف باید نمود کہ ازین دو صنف مشرک کدام است وموحد کدام۔ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام بوحدت وجود دعوت نکردہ اند و دو وجود گوینده را مشرک نگفتہ۔ دعوت ایشان بوحدت معبود است جل سلطانہ وعبادت ماسوا را شرک گفتہ اند۔ اگر صوفیہ وجودیہ ماسوا را بعنوان غیریت ندانند دفع شرک نکنند۔ ماسوا ماسواست دانند یا ندانند۔

اب آخر میں میرا آپ سے یہ معروضہ ہے کہ اگر آپ بلا ضرورت ان اقوال میں تاویلات بعیدہ کرنے کے درپے ہو جاویں تو محض لفظی نزاع ہو جاویگی کیونکہ ان عبارتوں سے جو مفہوم ہوتا ہے اسی کو علمانے الحاد وزندقہ بتلایا ہے۔ باقی رہی تاویل یہ محض اعتقاد اور حسن ظن کا نتیجہ ہے مسلمانوں کے دلوں میں اللہ ورسول کے کلام کی زیادہ وقعت ہونی چاہیئے کسی انسان کے کلام کو اس بنا پر غلط کہہ دینے سے کہ وہ خدا ورسول کے کلام کے مخالف ہے کوئی قباحت لازم نہیں آتی ہے بلکہ مضبوطی ایمان کی دلیل ہے۔ میرا مقصود جملہ مسلمانوں میں اتحاد پیدا کرنا ہے۔ اسی قسم کی بیہودہ باتوں نے اختلاف ڈال دیا ہے اور افسوس ہے کہ آج دنیا میں بہت کم مسلمان نظر آتے ہیں جنکو اعتقاد میں اتفاق ہو اور عدم اتحاد کا فاسد مادہ یہی ہے واللہ التوفیق وعلیہ التکلان والسلام۔

جس صاحب نے ابتدا میں بذریعہ اخبار حملہ کیا تھا انہوں نے میرے جواب پر بگڑ نہایت سختی سے خلاف تہذیب باتیں لکھیں اور لوگوں میں اپنی سرخروئی ہونے کے لیے

واقعات کا اخفا کیا۔ انکو یہ جواب دیا گیا۔

غالباً وحدۃ الوجود کے آپ اس لیے مؤید ہین اور یہ مسئلہ آپکو اس وجہہ سے پسند ہے کہ شریعت کی تکلیفات سے آزادی نصیب ہو اور دل مین کسی قسم کا خوف و خطر نہ رہے کیونکہ جب سوا خدا کے کسی کا فی الحقیقت وجود ہی نہین ہے تو زندگی مین اعمال اور موت کے بعد جزا و سزا ان سب جھگڑون سے چھٹی ہے آپ نے قلم سے تو یہ الفاظ نکالے ہین کہ "مین خدا کے کارخانہ مین کام کرنے والا ہون اسکے سوا نہ کچھہ سنتا نہ دیکھتا نہ سونگھتا نہ چکھتا نہ چھوتا نہ سمجھتا نہ جانتا ہون"۔ حالانکہ آپ کی کیفیت یہ ہے کہ نماز بے نماز ضائع ہوتی جاے لیکن شطرنج مین مات نہ ہو۔ سبحان اللہ اس حیثیت پر یہ دعوی ؎

جامی چہ لاف میزنی از پاکدامنی	بر خرقۂ تو اینہمہ داغ شراب چیست

آپ نے اس مضمون مین جو کچھہ دروغ بیانی کی ہے اسکی حقیقت کو آپ کا دل جانتا ہے اور عنقریب جب ضمیمۂ آیات القرآن نکلیگا تو دوسرون پر بھی اسکی کیفیت منکشف ہوگی۔ جو شخص سخن پروری کے لحاظ سے جھوٹ بولنے مین دریغ نہ کرے اس سے دینی معاملات مین بحث کرنی اور اوسکو قرآن و حدیث کی طرف رجوع کرنے کی ترغیب دینی بالکل بے فائدہ ہے آپ کی تحریر سے ظاہر ہے کہ قرآن صرف قسم کھانے کے لیئے یا مکان مین بغرض برکت غلاف مین لپیٹ کر رکھنے کے لیے ہے نہ کہ احکام دین مین استدلال کرنیکے لیے۔ الحمد للہ ان بے سر و پا تحریرات کے دیکھنے سے میرے اطمینان قلب مین ترقی ہوتی جاتی ہے کہ میرا عقیدہ اس مسئلہ مین وہی ہے

جو بڑے بڑے علما مثلاً شاہ ولی اللہ محدث - ملا علی قاری - علامہ سعد الدین تفتازانی
اور شیخ جلال الدین سیوطی وغیرہم نے بیان کیا ہے - دین مین نئی بات داخل
کرنے والا مردود ہے اور اسی کے سوء خاتمہ کا اندیشہ ہے نہ کہ اس شخص کے
جو کہ اصل بات کو بیان کرے سورۂ اخلاص کی تفسیر پر آپ نے جو اعتراض کیئے
ہین اور علم منطق مین اپنی لیاقت بتلائی ہے اس سے البتہ نادان لوگ دھوکے
مین آجاوینگے لیکن جاننے والون کو مغالطہ ہو نہین سکتا - قرآن کی تفسیر آنحضرت
علیہ الصلوٰۃ والسّلام اور آپ کے اصحاب سے منقول ہوا کرتی ہے کوئی شخص اپنی
رای سے خلاف تعلیم پیغمبر تفسیر نہین کر سکتا اور نہ ایسی تفسیر مقبول ہوگی - اسی سورۃ کی تفسیر
مین عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہین هو الذی لا جوف له والاحد
الذی لا نظیر له فاسمه الصمد یتضمن اتصافه بصفات الکمال و
نفی النقائص عنه واسمه الاحد یتضمن اتصافه انه لا مثل له -
مین نے انہین امور کو اپنی زبان مین میرے الفاظ مین نہین بلکہ شاہ ولی اللہ صاحب
شاہ عبد القادر صاحب اور شاہ رفیع الدین صاحب جیسے جلیل القدر علما کے الفاظ
مین ادا کیا ہے -

یہان تک مجھکو آپ کی خاطر سے بمجبوری اپنے حدود سے تجاوز کر کے گفتگو کرنی
پڑی - اب مین اصل معاملہ کی طرف متوجہ ہوتا ہون - رسالہ آیات القرآن مین یہہ شعر
خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ - اور اسی کے مانند دوسرے اشعار خلاف

تعلیم خدا و رسول بتلائی گئی ہین آپ اسپر بگڑے اور ان اشعار کے مضمون کو صحیح ثابت
کرنے کے لیے بہت کچھہ کوشش کی لیکن افسوس ہے کہ آپ کو کامیابی نہین ہوئی
چنانچہ آپ کا آخر مضمون اسپر شاہد عادل ہے اس مضمون مین خدا کی تعریف مین آپ خود
ارشاد فرماتے ہین کہ وہ واحد ہے لاشریک لہ ہے نہ اُسکا کوئی ند ہے نہ نداور نہ کوئی
اوسکا ہمسر ہے اور اوس ذات کا ایک کارخانہ بھی ہے جسمین آپ اور کارکرنیوالون کے
منجملہ ایک کارکرنیوالے ہین۔ اگر سوا اُسکے کسی کا وجود نہین ہے تو یہ تمام صفتین بیان کرنیکی
ضرورت کیا ہے اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے اس فرمان کے جسکو خود آپ نے
نقل کیا ہے کیا معنی ہونگے کہ خدا کی ذات مین فکر نہ کرو کیونکہ ہم اُسکی کُنہ کو کماحقہ
نہین پہونچ سکتے ہین۔ یہ خطاب کس سے ہے فکر کرنیوالے کون ہین اور یہ ہدایت
کرنیوالی ذات کسکی ہے۔ اسکے علاوہ جبکہ خدا کے کارخانہ کا اعتراف ہے تو اس مین
کام کرنیوالے خدا ہو نہین سکتے۔ پس آپہی نے اپنے قول کی تردید کرلی اور اب
مجھہ کو کچھہ کہنے کی ضرورت نہین رہی۔

بلاشبہہ مجھکو فلسفہ و کلام کا علم نہین ہے اور جس تصوف کی بنیاد ان دو علوم
پر ہے مین اوس سے بھی بیزار ہون کیونکہ انہین علوم نے بہتون کو زندیق بنادیا اور از راہ
غرور لوگون نے رسول کی اطاعت سے منہ موڑا اور یہ کہنا شروع کردیا کہ رسول کی
حاجت امیون کو ہے وہ تو براہ است فیضان الٰہی کی مورد بن گیے ہین۔ یہ علوم اسلام مین
کب داخل ہوے اور کن ضرورتون سے اور آخر ش ان سے دین مین کیا کیا خرابیان

پیدا ہوئین انکا ذکر محققین کی کتابون مین موجود ہے من شاء فلیرجع الیھا آپ یہ خیال نہ فرماوین کہ آپ کو ان علوم مین دخل ہے صرف کسی کتاب سے بلا سمجھے کوئی عبارت کا نقل کر دینا اسکے مضمون سے واقف ہونیکی دلیل نہین ہے آپ نے اس مقام پر جو کچھ پریشان تقریر کی ہے اس سے ظاہر ہے کہ اس کوچہ سے آپ بہی بلد نہین مصرع در کفر ہم کامل نہ شد زنار را سوء الممکن + کیا یہی تصوف ہے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام تعلیم فرماوین لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور ہم اسکا معنی کرین لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ کلمہ طیبہ مین مطلقاً کسی ذات کے وجود کی نفی نہین کی گئی ہے بلکہ ایسی ذات کے وجود کی نفی ہے جسمین معبود ہونے کی صلاحیت ہو آپ نے یہ جو لکہا ہے کہ عرب کے لوگ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت کہا کرتے تہے کہ آپ کنکرون پتہرون کو خدا کہنے کی تعلیم فرماتے ہین یہ بالکل جہوٹ اور بے اصل محض ہے بلکہ قائلین وحدۃ الوجود کی افترا پردازی ہے آپ نے کبہی کنکرون اور پتہرون کو خدا نہین بتلایا۔ باقی رہا کفار کا یہ کہنا اجعل الالہۃ الٰھا واحدا یعنی اتنے بہت الہ کے عوض ایک خدا ٹہہرایا ہے۔ اسکے یہ معنی نہین کہ ان سبکو ایک خدا ماننے کے لیے کہا جاتا تہا بلکہ مشرکین کے زعم مین اللہ کے سوا اور جو الہ تہے ان کو چہوڑ کر خدا ے واحد کی پرستش کی ہدایت کی جاتی تہی۔ افسوس ہے کہ آپ سیدہے رستے پر آتے آتے بہک جاتے ہین اسی واسطے مین نے ہدایت کی دعا کی تہی اور اب بہی کرتا ہون رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ۔

اقتباس از رسالہ تقلید و عمل بالحدیث مصنفہ مولانا سید مہدی علی صاحب

یہان تک کہ اب جس زمانہ مین ہمکو خدا نے پیدا کیا ہے اور جس مین شاد و ناشاد زندگی کے دن کاٹتے ہین کسی بزرگ کے قول کو ترک کرنا یا اسکو نہ ماننا اسلام سے پھرنا اور نبی کے کلام کا انکار سمجھا جاتا ہے اور تحقیق کا نام لینے والا اور کتاب و سنت پر عمل کرنیوالا بدعتی اور فاسق اور اسلام کا دشمن تصور کیا جاتا ہے۔

جب چوتھی صدی مین جہالت کا زور ہوا اور اختلاف امت مین پڑ گیا اور طبیعتون سے تحقیق کا مزہ جاتا رہا اور صاحب شریعت تک واسطے در واسطے ہو گئے تو لوگون نے سیدھا رستہ چھوڑ دیا اور دائین بائین چلنا شروع کیا۔

تعصب نے انکی آنکھون کو اندھا کر دیا اور غرور نے انکے دلون سے نیک نیتی اور صفای طینت کو نکال لیا اپنے دل مین اپنے قول اور اپنے عقیدے کی سفاہت پر قائل ہو جاتے مگر زبان سے اقرار نہ کرتے اور اوس سے پھرنے کو اپنی ہتک سمجھتے اور جان بوجھکر کتاب و سنت کو چھوڑکر اپنی بات پر قائم رہتے اور پوچ دلیلون اور بیہودہ اور خرافات باتون اور ضعیف سندون سے اسی کے ثابت کرنے پر قائم رہتے اور اسیکو استقلال اور صلابت فی الدین اور غیرت علم سمجھکر ابطال حق اور احقاق باطل کر کے بمقتضای اخترت النار علی العار دنیا کی شرم کو عاقبت کی شرم پر اختیار کرتے۔

فقہ کے مسئلون اور علم کلام کے فرضی عقیدون کے اثبات کا نام اعلای کلمۃ اللہ ہوگیا یہان تک نوبت پہونچی کہ جو بڑا بکنے والا ہوتا اُسی کو لوگ بڑا مولوی سمجھتے جو سب سے زیادہ خوش گپ ہوتا اُسیکو لوگ عمدہ واعظ جانتے جو لڑنے جھگڑنے مین خوب مشاق ہوتا وہی محقق کہلایا جاتا جو نہایت فضول اور لغو ہوتا وہی جامع معقول اور منقول سمجھا جاتا۔

پس جبکہ اُس وقت دین ایسا ضعیف ہوگیا تھا تو اب اس زمانہ کا حال کیا بیان کیا جاوے کہ اب تو وہ زمانہ آگیا ہے کہ جو ان مولویون اور عالمون کی باتون کو نہ مانے وہی تیر ملامت کا نشانہ ہوتا ہے اور جو حق بات زبان پر لاوے وہی مجنون اور دیوانہ ٹھہرتا ہے پس انسان سوای اسکے کیا کرے کہ اپنا کام کرے اور چپ چاپ بیٹھا رہے۔

جب علما و فقہا باہم بحث کرنے لگے اور اپنی سخن پروری اور نفسانیت کے سبب سے اورون پر حق ناحق غلبہ پانے کے شائق ہوے اور چونکہ اسکے لیے دلیل و برہان کی ضرورت ہوی اور جب ان لوگون نے کتاب و سنت پر توجہ کی تو کوئی دلیل ایسی نہ ملی جو صرف انکی بات کو ثابت کرے اور دوسرے کے قول کو رد کرے تو اپنے اپنے بزرگون اور شیوخ کے قولون ہی کو سند لانا شروع کیا اور صرف اپنے اپنے فرقے کے نامی گرامی عالمون کے اقوال و اعمال کو حجت گردانا پس جب ایک فریق نے کتاب و سنت کو چھوڑ کر غیر معصوم کے کلام یا عمل کو دلیل مین پیش کیا تو دوسرے فریق نے بھی یہی طرز اختیار کیا اور اپنے قول کی سند مین عالمون اور مولویون ہی کی باتون کو پیش کیا پس اس طرز جدید کا اثر ساری طبیعتون پر ہوگیا اور تھوڑے ہی عرصہ مین از شرق تا غرب

یہہ طریقہ جاری ہوگیا۔ اس دین و مذہب کے خراب و بدنام کرنیوالے طریقہ کا صرف یہی بد اثر نہین ہوا کہ لوگون نے علما و فقہا کے اقوال کو مستند گردانا بلکہ چند ہی روز مین اسکا یہہ نتیجہ ظاہر ہوا کہ لوگون نے اگلے علما و فقہا پر تہمت کرنا شروع کیا اور جو بات انہون نے اپنی زبان سے نہین نکالی اور جو چیز انکے دل مین بھی نہین آئی اسکو انکی طرف منسوب کردیا اور اپنی بات قائم رکھنے اور حریف پر عیاری و فریب سے غالب ہونیکے لیے اقاویل باطلہ اور اسناد کاذبہ کا نقل کرنا شروع کیا۔

پس جس طرح اوس زمانہ مین جبکہ اللہ و رسول کے کلام پر لوگون کی نہایت توجہ تہی اور اُسی کی سند و دلیل لائی جاتی تہی بد باطنون اور خبیث طبیعتون نے جھوٹی حدیثین بنالین اور موضوع احادیث کو صاحب الشریعت کیطرف منسوب کیا اسی طرح اس زمانہ مین جب علما و فقہا کے اقوال سند مین پیش ہونے لگے ان عالمون اور فقیہون کی طرف جو جھوٹی جھوٹی باتون کو منسوب کیا اور تاکہ اس قول کی وقعت اور عزت زیادہ ہو بقید اسماء اسکا سلسلہ عن فلان عن فلان کہہ کر صاحب قول تک پہونچا دیا اس سبب سے کہ احادیث حقیقت مین قابل استناد کے تھے اور مدار شریعت اُنپر ہے احادیث موضوعہ کو پچھلے محققین نے اصلی حدیثون سے علٰحدہ کردیا اور موضوعات کے رسالے لکھکر اُنکی غلطی اور موضوعیت کو بیان کیا اور قوی کو ضعیف سے اور موضوع کو صحیح سے جدا کردیا لیکن علما و فقہا کے اقوال موضوعہ کو اُنکے اقوال صحیحہ سے جدا کرنے پر اسطرح کسی نے توجہ نہین کی اس لیے کہ اُنپر محنت کرنا فضول تہا کیونکہ بالفرض اگر وہ کلام نہین کا ہو تو وہ کسی پر حجت نہین ہوسکتا

تہا اور بسبب نہ معصوم ہونے انکے اسکی غلطی پر فقط غلط کہہ دینا ہی کافی تہا لیکن سوائے
چند محققین کے ایسی نقل اور سند سے عوام کو بڑا نقصان پہونچا اور دین مین بڑا رخنہ
پڑگیا۔ لوگون کی طبیعتین ایسی اسناد اور استناد کی ایسی عادی ہوگئین کہ بغیر کسی مولوی
کے قول کے اور بغیر کسی عالم کی سند کے کتاب و سنت کی باتون کا ماننا ہی جاتا رہا
اور بجای قال اللہ و قال الرسول کے قال زید و قال عمر پر دین و مذہب کا آگیا
اس خرابی نے اس سے زیادہ اور یہی ترقی پائی کہ جو لوگ حقیقت مین لائق استناد
نہ تہے بلکہ جنکے اقوال و اعمال لائق اجتناب کے تہے وہی قابل استناد ٹھہر گئے اور
اہل بدعت اور منافق اور جاہل صاحب سند ہوگئے اگر کسی شہر یا کسی فرقہ یا کسی خاندان
مین کوئی نامور ہوا اور اوسکو کچہہ لکہنا پڑہنا بہی آگیا اور کچہہ تالیف و تصنیف کرنے سے
اسکی عزت بہی بڑہ گئی تو اوس شہر کے رہنے والون اور اوس فرقے اور خاندان کے آدمیون
نے اپنے شہر اور اپنے خاندان کی عزت اسی مین جانی کہ اوسی کی بات کو مانین اور اُسی کے
کہنے پر چلین پس انکے دلون مین یہ بات ایسی جم گئی کہ اُسکے قول سے پہرنا گویا خدا کے
قول سے پہرنا ہے اس لیئے وہ اوسی کی باتون کے مقلد ہوگئے اور قدم بقدم اُسکے
طریقہ پر چلنے لگے اور اس طرح جب اُسکے مقلد اور تابع زیادہ ہوگئے اور وہ مقتدا اور
متبوع کسی فرقہ اور گروہ کا ہوگیا تو بس وہ صاحب الکتاب ٹھہرایا گیا۔ اگر اوس سے کوئی
صریح غلطی ہوجاتی یا اوس سے کوئی فعل مخالف کتاب و سنت کے ہوتا تو اوسکے مقلدین
و اصحاب اُسکی توجیہات و تاویلات کرتے یہان تک کہ اسکے حالات اور سیر مین کتابین لکہی جاتین اور

اسکے معجزے اور کرامتین اور زہد و پرہیزگاری کی حالتون مین دفتر کے دفتر سیاہ کیے جاتے
اور جو کچھہ جھوٹ خرافات اس مین ہوتا اسکو اسکے معتقدین اور مقلدین نصوص قرآنی کیطرح
واجب الاذعان جانتے اور خدا کی کتاب اور رسول کے کلام کو چھوڑکر اُسی کو حرز جان
بناتے اور ہر مسئلہ اور ہر عقیدہ کے لیے اپنی لال کتاب کو دیکھتے - پس بجای اسکے
کہ جو کچھہ انکے حضرت نے فرمایا اور جو کچھہ انکے پیر و مرشد نے ارشاد کیا یا جو کچھہ انکے
شیخ و بزرگ نے عمل کیا اسکو کتاب و سنت پر عرض کرتے اور خدا و رسول کی کتاب کو معیار
صحت بناتے ان بدبختون نے برعکس اسکے ساری شریعت اور تمام مذہب کو اپنے ہی
پیر و مرشد کی تالیفات اور اپنے حضرت کے ملفوظات و مکتوبات پر عرض کرنا شروع کیا پس
جو کچھہ اُسکے مطابق پاتے اسپر عمل کرتے ویسا ہی عقیدہ رکھتے جو کچھہ اسکے برخلاف دیکھتے
اوسے چھوڑ دیتے اور کتاب و سنت کے امتحان کے لیئے اُسی کو کسوٹی بناتے پس ایسی
حالت مین جو کچھہ دین کی خرابی ہو سکتی ہے وہ ہوی اور جو کچھہ شریعت مین ان باتون سے
خلل پیدا ہو سکتا ہے ہوا - ان چیزون نے یہانتک داو پر اثر کیا کہ اسکے برخلاف
کوئی کلمہ زبان پر لانا کفر کے کلمہ سے کم نہ سمجھا جاتا اور ان باتون کا منکر خارق اجماع اور بدعتی و فاسق ٹھہرتا
پس کیا زمانہ نے انقلاب پایا کہ کتاب و سنت کو لوگون نے پس پشت ڈالدیا اور اپنے
اپنے بزرگون کے صحیفون کو سامنے کر لیا اور پھر جسنے کتاب و سنت کا نام لیا اور اسپر
چلنے کا قصد کیا وہ فعل اسکا بدعت ٹھہرا اور جسنے ان صحیفون کو واجب العمل جانا اور اسپر
عمل کیا وہ فعل اسکا سنت قرار پایا -

اس خرابی کا باعث ایک بہت ہی بڑا غلط خیال ہوا جسکو شیطان نے لوگون کے
دلون مین ڈالا اور جسکو مقلدین نے عقل و ایمان کی مدد سے نہ نکالا یعنی وہ لوگ جنکی باتون پر
لوگون نے عمل کیا نیک اور پاک تھے اور علم مین کامل تھے پس انکے مقلدین کے دل
مین یہ خیال سمایا کہ پس جب ایسے نیک اور پاک اور امام اور عالم ایسا کہہ گیے ہین اور ایسا
کرتے رہے ہین تو ہم کہ نہ اُنکے سے نیک ہین نہ ویسا علم رکھتے ہین کیونکر اُسکے برخلاف
چل سکتے ہین حالانکہ وہ یہ نہ سمجھے کہ وہ لوگ گو نیک اور پاک تھے مگر معصوم نہ تھے اور گو
وہ عالم اور فقیہ تھے مگر علم لدنی کے عالم نہ تھے جبرئیل اُنپر نازل نہین ہوتے تھے خدا
بیواسطہ اُنپر وحی نہ کرتا تھا وہ بھی آخر اپنی سمجھ بوجھ ہی سے کام لیتے تھے اور اپنی قدرت
اور طاقت ہی کے موافق راہ حق پر چلتے تھے اُن سے غلطیون کا ہونا نہ صرف ممکن تھا
بلکہ یقینی اُن سے خطا ہونے کا نہ احتمال ہی احتمال تھا بلکہ ضروری تو پھر باوجود ایسی حالت
کے اُنکی سب باتون کو ماننا اور اُنکے کلام مین سے حق و باطل کو جدا نہ کرنا اور انکے
اقوال و اعمال کے صحیح یا بس مین تمیز نہ دینا اور سبکو تلقی بالقبول کرنا حقیقت مین انکو
صاحب شریعت اور اپنے آپ کو اسپر ایمان لانیوالا بنانا ہے۔

جب ہم کسی دوسرے دین پر افسوس کرتے ہین تو ہمارا سب سے زیادہ افسوس اسی
بات پر ہوتا ہے کہ اُس دین کے لوگ اپنے اپنے بانی مذہب کی بات پر عمل نہین کرتے
بلکہ بیچ کے واسطون اور عالمون کے قولون پر عمل کرتے ہین اور اپنی اصلی کتابون کو نہین
دیکھتے بلکہ بیچ کی بنائی ہوی کتابون پر چلتے ہین تو کیسے افسوس کی بات ہے کہ جب

وہی خرابی ہم مین بہی موجود ہوا ور وہی نقص ہمارے دین مین بہی پڑگیا ہو پس اگر ہم اپنے عیب کو نہ دیکہین اور اپنے دین و مذہب کو اس نقص سے پاک صاف نہ کرین تو ہمارا دوسرون پر طعنہ کرنا اور غیر دین والون کو بُرا کہنا عقل اور انصاف کے خلاف ہے۔

اس قول پر مغرور نہ ہونا چاہیے کہ فقہا کا فتوٰی شرع کا ستون ہے اور بغیر علم کلام کے اسکی علتون کا جاننا دشوار ہے۔ ایسی باتون پر وہی متوجہ ہونگے جنکو دنیا کی عزت اور شہرت منظور ہوگی پس ایسی شیطانون کے ہوتے ہوے اصل شیطانون سے بے خوف ہوجاؤ اس لیے کہ ان شیاطین الانس نے اصل شیطانون کو سُلا دیا ہے اور انکی خدمت اپنے ذمہ لیکر لوگونکو گمراہ کر رہے ہین اور اصل شیطانون کو چین دیدیا ہی کہ وہ تو سوتے رہین اور یہ انکا کام کرین علم جدال و کلام کے سبب سے جو فتنہ علما نے پیدا کیا اور جو فساد انکے تکلفات سے دین مین پہیلا وہ اس فتنہ سے کم نہین ہے جو ملک و ریاست مین ہوا تہا جسطرح اس جہگڑے کا نتیجہ یہ ہوا کہ ظلم و جبر کی سلطنت قائم ہوگئی اسیطرح اس کلام و جدال کا نتیجہ یہ ہوا کہ جہالت اور توہمات کی ایسی بادی ہوگئی جسکی کوئی حد نہین ہے اور پہر تو ایسا زمانہ آگیا جسمین لوگ محض تقلید پہ قانع ہوگئے اور حق کو باطل سے جدا نہ کرسکے اور سواے چند شاذ و نادر کے جو خاص خدا کے بندے تہے اور جو کسی کے ذلیل کرنے سے ذلیل نہین ہوسکتے تہے بلکہ وہ خدا کی زمین مین اسکی حجت تہے سبکے سب ایسے ہی ہوگئے اور پہر جو زمانہ آتا گیا اسمین فتنہ بڑہتا ہی گیا اور تقلید کو زور و شور ہوتا ہی گیا یہانتک کہ آخر کار معاملات دینی مین تحقیق کرنیکی عادت ہی جاتی رہی اور بزرگون کی رسمون ہی پر بنیاد رہگئی

تمت بالخیر

هذا بیان للناس وهدی وموعظة للمتقین

(اس سے مقصود تو سب لوگوں کو سمجھانا ہے لیکن ہدایت و نصیحت انہیں کو ہوتی ہے جنکے دل میں خدا کا خوف ہے)

تذکیر الاخوان بآیات القرآن

مولفہ احقر العباد محمد غوث سعید کان اللہ لہ

منظم دفتر پروٹسٹ سکریٹری نواب ذوالمہام سرکار عالی

حیدرآباد دکن

سنہ ۱۳۱۷ ہجری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خاتم النبیین سیدنا محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ الذین اتبعوہ باحسان الیٰ
یوم الدین - اما بعد بندۂ حقیر محمد غوث ابن غلام محمد سعید مرحوم مدراسی غفر اللہ لہ ولوالدیہ عرض رساہے کہ تجربہ
یہہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ حق ہمیشہ غالب رہا کرتا ہے اور ایک سچے دین اور صحیح مذہب کو زمانہ کی
رفتار بھی بجز اسکے کہ اسکو اور فروغ دے کوئی نقصان نہین پہونچا سکتی - جسقدر لوگ علم و عقل مین
ترقی کرتے جاتے ہین اسیقدر اس سچے دین اور صحیح مذہب کی خوبیان دریافت ہوتی جاتی ہین
اور اسکے حسن کا اعتراف مختلف طریقون سے ہوتا رہتا ہے لیکن اسکو سمجھنے کے لئے انسان کو
البتہ غور و فکر کی ضرورت ہوتی ہے - جو لوگ غور و فکر کے عادی نہین ہین اونکے اذہان اس طرف منتقل
نہین ہوتے اسلئے وہ واقعات سے نتایج نکالنے مین قاصر رہتے ہین - تمثیلاً مین اسلام کے عقائد
و اعمال کو پیش کرتا ہون جن مین غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا مین گو انکی سخت مخالفت کیگئی
لیکن رفتہ رفتہ لوگ اسکے حسن کے قایل ہوگئے اور آخرش نوبت یہان تک پہونچی کہ اس علم و
عقل کی ترقی کے زمانہ مین ہی بڑے بڑے دانشمندون کو سوا اسکی پیروی کے کوئی چارہ نہین
ہے - چنانچہ ہم دیکھہ رہے ہین کہ باوجود عیسائی مذہب مین شراب کی ممانعت نہ ہونیکے عقلمند عیسائیون نے

اسکا م الجنایت ہونا تسلیم کرلیا اور اس سے اجتناب کی ترغیب مین ہمہ تن مصروف ہین - اسیطرح یہہ لوگ عقیدۂ تثلیث کی قباحتون کو معلوم کرکے اسکے بالکل منکر ہوگئے ہین گو پورے پورے مسلمان نہین ہوے اور اپنی جماعت کو موحدین کے نام سے موسوم کرتے ہین - اکثر ہندؤن نے انگریزی تعلیم پاکر مذہب عیسائی کو تو قبول نہین کیا بلکہ بت پرستی سے بیزار ہوگئے اور بمقابلہ عیسائی پادریون کے اسکو جاہلون کی روش بتلاکر تثلیث ہی کی تردید کرنے لگے -

اِس مختصر تمہید کے بعد مین اپنے اس رسالہ مین تزکیۂ نفس و تہذیب اخلاق کے متعلق اسلام کی جو عمدہ تعلیم ہے اسکو بیان کرنا چاہتا ہون تاکہ اسکے پڑہنے والون کو معلوم ہوجاے کہ اسلام کیسا سچا اور صحیح مذہب ہے اور نیز یہہ کہ اسکو علم کی ترقی سے بعوض کسی قسم کا صدمہ پہونچنے کے تقویت ہوتی جاتی ہے -

یہہ مانی ہوئی بات ہے کہ کسی انسان کا نفس پاک اور اسکے اخلاق درست ہو نہین سکتے جب تک کہ اسکو خدا پر ایمان اور اپنے اعمال کی جوابدہی کا خوف [†] نہ ہو چنانچہ انگریزی سلطنت نے بھی جسکی دانائی ضرب المثل ہوگئی ہے ان اصول کو تسلیم کرلیا ہے اور اپنی رعیت کو وفادار نیک کردار اور اپنے احسانات کا

[†] جو لوگ مشرک ہین انکو اسکا خیال ہو نہین سکتا کیونکہ انکا زعم یہہ ہوتا ہے کہ انکے قرار دے ہوے معبود انکے حامی بنکر خدا کے عذاب سے انکو بچالینگے اور انہین کو راضی رکھنے کے لئے یہہ لوگ اپنے خیالات و توہمات کے بموجب اعمال کیا کرتے ہین جسکی مذمت قرآن مجید مین اسطرح مذکور ہے - اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى - یعنے یہہ تمہارے بت تو ترے نام ہی نام ہین جنکو تم اور تمہارے بڑون نے اپنی طرف سے تراش لیا ہے اور اگر انکی اصلیت ہو بھی تو خدا کی طرف سے انکے معبود ہونیکی کوئی سند موجود نہین ہے پس تم لوگ نری اٹکل اور اپنی نفسانی خواہشون پر چلتے ہو اور خدا کی طرف سے جو ہدایت آچکی ہے اسکو نہین دیکھتے - اسلام کی سب سے بڑی خوبی یہی ہے کہ اس قسم کے خیالات کا بطلان نہایت معقول دلایل سے ثابت کرکے اللہ کے بندون کو اپنے مالک حقیقی کی طرف رجوع کرنیکی تاکید ایسے امید و بیم کے الفاظ مین کی ہے کہ بڑے بڑے مشرک و بت پرست متاثر ہوکر کلمۂ توحید کے قایل ہوے اور ہوتے جاتے ہین -

شکر گزار رہنا سیکھے لئے مذہبی تعلیم کو مفید قرار دیا ہے - آج کل ولایت مین بھی مذہبی تعلیم کی سخت ضرورت ہونیکی نسبت کتابین تصنیف کی جاتی ہین اور حکایات وقصص کے پیرایہ مین دہریت اور لامذہبی کی برائیونکا اظہار ہوتا ہے اب دیکھنا چاہئے کہ اس اہم مسئلہ کے متعلق اسلام نے تیرہ سو برس پہلے کیا تعلیم کی اور دنیا مین کسی وقت اس سے بہتر تعلیم بھی ہوئی ہے یا نہین -

اس رسالہ کو مین نے دو فصلون پر تقسیم کیا ہے - پہلی فصل مین خدا پر ایمان لانے اور یوم آخرت کے یقین کرنے کے متعلق قرآن مجید کی جو تعلیم ہے وہ بیان کیگئی ہے - اور دوسری فصل مین تزکیہ نفس وتہذیب اخلاق کے لئے اعمال حسنہ اختیار کرنیکی نسبت اسلام کے جو احکام ہین انکا ذکر کیا گیا ہے -

فصل اول - خدا پر ایمان لانے اور یوم آخرت کے یقین کرنیکے متعلق آیات

سورۂ بقر مین ارشاد ہوا ہے - یٰاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ - ترجمہ - ای لوگو اپنے پروردگار کی عبادت کرو جس نے تمکو اور اُن لوگون کو جو تم سے پہلے ہو گزرے ہین پیدا کیا تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ جس نے تمہارے لئے زمین کا بچھونا بنایا اور آسمان کی چھت اور آسمان سے پانی برسا کر اس سے تمہارے کھانے کے پھل پیدا کئے پس کسی کو اللہ کا ہمپلہ نہ بناؤ اور تم جانتے بوجھتے ہو -

ان آیات مین لوگون کو اللہ جل شانہ کی عبادت کا حکم اسکے ایسے صاف وصریح احسانات جتا کر دیا گیا ہے جنکو ہر ایک شخص بلا غور وتامل دریافت کر سکتا ہے - پہلا احسان یہ ہے کہ ہم کو اور جو لوگ ہم سے پہلے ہو گزرے جن مین مشرکین کے قرار دئے ہوئے معبود بھی داخل ہین

سبکو اسی نے پیدا کیا - دوسرا احسان یہہ ہے کہ زمین کو ہمارا مکان اور آسمان کو اسکی چھت بنایا تیسرا احسان یہہ ہے کہ اگر ہماری خلقت کے ساتھہ ہماری روزی کا سامان مہیا نہ کرتا تو ہم زندہ نہین رہ سکتے تھے اِسلئے آسمان سے پانی برساکر زمین سے ہمارے لئے اقسام کے پھل نکالے جنکو ہم کھاکر زندہ رہتے ہین - پس اللہ جل شانہ کے ان احسانات کو جان بوجھکر اوروں کو جو ان کامون مین کچھہ بھی دخل نہین رکھتے ہین اسکی عبادت مین شریک کرنا ہرگز زیبا نہین ہے لہذا اسکی ممانعت کیگئی ہے اور اکیلے اللہ جلّ شانہ کی عبادت کا حکم دیا گیا ہے اور ساتھہ ہی لعلکم تتقون مین یہہ سمجھایا گیا ہے کہ اس حکم سے خدا کا کوئی ذاتی فایدہ مقصود نہین ہے بلکہ ہماری بھلائی منظور ہے کہ ہم بدکاری سے بچین ورنہ اُسکی ذات ہماری عبادت سے مستغنی ہے چنانچہ سورۂ ابراہیم کے ایک مقام مین ارشاد ہوا ہے - اِنْ تَکْفُرُوْا اَنْتُمْ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا فَاِنَّ اللّٰہَ لَغَنِیٌّ حَمِیْدٌ - یعنے تم اور جتنے لوگ روی زمین پر ہین سب کے سب ناشکر ہوجائین تو خدا کو ذرا بھی پروا نہین وہ بےنیاز اور ہر حال مین سزاوار حمد و ثنا ہے کیونکہ سبکا خالق وہی ہے اور جمیع نعمتین اسیکی عطا کی ہوی ہین -

یہی مضمون سورۂ لقمن کی ان آیات مین کسی قدر صراحت سے بیان ہوا ہے - خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَہَا وَاَلْقٰی فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِکُمْ وَبَثَّ فِیْہَا مِنْ کُلِّ دَآبَّۃٍ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْبَتْنَا فِیْہَا مِنْ کُلِّ زَوْجٍ کَرِیْمٍ - ہٰذَا خَلْقُ اللّٰہِ فَاَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِہٖ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ - ترجمہ - اسی نے آسمانون کو جیسا کہ تم انکو دیکھتے ہو بغیر ستون کے کھڑا کیا ہے اور اسی نے زمین مین تمہاری بوجھل پہاڑون کے لنگر ڈالے کہ کہین تمہین کسی طرف کو لیکر جھک نہ پڑے اور اس مین ہر قسم کے جاندار پھیلائے اور ہم ہی نے

آسمان سے پانی برسایا پھر اس پانی کے ذریعہ سے زمین مین ہر قسم کی عمدہ عمدہ چیزین اُگائین - اپنے پیغمبر ان لوگون سے کہو کہ یہہ تو خدا کی پیدا کی ہوئی پیدایش ہے تو اب تم لوگ مجھکو دکھاو کہ خدا کے سوا جو معبود تم لوگون نے بنا رکھے ہین انہون نے کیا کچھہ پیدا کیا ہے - بات یہہ ہے کہ یہہ ظالم کھلی گمراہی مین پڑے ہین -

ان آیات مین بے ستون آسمانون کی پیدایش - زمین کی خلقت اور اس مین بڑے بڑے پہاڑون کا بنانا تاکہ ہماری سکونت کی جگہہ مستحکم ہوجاے اور پھر اس زمین پر اقسام کے جانورون کا پیدا کرنا جو ہماری مختلف ضرورتون کو دفع کرتے ہین - اسکے بعد آسمان سے زمین پر پانی برسا کر اس سے ہماری غذاؤن کا نکالنا ان تمام انعامات کو جو اکیلے اللہ جلّ شانہ کے عطا کئے ہوے ہین بیان کرکے مشرکین سے یہہ سوال کیا گیا ہے کہ بھلا بتلاؤ تو سہی کہ تمہارے معبودون نے کیا پیدا کیا ہے - اس لاجواب سوال کے بعد خود اللہ جلّ شانہ ارشاد فرماتا ہے کہ جو لوگ شرک مین مبتلا ہین وہ اپنے نفس پر بڑا ہی ظلم کر رہے ہین کیونکہ انکی گمراہی تو ایسی صریح ہے کہ سزا کے وقت انکا کوئی عذر مسموع ہو نہین سکتا -

اِس غرض سے کہ اتمام حُجّت ہوجاے اور لوگون کو کسی قسم کے عذر کا موقع باقی نہ رہے اللہ جلّ شانہ نے قرآن مجید کے متعدد مقامات مین اپنی خالقیت و ربوبیت کے دلایل کو مختلف پیرایون مین بیان فرمایا ہے اور ان مضامین کی تکرار جو واقع ہوی ہے اس سے صرف یہی غرض معلوم ہوتی ہے کہ نادان لوگ ان باتون کو بار بار سنکر ذی فہم ہوجائین اور عقلمند لوگو نکے لئے اس مین یہہ فایدہ ہے کہ انکی قوت ایمانیہ مین ترقی ہوتی رہتی ہے اور انکے دل اللہ کی یاد سے فراموش نہین ہوتے - چنانچہ سورۂ طٰہٰ کے ایک مقام مین اوپر کی آیتون کا مضمون اس طرح بیان ہوا ہے - اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ مَہْدًا وَّسَلَکَ لَکُمْ

فِيهَا سُبُلًا وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى - كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ - اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى - مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى - ترجمہ - اسی نے تو تمہارے لئے زمین کا فرش بنایا اور تم لوگون کے چلنے کے لئے زمین مین رستے نکالے اور آسمان سے پانی برسایا - پھر ہم ہی نے پانی کے ذریعہ سے طرح طرح کی مختلف روئیدگیان زمین سے نکالین - انکو تم بھی کھاؤ اور اپنے چارپایون کو بھی چراؤ - کچھ شک نہین کہ ان باتون مین عقل والون کے لئے قدرتِ خدا کی بہتیری نشانیان ہین - لوگو اسی زمین سے ہم نے تمکو پیدا کیا اور مرنے پیچھے اسی مین تمکو لوٹا لائین گے اور اسی سے قیامت کے دن تم کو دوبارہ نکال کھڑا کرینگے - سورۂ قٓ مین یہی مضمون ان الفاظ مین بیان ہوا ہے - اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَزَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ - وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ - وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ وَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا - كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ - ترجمہ - کیا ان لوگون نے اپنے اوپر آسمان کی طرف نظر بھر کر نہین دیکھا کہ ہم نے اسکو کیسا بنایا اور ستارون سے اسکو سجایا اور اس مین کہین درز کا نام نہین - اور زمین کو ہم نے پھیلایا اور اسکے اندر بھاری بوجھل پہاڑ پلا دئے اور سب طرح کی خوشنما چیزین اس مین اُگائین تاکہ جو بندے ہماری طرف رجوع لانے والے ہین وہ ہماری قدرت کو دیکھکر عبرت پکڑین - اور ہم نے آسمان سے برکت کا پانی اتارا اور اپنے بندون کو روزی دینے کے لئے اس پانی کے ذریعہ سے باغ اُگائے اور کھیتی کا اناج اور لمبی لمبی کھجورین جنکے خوشے خوب گتھے ہوتے ہین - اور نیز ہم نے مینہہ کے ذریعہ سے مری ہوی بستی کو جلا اٹھایا - اسی طرح قیامت کے دن لوگون کو قبرون سے نکلنا ہوگا -

ان ہر دو آیات مین ہی آسمان و زمین کی خلقت پانی کا برسنا اور اسکے ذریعہ سے مخلوقات کو روزی کا میسر آنا اور پہر زمین کی مختلف آبادیون مین تعلقات قایم ہونیکے لئے جو تمدن کے واسطے نہایت ضروری ہے اس مین راستون کا موجود ہونا بیان کرکے ارشاد ہوا ہے کہ عقلمند لوگ ان امور کو دیکھکر خدا کی قدرت کا اعتراف کرتے ہین آخر مین یہہ بتلایا گیا ہے کہ جسطرح ہم نے زمین سے تمکو پیدا کیا اور پہر اسی کی طرف لوٹاتے ہین اسیطرح تمکو اس سے زندہ اٹہا دینگے اور اسکی مثال خود دنیا مین موجود ہے کہ پانی کے روک لینے سے کہیتی اور باغ اور اس مین جو کیڑے پتنگے ہوتے ہین وہ سب سوکہہ کر خاک درخاک ہوجاتے ہین لیکن جہان پانی برسا قطعہ کا قطعہ سرسبز و شاداب ہوجاتا ہے - جبکہ ہماری قدرت کی یہہ کیفیت ہے تو تمکو مرنے پیچہے زندہ کرنا کون سا مشکل امر ہے -

چونکہ خدا کی قدرت کا انکار درحقیقت خدا کا انکار ہے اور مخلوق سے خالق کا انکار ایک نہایت احمقانہ حرکت ہے سورۂ بقر کے ایک مقام مین اس قسم کے احمقون کی تفہیم ان الفاظ مین کیگئی ہے -

كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَكُنْتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ - ترجمہ - کیونکر تم خدا کا انکار کر سکتے ہو اور تمہارا حال یہہ ہے کہ تم بے جان تہے تو اس نے تم مین جان ڈالی پہر وہی تم کو مارتا ہے پہر وہی تم کو قیامت مین دوبارہ جلائیگا پہر اسیکی طرف لوٹ جاؤ گے -

اس آیت مین یہہ سمجہایا گیا ہے کہ تم دنیا مین خود بخود تو پیدا ہو گئے نہین بلکہ اللہ نے تمکو عدم سے صفحۂ ہستی پر موجود کیا یعنے ماں کے پیٹ مین اسطرح آئے کہ تمہاری ابتدای حالت مردے کی تہی پہر اس مین جان آئی اور تم صحیح سالم پیدا ہوے اسکے بعد ہی تم دنیا مین اپنے اختیار سے زندہ نہین رہتے ہو کیونکہ اگر یہہ امر اختیاری ہوتا تو کوئی شخص مرتا نہین بلکہ خدا کو جب تک منظور ہوتا ہے تم کو زندہ رکہتا ہے پہر وہی تم کو

مار دیتا ہے - یہان تک کی کیفیت تو تم خود جانتے ہو - اب جسکو یہہ تمام کام کرنیکی قدرت ہے وہی کہتا ہے کہ تم کو دوبارہ زندہ ہوکر اسکے حضور مین حاضر ہونا پڑیگا تاکہ دنیا مین جو اعمال کئے ہین انکی جوابدہی کرین - اگر تم ایسے قادر مطلق کے قول کو جسکی اختیار سے تم کسی وقت باہر نہین ہو سکتے ہو دنیا کی زندگی مین جو اسکی دی ہوئی ہے نہ مانین تو یہہ محض تمہاری حماقت ہے -

جو تصرفات اوپر کی آیت مین بیان ہوے ہین چونکہ اونکی طرف ذہن جلد منتقل نہین ہوتا ہے اسلئے سورۂ انعام کے ایک مقام مین اللہ جل شانہ کے ایک ایسے صاف وصریح تصرف کا ذکر کیا گیا ہے جو آدمی کو ہر وقت علانیہ نظر آتا ہے - چنانچہ ارشاد ہوا ہے - وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفّٰكُمْ بِاللَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيهِ لِيُقْضٰى أَجَلٌ مُسَمًّى ثُمَّ إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ - اور وہی ہے جو رات کے وقت نیند مین ایک طرح پر تمہاری روحین قبض کر لیتا ہے اور جو کچھہ تم نے دن مین کیا ہوتا ہے وہ اسکو ہی جانتا ہے پھر دن کے وقت تم کو اٹھا کھڑا کرتا ہے تاکہ رات دن کی آمد و شد سے وہ میعاد حیات جو اسکے علم مین مقرر ہے ایک دن پوری ہو پھر اسی کی طرف تم سب کو لوٹ کر جانا ہے پھر اُس وقت جو کچھہ تم دنیا مین کرتے رہے ہو وہ تم کو اس کا برا بھلا بتاریگا -

اس آیت مین ہر ایک انسان پر شب کے وقت نیند مین جو ایک طرح کی موت کی حالت طاری ہوتی ہے اور پھر وہ زندہ ہو جاتا ہے اسکو اللہ جل شانہ نے اپنے کمال قدرت کو ظاہر کرنیکے لئے بیان فرمایا ہے اور پھر ارشاد ہوا ہے کہ دن مین جو اعمال لوگ کیا کرتے ہین ہم انکو بھی بخوبی جانتے ہین اور بُرے اعمال کی سزا مین انکو اسی حالت نیند مین مار ڈالنا ہمارے اختیار مین ہے لیکن ہم ہر ایک شخص کی مدت حیات جو پہلے سے مقرر ہو چکی ہے پوری کرنیکے لئے اِس مجازی موت کے بعد پھر

اسکو زندہ کرتے ہین پس اس صورت مین تمہاری بداعمالیون کی سزا کے لئے البتہ تمکو ہماری طرف لوٹ آنا ہوگا اور جبکہ برے اعمال کی سزا ملنی ہے تو بالضرور اعمالِ نیک کی جزا ہی ہونی چاہیے اور اسکے لئے قیامت کا دن مقرر ہے جسکو تم لوگ اپنی حماقت سے جھٹلاتے ہو اور یہہ نہین سمجھتے کہ اس سے خدا کی قدرت کا انکار ہوتا ہے حالانکہ تم دنیا کی زندگی ہی مین اسکی قدرت کے آثار کو ہمیشہ دیکھ رہے ہو چنانچہ اللہ جل شانہ کی کمال قدرت اور دنیا ہی مین اسکے تصرفات کی مفصل کیفیت سورۂ واقعہ کے ایک مقام مین اسطرح مذکور ہے - اَفَرَءَيْتُم مَّا تُمْنُونَ - ءَاَنتُمْ تَخْلُقُونَهُۥٓ اَمْ نَحْنُ الْخَٰلِقُونَ - نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ - عَلَىٰٓ اَن نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ وَنُنشِئَكُمْ فِى مَا لَا تَعْلَمُونَ - وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُولَىٰ فَلَوْلَا تَذَكَّرُونَ - اَفَرَءَيْتُم مَّا تَحْرُثُونَ - ءَاَنتُمْ تَزْرَعُونَهُۥٓ اَمْ نَحْنُ الزَّٰرِعُونَ - لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَٰهُ حُطَٰمًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُونَ - اِنَّا لَمُغْرَمُونَ - بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ - اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِى تَشْرَبُونَ - ءَاَنتُمْ اَنزَلْتُمُوهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنزِلُونَ - لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنَٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُونَ - اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِى تُورُونَ - ءَاَنتُمْ اَنشَاْتُمْ شَجَرَتَهَآ اَمْ نَحْنُ الْمُنشِـُٔونَ - نَحْنُ جَعَلْنَٰهَا تَذْكِرَةً وَمَتَٰعًا لِّلْمُقْوِينَ - فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ - ترجمہ - بھلا دیکھو تو سہی کہ یہہ جو منی تم عورتون کے رحم مین پہونچاتے ہو اس منی کا آدمی تم بناتے ہو یا ہم بناتے ہین - ہم ہی نے تم لوگون مین موت کا قرار داد کر دیا ہے اور ہم اس سے عاجز نہین کہ تمہاری جسمانی شکلین بدل دین اور ایک اور ہستی مین جسکو تم نہین جانتے تم کو بنا کھڑا کرین - اور تم تو ہمارے پہلے بنانے کو جان ہی چکے ہو تو اب تم کیون نہین سوچتے کہ اسی طرح قیامت مین بنائے جا سکتے ہو - بھلا دیکھو تو سہی کہ تم لوگ جو کھیتی کرتے ہو اسکو تم

اُگاتے ہو یا ہم اُگاتے ہین - ہم چاہین تو کوی آفت بھیجکر پکنے سے پہلے اسکو چوپٹ کرین اور تم باتین بناتے رہ جاؤ کہ ہم تو تاوان مین آگئے بلکہ ہمارے تو نصیب پھوٹ گئے - بھلا دیکھو تو سہی کہ یہہ پانی جو تم پیتے ہو کیا بادل سے اسکو تم نے برسایا ہے یا ہم برساتے ہین - ہم چاہین تو اسکو ایسا کڑوا کر دین کہ زبان پر بھی نہ رکھا جاے تو تم کیون نہین شکر کرتے - بھلا دیکھو تو سہی یہہ آگ جو تم سلگاتے ہو اسکی لکڑیون کے درخت کو تم نے پیدا کیا ہے یا ہم پیدا کرتے ہین - ہم نے آگ کو دوزخ کی آگ یاد دلانے اور مسافرون کے فایدہ کے لئے بنایا ہے - تو اے پیغمبر اپنے پروردگار عالیشان کے نام کی تسبیح و تقدیس کرتے رہو -

ان آیات مین یہہ سمجھایا گیا ہے کہ دنیا مین ہر قسم کا تصرف خدا ہی کا ہے اور کسی غیر کو اس مین مطلق دخل نہین ہے اور اسپر کئی تمثیلین پیش کیگئی ہین - ابتدا انسان کی خلقت ہی سے کیگئی ہے اور یہہ پوچھا گیا ہے کہ کیا صرف ایک منی کے قطرہ سے ہم نے تمکو پیدا نہین کیا ہے - اس قطرہ کے ہم پہونچانے پر ہی تم قادر نہین ہو کیونکہ جب تک تم کو غذا نہ ملے تم مین یہہ قوت پیدا ہو نہین سکتی - رہی غذا اسکے دو جز ہین ایک کہانا اور دوسرا پانی پہلے جز کا یہہ حال ہے کہ تم لوگ کھیتی کرتے ہو لیکن جسطرح تم عورتون کی رحم مین صرف منی پہونچا دیتے ہو اور اس سے ہم آدمی بناتے ہین اسیطرح زمین مین تم تخم بو دیتے ہو کھیتی کا اُگانا ہمارا کام ہے - ہم چاہتے ہین تو سرے سے اُسکو اُگاتے ہی نہین جیسا کہ بعضون کو عقیم کر دیتے ہین یا اُگانے کے بعد پانی کی قلت یا کثرت یا کسی اور آفت مثلاً ٹڈیون ہی کو نازل کر کے اُسکو خراب کر دیتے ہین اور اس حالت مین تم سے سوا اسکے کہ باتین بنائین اور کہین کہ ہمارا نقصان ہو گیا اور ہمارے نصیب پھوٹ گئے کوئی تدبیر بن نہین سکتی چنانچہ اولاد کے پیدا ہو کر مرجانے پر ہی

تمہاری یہی کیفیت ہوتی ہے اور تمہارا کچھہ بس نہین چلتا - غذا کا دوسرا جزو ہے پانی اسکو بھی ہم ہی بادل سے برساتے ہین اور ایسا برساتے ہین کہ پینے کے قابل ہو اگر یہہ کڑوا ہوتا تو تم اسکو پی نہین سکتے تھے اور تمہاری زندگی محال ہو جاتی - یہہ ہے دنیا مین تمہاری عاجزی کا حال - اسکے علاوہ اگر تم کو کھانیکے لئے کھیتی کی پیداوار ملے بھی تو تم کو آگ کی ضرورت ہوتی ہے جسکے واسطے لکڑی درکار ہے - اسکے درخت جو جنگلون مین کثرت سے ہوتے ہین انکو پیدا کرنے مین تو تمکو کچھہ بھی دخل نہین ہے نہ تو تم انکے تخم بوتے ہو اور نہ انکی پرداخت کرتے ہو - اگر اس ایک نعمت کو بھی ہم روک لیتے تو تمہارے سب کام خراب ہو جاتے - پس جبکہ تمہاری زندگی کے سامان بھی ہمارے ہی اختیار مین ہین اور تمہاری موت بھی ہمارے ہی ید قدرت مین ہے تو کیا ہماری نسبت یہہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ ہم تمہارے ان اعمال کو بدلکر تمکو ایک اور ہستی مین جبکا تم کو علم نہین ہے لا نہین سکتے ہین تاکہ تمہارے اعمال کا بدلہ دین - آخر مین آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ارشاد ہوا ہے کہ یہہ ناعاقبت اندیش لوگ ہماری ان قدرتون کی کیا قدر کر سکتے ہین تم اپنے پروردگار عالی شان کی پاکی بیان کرتے رہو تاکہ عقلمند اس سے متاثر ہو کر شرک سے باز آئین

چونکہ قیامت کے انکار سے آدمی کو خدا کے روبرو اپنے اعمال کی جوابدہی کا خوف نہین رہتا ہے اس برای کو دفع کرنیکے لئے قرآن مجید کے متعدد مقامات مین یہہ مسئلہ نہایت معقول دلایل سے سمجھایا گیا ہے اور خدا کی قدرت اور انسان کا ہمہ وقت اسکے قابو مین ہونا مختلف طریقون سے ظاہر کیا گیا ہے چنانچہ سورہ روم مین یہی مضمون اسطرح بیان ہوا ہے - اَوَلَمْ یَتَفَکَّرُوْا فِیْ اَنْفُسِہِمْ مَا خَلَقَ اللّٰہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَہُمَا اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّی - وَاِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآءِ رَبِّہِمْ لَکٰفِرُوْنَ - اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِہِمْ کَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْہُمْ قُوَّۃً وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ

وَعَمَرُوهَا اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوهَا وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۔ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ

ترجمہ ۔ کیا ان لوگون نے اپنے دل مین غور نہین کیا کہ اللہ نے آسمان وزمین کو اور اُن چیزون کو جو ان دونون کے درمیان ہین کسی مصلحت ہی سے اور ایک وقتِ مقرر کے لئے پیدا کیا ہے اور بہتیرے آدمی تو قیامت کے دن اپنے پروردگار سے ملنے کو سرے سے مانتے ہی نہین ۔ کیا یہ لوگ ملک مین چلے پھرے نہین اور انہون نے اپنی آنکھون سے نہین دیکھا کہ جو لوگ ان سے پہلے ہو گزرے ہین انکا کیسا برا انجام ہوا ۔ وہ لوگ ان سے قوت مین بھی کہین بڑھکر تھے اور انہون نے زمینین بھی جوتین اور زمین کو جسقدر ان لوگون نے آباد کیا ہے اس سے بہت زیادہ اُن لوگون نے آباد کیا تھا اور اُن پاس بھی انکے پیغمبر معجزے لیکر آئے تھے مگر انہون نے نہ مانا اور اپنے کئے کی سزا پائی ۔ تو خدا تو ایسا بے انصاف نہ تھا کہ اُن پر ظلم کرے مگر وہ لوگ کفر و شرک کرکے آپ ہی اپنے اوپر ظلم کیا کرتے تھے ۔

ان آیات مین یہہ سمجھایا گیا ہے کہ اگر انسان ذرا غور و تامل سے کام لے تو وہ بالیقین اس بات کا معترف ہو جاویگا کہ اللہ جلّ شانہ نے زمین و آسمان کو اور انکے درمیان جو مخلوقات ہین انکو بلا کسی غرض و غایت کے نہین پیدا کیا ہے ۔ جسطرح دنیا مین ہر ایک چیز کی ایک ابتدا اور ایک انتہا نظر آتی ہے اسیطرح اس سارے کارخانہ کی ابتدا جو ہوی ہے تو اسکی انتہا بھی ضرور ہے اور اسکا نام قیامت ہے جسکا وقت اس کارخانہ کے بانی نے مقرر کر دیا ہے لیکن چونکہ اکثر لوگ غور و فکر نہین کرتے ہین اسلئے وہ اسکا انکار کرتے چلے جاتے ہین ۔ اسکے بعد اللہ جلّ شانہ منکرین کو انہین کے مشاہدات کی طرف متوجہ کرکے فرماتا ہے کہ تم لوگ رات دن زمین پر پھرتے چلتے ہو اور اسکے مختلف مقامات کی

سیر ہی کی ہے لیکن تمہارے دلون مین اسبات کا خیال ہی نہین گزرا کہ تم سے پہلے جو لوگ ان مقامات مین آباد تھے وہ اب کہان ہین اور انکا کیا انجام ہوا - علامات و نشانات کو بغور دیکھا جاے تو معلوم ہوگا کہ اونکی قوت تمہاری قوت سے بڑھی ہوی تھی اور زمین کو جسطرح انہون نے آباد کیا تھا اسطرح تم نے ہنوز نہین کیا ہے - باوجود اسکے انکا نام باقی نہین رہا لیکن البتہ یہہ پتا چلتا ہے کہ انہون نے اپنے رسولون کی تکذیب کی اور اپنی بداعمالیون پر اصرار کرکے تباہ ہوگئے - پس تم کو ضرور ہے کہ اُنکے حالات سے عبرت پکڑین اور ہمارے رسول کی جو قیامت سے تمکو اپنی کسی غرض سے نہین بلکہ تمہارے ہی فایدہ کے لئے ڈراتا ہے تکذیب نہ کرین -

یہی مضمون سورۂ حج کے ایک مقام مین اسطرح مذکور ہے - اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَتَکُوْنَ لَہُمْ قُلُوْبٌ یَّعْقِلُوْنَ بِہَا اَوْ اٰذَانٌ یَّسْمَعُوْنَ بِہَا فَاِنَّہَا لَا تَعْمَی الْاَبْصَارُ وَلٰکِنْ تَعْمَی الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ - ترجمہ کیا یہہ لوگ ملک مین چلے پھرے نہین - چلتے پھرتے تو انکے ایسے دل ہوتے کہ ان کے ذریعہ سے انجام کار کو سمجھتے اور اُن کے ایسے کان ہوتے کہ اُن کے ذریعہ سے نصیحت کی بات سنتے - بات یہہ ہے کہ کچھہ آنکھین اندھی نہین ہوا کرتین بلکہ دل جو سینون مین ہین وہ اندھے ہوجایا کرتے ہین -

یعنے مکذبین کو آنکھہ بھی ہین اور کان بھی ہین اور یہہ زمین پر چلتے پھرتے بھی ہین لیکن انجام کار کو نہ سوچنے اور نصیحت کو نہ ماننے کا اصلی سبب یہہ ہے کہ انکے دل غور و فکر کے عادی نہ ہوے گویا اندھے ہوگئے ہین اور یہہ انکو کام مین لا نہین سکتے -

برخلاف اسکے جن لوگون کو غور و فکر کی عادت ہے اور جو نصیحت کو سمع قبول سے سنتے ہین انکے حق مین گزشتہ واقعات کا بیان مفید ہوتا سورہ قٓ مین اسطرح بیان ہوا ہے - وَکَمْ اَہْلَکْنَا قَبْلَہُمْ مِّنْ قَرْنٍ

هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِی الْبِلَادِ - هَلْ مِنْ مَّحِیْصٍ - اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِمَنْ کَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَی السَّمْعَ وَهُوَ شَهِیْدٌ - ترجمہ - اور اُن سے پہلے ہم نے کتنی امتین ہلاک کرمارین کہ وہ ان سے بل بوتے مین کہین بڑھ چڑھ کر تھے توجب اُنپر عذاب نازل ہوا تو انہون نے تمام شہرون کو جہان مارا کہ کہین بھاگنے کا ہٹکانا ہی ہے جو صاحب دل ہے یا کان لگاکر حضور قلب سے بات کو سنتا ہے اسکے لئے تو ان باتون مین کافی نصیحت ہے جبکہ یہہ بات ثابت ہوچکی کہ اللہ جل شانہ کو ہر طرح کی قدرت حاصل ہے اور دنیا مین سارے تصرفات اسیکے ہین اور وہ آدمی کو موت کے بعد دوبارہ زندہ کرسکتا ہے تو اب اس زندگی کی ضرورت کی نسبت سورۂ صٓ مین ایک نہایت معقول دلیل پیش کیگئی ہے - وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا بَاطِلًا ذٰلِکَ ظَنُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنَ النَّارِ - اَمْ نَجْعَلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَالْمُفْسِدِیْنَ فِی الْاَرْضِ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِیْنَ کَالْفُجَّارِ - ترجمہ - اور ہم نے آسمان وزمین کو اور جو چیزین آسمان وزمین مین ہین انکو بیکار نہین پیدا کیا - یہہ ان لوگون کا خیال ہے جو کافر ہین اور دوزخ کے مصایب کے لحاظ سے کافرون کے حال پر بڑا ہی افسوس ہے - کیا جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے انکو ہم اُن ہی جیسا رکھین گے جو ملک مین فساد پھیلاتے ہین یا ہم پرہیزگارون کو بدکارون کی طرح رکھین گے -

اِس آیت مین یہہ ارشاد ہوا ہے کہ جو لوگ قیامت کا انکار کرتے ہین اگر بالفرض انکی بات صحیح مان لی جاے تو یہہ آسمان وزمین اور جو مخلوقات انکے درمیان ہین سب کے سب بیکار محض ہوجاتے ہین اور پھر جو لوگ اس کارخانۂ عظیم کو دیکھکر اپنے خالق پر ایمان لاتے ہین اور اچھے عمل کرتے ہین انکی حالت مفسدون اور شریرون کے برابر ہوجاتی ہے اور خدا سے ڈرکر پرہیزگاری اختیار کرنے والون کا رتبہ گویا بدکارون کا سا ہوجاتا ہے کیونکہ جب برے اعمال کی سزا نہین اور نیک اعمال کی جزا نہین تو ہر دو

فریق یکسان ہوگئے اور یہہ صریحاً ظلم ہے جسکی نسبت خدا کے طرف ہو نہین سکتی بلکہ قیامت بالضرور ہوگی اور اسوقت منکرین کو دوزخ کے جو دردناک مصایب جھیلنے پڑینگے انکے لحاظ سے تو انہین کی حالت قابلِ افسوس ہے۔

جبکہ یہہ امر متحقق ہوچکا کہ قیامت بالضرور ہوگی اور ہر شخص کو اسکے اعمال کی جوابدہی خدائی ذوالجلال کے روبرو کرنی پڑیگی تو اب اُس دن کی کیفیت بیان کیگئی ہے تاکہ لوگ اسکی سختی سے ڈرین اور اس سے امن حاصل ہونیکے لئے خدا اور سول کے احکام کی پیروی کرین۔ چنانچہ سورہ حج مین ارشاد ہوا ہے۔ یٰاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ۔ یَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّاۤ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِیْدٌ۔ ترجمہ۔ لوگو اپنے پروردگار کے عذاب سے ڈرو کیونکہ قیامت کا زلزلہ ایک بڑی سخت مصیبت ہوگی۔ جس دن وہ تمہارے سامنے آموجود ہوگی ہر دودھ پلانے والی ماں اپنے دودھ پیتے بچے کو بھول جاویگی اور جتنی حمل والیان ہین سب کے حمل گر پڑینگے اور مارے بدحواسی کے لوگ متوالے دکھائی دینگے حالانکہ وہ متوالے نہین بلکہ خدا کا عذاب بڑا سخت ہے جس کے ڈر سے لوگ بدحواس ہو رہے ہونگے۔

اس آیت مین یہہ بیان کیا گیا ہے کہ قیامت کا زلزلہ نہایت ہی سخت ہوگا کیونکہ وہ ساری دنیا کو ہلا دیگا۔ کبھی کبھی خاص خاص مقامات مین زلزلے ہوا کرتے ہین تو لوگون کی گھبراہٹ اور پریشانی کی کیفیت معلوم ہوجاتی ہے۔ مکان مال اسباب سب کچھہ چھوڑ چھاڑ کر لوگ پناہ کے لئے بھاگے بھاگے پھرتے ہین۔ لیکن قیامت کے زلزلہ سے چونکہ کوئی جگہہ خالی نہین ہوگی اسلئے اسکی مصیبت نہایت ہی

سخت ہوگی - اِس مصیبت کو ذہن نشین کرنیکے لئے اُس دن کے واقعات سے دو ایسے واقعات بیان کئے گئے ہین کہ گویا اِس حادثۂ عظیم کی پوری پوری تصویر کھینچدیگئی ہے - اول یہہ کہ ہر دودھ پلانے والی اپنے شیرخوار بچے کو بھول جاویگی اور اپنی حفاظت کی فکر مین لگ جاویگی - دوم یہہ کہ حمل والی عورتون کے حمل مارے ہیبت کے وضع ہو جاوینگے - تجربہ سے یہہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ ما اپنے بچے کو کیسی ہی مصیبت و آفت کا سامنا کیون نہ ہو ہرگز نہین بھولتی ہے اور اسیطرح حمل والی عورتین اپنے حمل کی حفاظت نہایت احتیاط سے کیا کرتی ہین - باوجود اِسکے جب اپنی فکر مین اپنے شیرخوار بچے کو بھول جاے اور حمل والی عورتون کے حمل مارے خوف کے وضع ہونے لگین تو اس سے قیامت کے دن کی شدت کا اندازہ بخوبی ہو سکتا ہے - اسکے بعد ارشاد ہوا ہے کہ ما کے بچے کو بھول جانے اور حمل والیون کے حمل وضع ہونے پر ہی موقوف نہین بلکہ قیامت کا صدمہ تو ایسا بھاری ہوگا کہ سارے لوگ متوالے نظر آوینگے یعنے جسطرح متوالے لوگ گرتے پڑتے چوطرف دوڑا کرتے ہین وہی حالت سب لوگون کی مارے ہدحواسی کے ہو جاویگی اور اسکی وجہہ اور کچھہ نہین ہوگی سوا اسکے کہ اللہ کا عذاب سخت ہوگا پس لوگون کو چاہئے کہ ایسے عذاب کے نازل کرنے والے یعنے اپنے پروردگار سے ڈرین -

سورۂ مرسلات مین اسی قیامت کا یقیناً واقع ہونا اور اسکے وقوع کے وقت زمین و آسمان کی جو کیفیت ہوگی اور مکذبین قیامت کی حالت اسطرح بیان ہوی ہے - اِنَّمَا تُوعَدُونَ لَوَاقِعٌ - فَاِذَا النُّجُومُ طُمِسَتْ - وَاِذَا السَّمَاءُ فُرِجَتْ - وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ - وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ - لِاَیِّ یَوْمٍ اُجِّلَتْ - لِیَوْمِ الْفَصْلِ - وَمَا اَدْرَاکَ مَا یَوْمُ الْفَصْلِ - وَیْلٌ یَوْمَئِذٍ لِلْمُکَذِّبِیْنَ - ترجمہ - تم لوگون سے جو قیامت کا وعدہ کیا جاتا ہے وہ بالضرور ہو کر رہیگا - یعنے جبکہ ستارے اندھے پڑ جائین اور جب آسمان

پھٹ جاے اور جب پہاڑ اڑا دئے جائین اور جب پیغمبر اپنی اپنی امت کے حساب کے لئے وقت مقرر پر حاضر کئے جائین - اس وقت سمجھو کہ قیامت ہوئی - لیکن یہہ واقعات کس دن کے لئے ملتوی ہین سو ملتوی ہین فیصلہ کے دن کے لئے اور پیغمبر تم کیا سمجھے کہ فیصلہ کا دن کیا ہے - اُس دن جھٹلانے والون کی تباہی ہے -

سورۂ طور مین ہی مضمون ان الفاظ مین مذکور ہے - اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِعٌ مَّالَہٗ مِنْ دَافِعٍ - یَوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا - وَّتَسِیْرُ الْجِبَالُ سَیْرًا - فَوَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ - الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ خَوْضٍ یَّلْعَبُوْنَ - یَوْمَ یُدَعُّوْنَ اِلٰی نَارِ جَھَنَّمَ دَعًّا - ھٰذِہِ النَّارُ الَّتِیْ کُنْتُمْ بِھَا تُکَذِّبُوْنَ - اَفَسِحْرٌ ھٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ - اِصْلَوْھَا فَاصْبِرُوْٓا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْکُمْ - اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ - ترجمہ - تمہارے پروردگار کا عذاب کافرون پر ضرور نازل ہوکر رہیگا - کسی کی مجال نہین کہ اس کو ٹال سکے - جس دن آسمان سمندر کے پانی کی طرح لہرین مارنے لگے اور پہاڑ اُڑے اُڑے پھرین - جھٹلانے والون کی جو بکواس مین پڑے کھیل رہے ہین اس دن بڑی خرابی ہے - جبکہ ان لوگون کو آتش دوزخ کی طرف دھکے دے دے کر لے جائین گے تو ان سے کہا جاے گا کہ یہی وہ دوزخ ہے جسے تم جھٹلایا کرتے تھے تو کیا یہہ بھی نظربندی ہے یا تم کو اب بھی نہین سوجھہ پڑتا - اس مین داخل تو ہو پھر صبر کرو یا بے صبری دونون باتین تمہارے حق مین برابر ہین - جیسے عمل تم دنیا مین کرتے رہے تم کو انہین کا بدلہ دیا جائیگا -

ان آیات مین یہہ بیان ہوا ہے کہ جب قیامت واقع ہوگی تو مکذبین کو جو اسکی ہنسی اڑایا کرتے تھے جبراً و قہراً دوزخ مین داخل ہونا پڑیگا اور اُن سے توبیخ کے طور پر پوچھا جاویگا کہ اب بھی نظربندی کہکر اسکا انکار کروگے - یہہ تو ہو نہین سکتا کیونکہ دنیا مین تمکو آگاہ کردینے کے لئے صرف اسکی خبر دیگئی تھی اب تو معاینہ کے علاوہ اسکی تکلیفون کو برداشت کرنا ہے اور یہہ تکلیفین ایسی نہین ہین کہ تمہاری آہ و فغان

اور بے صبری سے دور ہو جائین یا انین کوی کمی واقع ہو بلکہ تمہارے برے اعمال کی سزا مین یہہ خدا کا عذاب ہے جسکو کوی ٹال نہین سکتا - چنانچہ اسی زجر و توبیخ کا ذکر سورۂ مرسلات کے ایک مقام مین اسطرح آیا ہے - ہٰذَا یَوْمُ الْفَصْلِ جَمَعْنٰکُمْ وَالْاَوَّلِیْنَ - فَاِنْ کَانَ لَکُمْ کَیْدٌ فَکِیْدُوْنِ - وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ - ترجمہ - اس دن ہم اُن سے کہین گے کہ یہی فیصلہ کا دن ہے کہ ہم نے تمکو اور اگلے لوگون کو حساب اعمال کے لئے جمع کیا ہے تو اگر تم کو کوی داؤ آتا ہو تو ہم پر اپنا داؤ کر چلو - غرض قیامت کے دن جھٹلانے والون کی تباہی ہے اور اسی سورہ مین آگے چلکر منکرین قیامت کی تنبیہ کے لئے یہہ ارشاد ہوا ہے - کُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا قَلِیْلًا اِنَّکُمْ مُّجْرِمُوْنَ - وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ - ترجمہ - حق کا انکار کرنے والو تم بھی دنیا مین چند روز کھا پی لو اور رہن سہن کر تم بیشک گنہگار اور جھٹلانے والے ہو اور قیامت کے دن جھٹلانے والون کی تباہی ہے -

یعنے حساب اعمال کے لئے ہم نے تمکو اور تمہارے اگلون کو جمع کر لیا ہے - دنیا مین تم لوگ مال و دولت کے غرّے پر بہت کچھہ شیخیان بگھارا کرتے تھے اور اپنی کامیابی و مرفہ الحالی کو اپنی حسن تدبیر کی طرف منسوب کرتے تھے لیکن یہان ہمارے عذاب سے بچنے کی کوی راہ تو نکال لو - دنیا کی کامیابی و مرفہ الحالی تو چند دن کے لئے تھی جو گئی گزری ہو چکی لیکن تم لوگ مجرم ہونیکی وجہہ سے آج تمہاری تباہی ہے اور تمہاری دنیاوی حالتون کا یہان مطلق لحاظ ہو نہین سکتا -

چونکہ حیات دنیا فی الحقیقت ایک دھوکے کی ٹٹی ہے اور اس مین آدمی خدا سے غافل ہو جاتا ہے اسلئے سورۂ لقمن کے ایک مقام مین قیامت کے عذاب سے اسطرح ڈرایا گیا ہے - یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمْ وَاخْشَوْا یَوْمًا لَّا یَجْزِیْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَیْئًا - اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّکُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا وَلَا یَغُرَّنَّکُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ - ترجمہ - لوگو اپنے پروردگار کا خوف رکھو اور اُس دن سے ڈرو کہ

نہ کوئی باپ اپنے بیٹے کے کام آئے اور نہ کوئی بیٹا کچھ اپنے باپ کے کام آسکے - خدا کا وعدہ روزِ قیامت کا برحق ہے تو لوگو دنیا کی زندگی کے دھوکے مین نہ آجانا اور نہ خدا کے بارے مین اس فریبی شیطان کا دھوکا کھانا -

اس آیت مین یہہ ارشاد ہوا ہے کہ قیامت کا وعدہ بالکل سچا ہے اور مطلق ٹلنے والا نہین کیونکہ اسکی خبر خدا نے دی ہے اور یہہ بھی جتلا دیا ہے کہ اُس دن ہر شخص کو اپنے اعمال کی جوابدہی کرنی پڑیگی دنیا کی طرح وہان ایک کی مصیبت مین دوسرا شریک ہوکر اسکی سختی کو کم نہین کرسکتا اور نہ ایک دوسرے کے کچھہ ہی کام آسکتا ہے یہان تک کہ باپ اپنے بیٹے کو اور بیٹا اپنے باپ کو بھی ذرہ بھر خدا کے عذاب سے بچا نہین سکتا ہر شخص اپنی حالت مین مشغول و مصروف رہیگا پس ایسے دن سے ڈرو اور دنیا کی زندگی پر مغرور ہوکر شیطان کے فریب مین نہ آجاؤ اور اللہ کی نافرمانی سے بچتے رہو -

چونکہ مشرکین کا دعویٰ اسکے خلاف تہا اور اب بھی ہے اور انکے زعمِ باطل مین یہہ بات ہے کہ انکے معبود انکو خدا کے عذاب سے بچا لینگے اور انکی بد اعمالیون کی سزا نہ ہونے دینگے لہذا انکی تردید سورۂ انعام کے ایک مقام مین اسطرح کیگئی ہے - وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا أَيْنَ شُرَكَاؤُكُمُ الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ - ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا وَاللَّهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ - انْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ - ترجمہ - اور اس دن کو پیش نظر رکھو کہ ہم ان سبکو اپنے حضور مین جمع کرینگے اور پھر اُن لوگون سے جو ہمارے ساتھہ جھوٹے معبودون کو شریک کرتے تہے پوچھین گے کہ کہان ہین تمہارے ٹھہرائے ہوئے وہ شریک جنکو تم شریک خدائی سمجھتے تہے پھر اسکے سوا انکا کوئی عذر نہ ہوگا کہ کہین گے ہم کو خدا ہی کی قسم جو ہمارا پروردگار ہے ہم تو کسی کو

اسکا شریک نہین بناتے تھے - اے پیغمبر دیکھو تو سہی یہہ لوگ کسطرح اپنے اوپر آپ جھوٹ بولنے لگے اور انکی افترا پردازیان سب اُن سے گئی گزری ہوگئین -

ان آیات مین یہہ بیان ہے کہ قیامت کے دن اللہ جلّ شانہ مشرکون سے خطاب کرکے فرماویگا کہ کہان ہین تمہارے وہ معبود جنکی تائید پر تمکو بھروسہ تہا - تم دنیا مین انکی عبادت اسی خیال سے کیا کرتے تھے کہ وہ تمہاری مشکل مین کام آوینگے - آج کی مشکل تو نہایت سخت مشکل ہے انکو ضرور تہا کہ اسوقت تمہاری مدد کو آپہونچین ہر خلاف اسکے تم اکیلے اپنے اعمال کی جوابدہی کے لئے کھڑے ہو اور تمہارے ساتھہ کوئی تمہارا حمایتی نظر نہین آتا بلکہ ہر شخص اکیلا اکیلا اپنی نجات کی فکر مین لگا ہے - جب مشرکین اپنی آنکھون سے دیکھہ لینگے کہ اُس دن ساری قوت اللہ ہی کو ہے اور کسی کو اسکے مقابلہ مین کسیکی حمایت کی مجال نہین ہے تو قسمین کہا کہا کر شرک کا انکار کرنے لگینگے اور کہینگے کہ ہم نے خدا کی عبادت مین کسی کو شریک ہی نہین کیا - اللہ جلّ شانہ مشرکین کی اس رسوائی کی حالت کی خبر اپنے پیغمبر کو دیکر فرماتا ہے کہ انکا یہہ انکار انکے کچھہ کام نہین آویگا اور دنیا مین یہہ لوگ جو افترا پردازیان خدا پر کیا کرتے تھے کہ ہمارے یہہ معبود ہمکو خدا کے عذاب سے بچا لینگے انکی ساری حقیقت کہل جاویگی -

سورۂ بقر کے ایک مقام مین یہی مضمون کسی قدر تفصیل کے ساتھہ مذکور ہے - وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ - وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ - وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ - اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ - وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا - كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ - وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ - ترجمہ - اور لوگون مین سے

کچھہ ایسے ہی ہین جو اللہ کے سوا اورون کو بھی شریک خدا ٹہراتے ہین اور جیسی محبت خدا سے رکھنی چاہئے ویسی محبت اُنسے رکھتے ہین اور جو ایمان والے ہین اُن کو تو سب سے بڑھکر خدا کی محبت ہوتی ہے - اور جو بات ان ظالمون کو عذاب کے دیکھنے پر سوجھہ پڑیگی ای کاش اب سوجھہ پڑتی کہ ہر طرح کی قوت اللہ ہی کو ہے اور نیز یہہ کہ اللہ کا عذاب ہی سخت ہے - یہہ ایسی مشکل کا وقت ہوگا کہ پیشوا اپنی پیروی کرنے والون سے دست بردار ہوجاوینگے اور عذاب آنکھون سے دیکھہ لینگے اور اُنکے آپس کے تعلقات سب توٹ جاوینگے اور پیرو بول اُٹھینگے کہ ای کاش ہم کو ایک دفعہ دنیا مین پھر لوٹ کر جانا ملے تو آج جیسے یہہ لوگ ہم سے دست بردار ہوگئے ہین اسی طرح ہم بھی ان سے دست بردار ہوجائین گے - یون اللہ انکے اعمال انکے آگے لائیگا کہ اُن کو سرتا سر حسرت ہی حسرت دکھائی دینگے اور اسپر بھی انکو دوزخ سے نکلنا نصیب نہین ہوگا -

ان آیات مین یہہ بیان ہے کہ بعض لوگ اللہ کی عبادت مین اورون کو شریک کرتے ہین اور اور اُن سے نفع کی امید اور نقصان کا خوف کرکے اسیطرح محبت رکھتے ہین جیسا کہ اللہ سے رکھنی چاہئے اور انکے ساتھہ وہی عبادت کے طریقے بجالاتے ہین جنکو اللہ کے لئے بجالانیکا حکم ہے برخلاف مسلمانون کے جن کے دلون مین خدا کی محبت سب پر غالب ہے اور وہ کسی کو اسکی عبادت مین شریک نہین کرتے ہین - اسکے بعد ارشاد ہوا ہے کہ جب قیامت کے دن خدا کی قدرت اور اسکے عذاب کی کیفیت کو یہہ لوگ دیکھہ لینگے تو اپنے اعمال پر سوا افسوس و ندامت ظاہر کرنیکے انکو کوئی چارہ ہی نہین رہیگا - کیون کہ اس دن انکے پیشوا ان سے دست بردار ہوجاوینگے اور جو تعلقات انہون نے اپنی طرف سے اپنے اور اپنے پیشواؤن کے درمیان قایم کئے تہے وہ سب منقطع ہوجاوینگے اور انکو اسوقت اپنے پیشواؤن سے انتقام لینے کے لئے یہہ آرزو ہوگی کہ مکر دنیا مین جانا نصیب ہوتا کہ خود بھی اُن سے دست بردار ہوجائین - لیکن یہہ آرزو بے سود محض ہوگی اور

جان ۲۰ ۱۱

دوزخ مین داخل کردئے جانیکے بعد انکو اس سے نکلنا نصیب نہین ہوگا -

اِس آیت مین یہہ جو بیان ہوا کہ مشرکین کے معبود قیامت کے دن انکی حمایت کرنیکے عوض اُن سے دست بردار ہوجاوینگے اسکا ذکر سورۂ مریم کے ایک مقام مین اسطرح آیا ہے - وَاتَّخَذُوا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا - كَلَّا سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا - ترجمہ - اور مشرکون نے دوسرے دوسرے معبود اس امید سے بنا رکھے ہین کہ قیامت مین انکے حامی ومددگار رہون - ہرگز نہین یہہ معبود جن سے انہون نے امید لگا رکھی ہے انکی عبادت کا انکار کرین گے اور الٹے انکے دشمن ہوجائین گے -

چنانچہ اسکی تفصیل سورۂ فرقان مین اسطرح مذکور ہے - وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِىْ هٰٓؤُلَآءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَ - قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِىْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ وَكَانُوْا قَوْمًۢا بُوْرًا - فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا - وَمَنْ يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيْرًا - ترجمہ - اور جس دن خدا تمام کافرون کو اور اُن معبودون کو جن کو یہہ لوگ خدا کے سوا پوجتے ہین اپنے حضور مین جمع کریگا پھر انکے معبودون سے پوچھے گا کہ کیا میرے ان بندون کو تم نے گمراہ کیا تھا یا یہہ آپ سے آپ رستے سے بہک گئے - ان کے معبود عرض کرینگے کہ تو پاک ذات ہے ہم تو خود بندے تھے ہمکو یہہ بات کسی طرح زیبا نہ تھی کہ تیرے سوا اپنے لئے دوسرے دوسرے کارساز بناتے تو ہم انکے کارساز بننے کا کیونکر دعوی کرسکتے تھے بلکہ بات یہہ ہوی کہ تو نے انکو اور انکے بڑون کو آسودگیان دین یہان تک کہ تیری یاد کو بھلا بیٹھے اور یہہ آپ ہی ہلاک ہونے والے لوگ تھے - اسپر ہم کافرون سے مخاطب ہوکر فرماوینگے کہ تمہارے ان معبودون نے تو تمہاری ساری باتون مین تم کو جھٹلا دیا تو اب تم نہ تو ہمارے عذاب کو اپنے اوپر سے ٹال سکتے ہو اور نہ کسی سے مدد

سے سکتے ہو - اور لوگو اسی طرح جو تم مین سے شریک خدا بنا کر ظلم کرے گا ہم اسکو آخرت مین بڑے سخت عذاب کا مزا چکھائین گے

ان آیات مین یہہ بیان ہے کہ قیامت کے دن اللہ جل شانہ اپنے اُن بندون سے جنکی دنیا مین پرستش کی جاتی تہی یہہ پوچھیگا کہ کیا تم نے میرے بندون کو سیدہے راستے سے بہکا کر اپنی طرف رجوع کر لیا تہا یا یہہ خود بخود گمراہ ہو گئے - اسکے جواب مین وہ لوگ عرض کرینگے کہ خداوندا تیری ذات پاک اور بے نیاز ہے اور ہم خود تیرے بندے ہین جب تو ہی نہ صرف ہمارا بلکہ سب کا کارساز ہے تو ہم سے یہہ کیونکر ہو سکتا تہا کہ خود کسی کے کارساز بن بیٹہین - حقیقت یہہ ہے کہ انکو اور انکے آباواجداد کو دنیا مین تو نے فراغت دی اور یہہ لوگ عوض اسکے کہ تیری نعمتون کا شکر ادا کرین تجہکو فراموش کر بیٹہے اور اپنے ہاتہون سے اپنی ہلاکت کا سامان کر لیا - اس سچے اور صحیح عذر کے بیان کے بعد اللہ جل شانہ مشرکین سے مخاطب ہو کر فرماویگا کہ لو خود تمہارے معبودون نے تمہاری مدد کرنیکے عوض تمکو سرے سے جہٹلا دیا اور تمہارے افعال سے اپنی ناراضی ظاہر کر دی اب تو تم ہمارے عذاب کو جو تمہارے ہی اعمال کا نتیجہ ہے کسیطرح ٹال نہین سکتے ہو - آخر مین ارشاد ہوا ہے کہ مشرکین کے کسی خاص فرقہ یا جماعت ہی پر منحصر نہین بلکہ جو شخص شرک کریگا وہ قیامت کے دن ہمارے سخت عذاب مین مبتلا ہو جاویگا کیونکہ مشرک درحقیقت خدا کی نعمتون کو اوروں کی طرف منسوب کر کے انکی عبادت کیا کرتے ہین اور یہہ بہت بڑا ظلم ہے - چنانچہ یہہ امر کہ ساری نعمتین اللہ کی دی ہوی ہین اور انمین کسی غیر کی مطلق شرکت نہین ہے سورۂ احقاف کے ایک مقام مین اسطرح بیان ہوا ہے

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ - اِئْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ - وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ - وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا

بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ - ترجمہ - ای پیغمبر ان لوگون سے کہو کہ بھلا دیکھو تو سہی کہ خدا کے سوا جن معبودون کو تم پکارتے ہو ایک نظر مجھکو تو دکھاو کہ انہون نے کون سی زمین پیدا کی ہے یا آسمانون کے بنانے مین انکا ساجھا ہے اپنے دعوے مین سچے ہو تو اس سے پہلے کی کوئی کتاب یا علمی روایت میرے سامنے پیش کرو - اور اس سے بڑھکر گمراہ کون جو خدا کے سوا ایسے معبودون کو پکارے جو روز قیامت تک اسکو جواب تک نہ دے سکین اور جواب دینا تو درکنار انکو تو انکی دعا تک کی بھی خبر نہین - اور جب قیامت کے دن لوگ حساب کے لیے جمع کئے جاوینگے تو یہہ معبود اُلٹے اُنکے دشمن ہوجاوینگے اور انکی پرستش سے انکار کرنے لگینگے -

ان آیات مین آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مشرکین سے یہہ سوال کرنیکا حکم ہوا ہے کہ تم لوگ خدا کے سوا اورون کی جو عبادت کرتے ہو بھلا بتلاو تو سہی کہ انہون نے بھی اس زمین کا جسپر تم آباد ہو کوئی حصہ پیدا کیا ہے یا آسمانون کے پیدا کرنے مین جہان سے تمکو روزی ملتی ہے انہون نے خدا کو کسی قسم کی تائید دی ہے - مجرد باتون کا بنانا کافی نہین ہوگا بلکہ اپنی دلیل پیش کرو - قرآن جو اللہ کی طرف سے مجھ پر نازل ہورہا ہے اس مین تو اسکا کوئی ذکر نہین بلکہ تمہارے معبودون کا بے اختیار محض ہونا اُس مین صاف ظاہر کردیا گیا ہے - چونکہ قرآن کو تم نہین مانتے ہو اسکی سند مین بطور حجت پیش نہین کرتا ہون لیکن کسی پہلی آسمانی کتاب ہی سے یہہ بات بتلادو کہ خدا کے سوا اور خالق و رازق بھی ہین سارے جہان کے نہین تو ایک حصہ کے ہی سہی - خیر اگر پہلے آسمانی کتب مین یہہ بات نہین ملتی ہے تو مین تم کو اسکی بھی اجازت دیتا ہون کہ کسی اہل علم کی تصنیف ہی سے اس امر کو ثابت کردین لیکن یہہ بھی غیر ممکن ہے - پس جبکہ تمہارے قرار دیے ہوے معبودون کی قدرت و اختیار کا پتا کہین بھی نہین چلتا ہے تو تمہارا انکو اپنے حاجت روا سمجھکر پکارنا بڑی نادانی ہے کیونکہ انہین تمہاری دعا کو قبول کرنیکی طاقت ہونی تو درکنار سرے سے انکو اسکی خبر ہی نہین ہوتی ہے - یہہ تو دنیا کی کیفیت ہے

رہی آخرت وہاں یہہ تمہارے معبود خدا کے عذاب سے ڈر کر تمہاری عبادت ہی کا انکار کرنے لگینگے اور تمہاری مخالفت پر آمادہ ہو جاوینگے۔

چنانچہ قیامت کے دن رب کا اللہ جل شانہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا۔ کسی کا کوئی فعل اس سے پوشیدہ نہ رہنا تمام قدرت و حکومت اسی کے لئے ہونی اور ہر شخص کو اس کے اعمال کا بدلہ ملنا سورۂ مومن کے ایک مقام میں اسطرح مذکور ہے۔ یَوْمَ ہُمْ بَارِزُوْنَ۔ لَا یَخْفٰی عَلَی اللّٰہِ مِنْہُمْ شَیْءٌ۔ لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ۔ لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَہَّارِ۔ اَلْیَوْمَ تُجْزٰی کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ۔ لَا ظُلْمَ الْیَوْمَ۔ اِنَّ اللّٰہَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ۔ ترجمہ۔ جبکہ سب لوگ خدا کے سامنے آموجود ہونگے اور انکی کوئی بات خدا سے پوشیدہ نہ ہوگی خدا کی طرف سے ندا ہوگی کہ آج کسکی حکومت ہے۔ تو سب مارے ہیبت کے خاموش رہینگے اور خود بارگاہ خداوندی سے ندا ہوگی کہ حکومت اکیلے اللہ کی ہے جو بڑا زبردست ہے۔ آج ہر شخص کو اس کے کئے کا بدلہ دیا جاگا اور آج کسی پر مطلق ظلم نہ ہوگا بے شک اللہ بہت جلد حساب کرنے والا ہے۔

اسی سورۂ مومن میں قیامت کے عذاب کی کیفیت اور اس دن فیصلہ کا اختیار بجز خدا کے کسی کو نہ ہونا اور جن معبودوں کو لوگ پکارتے ہیں انکا بے اختیار محض ہونا اسطرح بیان کردینے کے لئے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم ہوا ہے۔ وَاَنْذِرْہُمْ یَوْمَ الْاٰزِفَۃِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَی الْحَنَاجِرِ کَاظِمِیْنَ۔ مَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ حَمِیْمٍ وَّلَا شَفِیْعٍ یُّطَاعُ۔ یَعْلَمُ خَائِنَۃَ الْاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ۔ وَاللّٰہُ یَقْضِیْ بِالْحَقِّ۔ وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ لَا یَقْضُوْنَ بِشَیْءٍ۔ اِنَّ اللّٰہَ ہُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ۔ ترجمہ۔ ای پیغمبر ان لوگوں کو اس روز قیامت کی مصیبتوں سے ڈراؤ جو سر پر چلا آرہا ہے۔ جب کہ مارے غم کے گھٹ گھٹ کر لوگوں کے کلیجے منہہ کو آجاوینگے اس روز نافرمانوں کا نہ تو کوئی دل سوز دوست ہوگا اور نہ کوئی سفارشی جسکی بات

(جان محمد)

مانی جاے ۔خدا آنکھوں کی چوری کو جانتا ہے اور اُن بھیدوں کو بھی جو لوگوں کے سینوں میں پوشیدہ ہیں
اور اللہ تو ٹھیک ٹھیک حکم دیتا ہے اور اس کے سوا جن معبودوں کو یہہ لوگ پکارتے ہیں وہ تو
کسی طرح کا حکم نہیں دے سکتے بے شک اللہ ہی سننے والا دیکھنے والا ہے ۔

ان آیات سے ظاہر ہے کہ قیامت کے دن سبکو معلوم ہوجاویگا کہ ساری حکومت و قدرت
اللہ ہی کی ہے اور وہی اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کریگا اور ہر شخص پر ہیبت طاری رہیگی کسی کی
مجال نہ ہوگی کہ اسکے حکم میں دخل دے سکے اور اسکی سب سے بڑی معقول وجہہ یہہ بیان کیگئی ہے کہ خدا کو
ہر ایک کے اعمال ہی کی کیا بلکہ نیتوں کی بھی خبر ہے کوئی چیز اس سے مخفی نہیں ۔چونکہ کسی دوسرے کو یہہ بات
حاصل نہیں ہے اسلئے اسکے حکم میں مداخلت نہیں ہوسکتی ۔چنانچہ سورۂ بقر میں اسطرح ارشاد ہوا ہے
مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْہِمْ وَمَا خَلْفَہُمْ یعنے جب لوگوں کے اگلے پچھلے اعمال
سبکی اسیکو خبر ہے تو پھر اسکے دربار میں بلا حکم و اجازت کون کسی کی سفارش کرسکتا ہے ۔

چونکہ اس مقام پر ایک مخالف اسلام یہہ اعتراض کرسکتا ہے کہ قیامت کے دن کسی کا کسی کے کام
نہ آسکنا جبکہ قرآن سے ثابت ہے تو پھر مسلمانوں کا یہہ دعویٰ کہ انکے پیغمبر قیامت کے دن اللہ کے
پاس اپنی امت کے گنہگاروں کی شفاعت کرینگے اور آپکی شفاعت مقبول ہوگی کیونکر صحیح ہوسکتا ہے
اس اعتراض کا جواب بیان دیدینا نہایت ضروری ہے تاکہ مخالفین اسلام کو معلوم ہوجاے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی جس شفاعت کا ذکر احادیث صحیحہ میں وارد ہے وہ ایسی نہیں ہے کہ اس میں اللہ جل شانہ پر
کسی قسم کے دباؤ کا شایبہ یا نا فرمانوں کی بیجا حمایت کا خیال پیدا ہوسکے ۔

جسطرح اگلے انبیا نے اپنی اپنی امتوں کے لئے کبھی انکی درخواست پر اور کبھی بلا درخواست

اللہ جل شانہ سے دعائیں کی ہیں اسیطرح آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی دنیا میں اپنی امت کے لوگوں کے لئے دعا کرنا ثابت ہے بلکہ قرآن شریف کے بعض مقامات میں خود اللہ جل شانہ نے اپنے کمال فضل سے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسلمانوں کے لئے دعا کرنے اور انکے گناہوں کی مغفرت طلب کرنیکے لئے حکم فرمایا ہے چنانچہ سورۂ توبہ کے ایک مقام میں ارشاد ہوا ہے وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ - خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ - ترجمہ - اور کچھ اور لوگ ہیں جنہوں نے اپنی خطا کا اقرار کیا انہوں نے ملے جلے عمل کئے کچھ بھلے اور کچھ برے سو عجب نہیں کہ اللہ انکی بھی توبہ قبول کرے کیونکہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے - ای پیغمبر یہہ لوگ اپنے مال کی زکوٰۃ دیں تو انکے مال کی زکوٰۃ بھی لیا کرو کہ زکوٰۃ کے قبول کرنے سے تم انکو گناہوں سے پاک اور صاف کرتے ہو اور انکو دعائے خیر دو کیونکہ تمہاری دعا انکی تسکین کی موجب ہوتی ہے اور اللہ سب کی سنتا اور سب کچھ جانتا ہے -

اس آیت سے ظاہر ہے کہ جو گنہگار اپنے قصور پر نادم اور اللہ کی رحمت پر نظر رکھتے ہیں انکے حق میں دعای مغفرت کرنے کے لئے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ کو حکم ہوا ہے چنانچہ سورۂ آل عمران کے ایک مقام میں بھی آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بعض مسلمانوں کے بارہ میں اسطرح خطاب کیا گیا ہے فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ - فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ - اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ - ترجمہ - ای پیغمبر یہہ بھی اللہ کا بڑا فضل ہوا کہ تم ان کو نرم دل سردار ہوئے اور اگر کہیں خدانخواستہ تم تیز مزاج اور سنگ دل ہوتے یہہ لوگ کبھی کے

تمہارے پاس سے بھاگ گئے ہوتے تو تم اپنی جبلی عادت کیون چھوڑو - اِس معاملہ مین بھی انکے قصور معاف کرو اور خدا سے بھی اُن کے گناہون کی مغفرت چاہو اور بدستور سابق ان کو شریک مشورہ کر لیا کرو - پھر مشورے کے بعد تمہارے دل مین ایک بات ٹھہن جائے تو بے تامل اس کو کر گزرو مگر بھروسا خدا ہی پر رکھنا جو لوگ خدا پر بھروسا رکھتے ہین خدا انکو دوست رکھتا ہے -

اس آیت مین ان مسلمانون کی طرف اشارہ ہے جنکے قدم جنگ اُحد مین متزلزل ہو گئے تھے - اللہ جل شانہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حسن خلق کو بیان فرما کر یہہ ارشاد فرماتا ہے کہ تم اپنے دل مین اُن سے رنجیدہ نہ ہو یہہ قصور اُن سے بہ تقاضای بشری واقع ہوا ہے اسکو خود ہی معاف کرو اور اللہ سے بھی مغفرت کی دعا مانگو اور جسطرح پہلے اُن سے امور جنگ مین مشورہ کی جاتی تھی اب بھی کیا کرو تاکہ اُنکے دلون مین تمہاری خفگی کا گمان باقی نہ رہے جس سے اخلاص و محبت مین فرق پیدا ہونے کا اندیشہ ہے - آخر مین یہہ حکم ہے کہ بعد مشورہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام جس بات کا ارادہ فرمالین اُسی کو متوکلاً علی اللہ کر گزرین -

جسطرح قرآن مجید سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ جل شانہ سے مسلمانون کے گناہون کی مغفرت کے لئے دعا کیا کرتے تھے اور وہ قبول بھی ہوتی تھی اسی طرح یہہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ کبھی تو کمال رنج کی وجہہ سے آپ نے بعض کفار کے لئے بد دعا فرمائی اور کبھی بہ تقاضای ہمدردی و محبت آپ نے بعض مشرکین و منافقین کے لئے دعا کی لیکن آپکو بد دعا سے ممانعت کیگئی اور مشرکین و منافقین کے حق مین جو دعا کیگئی تھی وہ قبول نہین ہوی چنانچہ ان آیات سے اسکا پتا چلتا ہے -

سورۂ آل عمران - لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ - وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ - يَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ - وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ - اے پیغمبر

تمہارا تو کچھہ بھی اختیار نہین ہے چاہے خدا اُنپر رحم کرے یا اُنکی زیادتیون پر نظر کرکے اُنکو سزا دے ۔ اور جو کچھہ آسمانون مین ہے اور جو کچھہ زمین مین ہے سب اللہ ہی کا ہے وہ جسکو چاہے معاف کرے اور جس کو چاہے سزا دے ۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۔

اس آیت مین اُس بد دعا کی طرف اشارہ ہے جو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کفار کی سخت ایذا رسانی و تکلیف دہی پر نہایت رنجیدہ ہوکر کی تھی اور اُس سے منع کرنیکی یہہ معقول وجہہ بیان کیگئی ہے کہ تمہارا کام تبلیغ احکام ہے لوگ مانین نہ مانین اُس سے تمکو سروکار نہین اور جبکہ کسی کے انکار کی ذمہ داری تم پر عاید نہین ہوتی ہے اور نہ اسکا مواخذہ تم سے ہوگا تو پھر تم کیون بد دعا دو ۔ اِس سے مقصود آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صبر اور عفو کی تعلیم کرنی ہے ۔

سورۂ توبہ ۔ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۔ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۔ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۔ ترجمہ ۔ ای پیغمبر تم اُن کے حق مین مغفرت کی دعا کرو یا اُن کے حق مین مغفرت کی دعا نہ کرو اُن کے لئے یکسان ہے ۔ اگر تم ستر دفعہ بھی اُنکے لئے مغفرت کی دعا کروگے تو خدا ہرگز اُن کی مغفرت نہین کریگا ۔ یہہ اُن کے اس فعل کی سزا ہے کہ انہون نے اللہ اور اسکے رسول کے ساتھہ کفر کیا اور اللہ ایسے سرکش لوگون کو توفیق ہدایت نہین دیا کرتا ۔

سورۂ توبہ ۔ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ۔ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ۔ ترجمہ ۔ اور ای پیغمبر اُن مین سے اگر کوئی مرجائے تو ہرگز اسکے جنازے پر نماز نہ پڑھنا اور نہ اسکی قبر پر جاکر کھڑے ہونا کیونکہ انہون نے اللہ اور اسکے رسول کے ساتھہ کفر کیا اور وہ سرکشی ہی کی حالت مین مرے

ان آیات مین منافق عبد اللہ بن اُبی کی طرف اشارہ ہے ۔ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

اس منافق کے فرزند کی درخواست پر جو مخلصین صحابہ میں سے تھے بمقتضای رحمت اسکے جنازے پر نماز پڑھی تھی اور اسکی قبر تک بھی تشریف لیگئے لیکن اللہ جل شانہ نے آپکو خبر دیدی کہ آپکی دعا ایسے شخص کی مغفرۃ کے لئے قبول نہیں ہوسکتی

سورۂ توبہ - مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَن يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ - وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَن مَّوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ - فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِّلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ - إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ - ترجمہ - جب پیغمبر اور مسلمانوں کو مشرکین کا دوزخی ہونا خدا کے فرمان سے معلوم ہوگیا تو اب انکو زیبا نہیں کہ ایسے لوگوں کی مغفرت کی دعائیں مانگا کریں گو وہ انکے قرابت دار ہی کیوں نہ ہوں اور وہ جو ابراہیم نے اپنے باپ کی مغفرت کی دعا مانگی تھی سو وہ ایک وعدے کی وجہ سے مانگی تھی جو ابراہیم نے اپنے باپ سے کرلیا تھا - پھر انکو بھی جب معلوم ہوگیا کہ یہ دشمن خدا ہے تو باپ سے مطلقاً دست بردار ہوگئے - بے شک ابراہیم البتہ بڑے نرم دل اور ہردبار تھے -

ان آیات میں اللہ جل شانہ نے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مسلمانوں کو مشرکین کے حق میں گو قرابت دار ہی کیوں نہ ہوں دعای مغفرت کرنے سے منع فرمادیا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظیر کے متعلق یہ ارشاد ہوا ہے کہ وہ بھی آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مانند بہت نرم دل تھے اور اسلئے اپنے باپ کے لئے ایک وقت موعود تک دعا کرتے رہے اس امید سے کہ اسکو ایمان کی توفیق ہوگی لیکن جب آپکو خدا کی طرف سے معلوم ہوگیا کہ وہ سخت معاند و مخالف ہے تو آپنے دعا کو ترک فرمادیا اور باوجود رشتۂ پدری کے

اِس سے دست بردار ہو گئے ۔ پس پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مسلمانون کو بھی اپنے قرابت دار مشرکین ومخالفین اسلام کے معاملہ مین اس نظیر کو مدنظر رکھنا ضرور ہے ۔

قیامت کے دن آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کا ذکر احادیث صحیحہ مین اسطرح آیا ہے کہ مومنین کے گناہون کو بخشوانیکے لئے آپ اللہ جلّ شانہ کے روبرو متعدد اوقات سجدے مین گر پڑینگے اور اسکی حمد وثنا کرینگے اور اللہ جلّ شانہ آپکو سجدے سے سر اٹھانے اور شفاعت کرنیکی اجازت دیگا اور آپ کی شفاعت سے تمام مومنین دوزخ سے نکل جاوینگے الا کفار ومشرکین کے چنانچہ آپنے آخر حدیث مین ارشاد فرمایا ہے کہ سوا ان لوگون کے جن پر از روی قرآن دوزخ مین رہنا واجب ہے باقی سب جنت مین داخل ہو جاوینگے ۔ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی مقام کو جہان آپ سجدہ مین گر پڑینگے اور خدا کی حمد وثنا کرینگے مقام محمود بتلایا اور یہہ آیت پڑہی ۔ عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۔

مشکوٰۃ کے باب الحوض والشفاعۃ مین بخاری ومسلم کی روایت سے یہہ حدیث بھی نقل کیگئی ہے کہ حوض کوثر پر بعض لوگ آپکے پاس آنا چاہینگے لیکن فرشتے انکو آنے نہ دینگے تو آپ فرماوینگے کہ یہہ تو میری امت کے لوگ ہین انکو کیون روکتے ہو اسپر آپکو یہہ جواب ملیگا کہ اِنَّکَ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَکَ ۔ یعنے آپ نہین جانتے کہ آپکے بعد ان لوگون نے دین مین کیا خرابیان پیدا کین اسپر آپ فرماوینگے سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَیَّرَ بَعْدِیْ ۔ دور ہون دور ہون وہ لوگ جنہون نے میرے بعد دین کو بگاڑا ۔

ان احادیث سے ظاہر ہے کہ آپکی شفاعت صرف مومنین ومتبعین سنت کے لئے ہوگی ۔ اور اسیکو اللہ جلّ شانہ اپنی رحمت کاملہ سے قبول فرماویگا مشرکین ومبتدعین کو اس نعمت عظمیٰ سے

کوئی حصہ مل نہیں سکتا - اِس سارے بیان سے یہہ ہی معلوم ہوگیا کہ آپ نہ تو نافرمانوں کی حمایت فرماوینگے جیسا کہ مشرکین کا اعتقاد اپنے جھوٹے معبودوں کی نسبت ہے اور نہ آپ مثل عیسیٰ علیہ السلام کے بموجب عقاید نصاریٰ خدا کے دامنے بازو پٹھکر قیامت کے دن لوگوں کا فیصلہ کرینگے بلکہ آپکی شفاعت مومنین کے لئے محض خدا سے دعا ہوگی اور آپکو قبول کرنیکا اللہ جل شانہ نے اپنے فضل سے وعدہ فرمایا ہے -

جبکہ یہہ ثابت ہوچکا کہ قیامت میں آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت مومنین کے حق میں ہوگی اور کفار و مبتدعین اِس سے محروم رہینگے تو اب اُس دن مومنین پر خدا کے انعام و اکرام کو دیکھکر کفار اور نافرمان لوگ جو آرزو کرینگے اسکا ذکر سورۂ نساء میں اسطرح آیا ہے - یَوْمَئِذٍ یَّوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰی بِہِمُ الْاَرْضُ - وَلَا یَکْتُمُوْنَ اللّٰہَ حَدِیْثًا - ترجمہ - جن لوگوں نے دینِ حق کو قبول کرنے سے انکار کیا اور رسول کے حکم کی نافرمانی کی اس دن تمنا کرینگے کہ ای کاش زمین میں گاڑکر کوئی اُن پر اوپر سے مٹی پھیر دے - اور اس دن یہہ لوگ خدا سے کوئی بات چھپا ہی نہیں سکینگے -

اس آیت میں یہہ بیان ہے کہ منکرین اور نافرمان لوگ دنیا میں اپنے انکار و نافرمانی کی جو تاویلیں کیا کرتے ہیں وہ قیامت کے دن کچھہ بھی کام نہیں آوینگی اور انکی کوئی بات اللہ جل شانہ سے چھپ نہیں سکیگی وہاں ان لوگوں کو اپنی فضیحت و رسوائی دیکھکر سوا یہہ آرزو کرنیکے کہ زمین پھٹ جاے اور وہ اُس میں دھس جائیں اور کوئی چارہ نہیں رہیگا - جو لوگ اپنے بزرگوں اور باپ دادوں کے طریقہ پر جمے رہتے ہیں اور یہہ بات معلوم ہوجانے پر بھی کہ وہ خلاف تعلیم پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے اپنے عقاید و اعمال کی تاویلیں کیا کرتے ہیں اور عصیانِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے باز نہیں آتے وہ بھی اس آیت میں داخل ہیں کیونکہ اس میں کفر و عصیانِ رسول بشرطیکہ عصیان عمداً ہو

ہر دو ایک بتلاے گئے ہین - اللہ جل شانہ مسلمانون پر رحم فرماوے اور انکو اتباع رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نصیب کرے تاکہ قیامت مین آپکی شفاعت میسر ہو آمین -

جن لوگون نے عقاید و اعمال مین اطاعت رسول کے عوض اپنے بڑون اور بزرگون کی پیروی اختیار کی اور عصیان رسول سے باز نہین آئے انکی قیامت کے دن جو حالت ہوگی اور مومنین و متبعین رسول علیہ الصلوٰۃ و السلام پر خدا کے احسانات کو دیکھکر عالم حسرت و یاس مین یہہ لوگ اپنی گمراہی کو اپنے بڑون اور بزرگون کی طرف منسوب کرکے ان پر لعنت اور دوہرے عذاب کی جو دعا کرینگے اسکا ذکر سورۂ احزاب مین اسطرح آیا ہے - یَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِی النَّارِ یَقُوْلُوْنَ یٰلَیْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَ اَطَعْنَا الرَّسُوْلَا - وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَ کُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِیْلَا - رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَیْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَ الْعَنْهُمْ لَعْنًا کَبِیْرًا - ترجمہ - جس دن انکے منہہ دوزخ کی آگ مین اُلٹ پلٹ کئے جاوینگے اسوقت یہہ افسوس سے کہینگے کہ ای کاش ہم نے دنیا مین اللہ کا کہا مانا ہوتا اور رسول کا کہا مانا ہوتا اور یہہ بہی کہینگے کہ ای ہمارے پروردگار ہم نے اپنے سردارون اور اپنے بڑون کا کہنا مانا اور انہون نے ہی ہم کو گمراہ کیا تو ای پروردگار انکو دوہرا عذاب دے اور اُن پر بڑی سی بڑی لعنت کر -

فایدہ - مسلمانون کو چاہئے کہ ان آیات سے پند پذیر ہون اور رسول علیہ الصلوٰۃ و السلام کے حکم کے مقابلہ مین کسی کی بات نہ مانین تاکہ قیامت کے دن حسرت و ندامت پیش نہ آوے اور رسول علیہ الصلوٰۃ و السلام کے خلاف جن اشخاص کی پیروی بہ این خیال کی گئی کہ وہ بزرگ ہین اُن پر لعنت کرنے اور انکے لئے دوہرے عذاب کی دعا کرنیکی نوبت نہ پہونچے کیونکہ بالفرض اگر کسی

دوہرا عذاب ہو بھی تو ہمکو کیا فایدہ حاصل ہو سکتا ہے اس دن ہمارے سر پر سے خدا کے عذاب کا ٹل جانا ہی ہمارے لئے بڑی کامیابی ہوگی ۔

جب یہہ معلوم ہو گیا کہ دین کے معاملہ مین صرف اللہ و رسول کی فرمانبرداری ضرور ہے اور نجات اخروی اسی پر منحصر ہے تو جو عقیدہ یا عمل خدا اور رسول کی تعلیم کے خلاف ثابت ہو جاے وہ سوا کفر کے اور کچھہ ہو نہین سکتا ۔ اور اسپر اصرار کرنا مسلمانون کا شیوہ نہین ہے ۔ چنانچہ سورۂ آل عمران مین ارشاد ہوا ہے ۔ قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْکٰفِرِیْنَ ۔ ترجمہ ۔ ای پیغمبر ان لوگون سے کہدو کہ اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کرو پھر اگر یہہ لوگ نہ مانین تو سمجھے رہین کہ اللہ نافرمانون کو پسند نہین کرتا ۔

یعنے چونکہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کے احکام پہونچاتے ہین اسکی اطاعت گویا اللہ کی اطاعت ہے ، سوا رسول کے کسی کو یہہ مرتبہ حاصل ہو نہین سکتا اسلئے دین مین بہ مقابلۂ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی کی اطاعت درست نہین ہے اور جو لوگ دوسرون کی اطاعت مین خدا اور رسول کے حکم سے منہہ پھیرتے ہین انکو اللہ جل شانہ نے منکرین و کفار مین داخل کیا اور انکی نسبت اپنی ناراضی ظاہر فرمادی کیا خوب فرمایا حضرت سعدی علیہ الرحمہ نے

خلاف پیمبر کسی رہ گزید ؛ کہ ہرگز بہ منزل نخواہد رسید
بمندار سعدی کہ راہ صفا ؛ تواں رفت جز بر پی مصطفیٰ

چونکہ اہل کتاب یعنے یہود و نصاریٰ یہہ دعویٰ کرتے تھے کہ وہ ہی اپنے اپنے نبی کے پیرو ہین اور خدا کے احکام انکو اسی نبی کے ذریعہ سے پہونچے ہین اور اسی دعوے کی بنا پر وہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ

والسلام کی تکذیب کرتے ہے لہذا قرآن مجید کے متعدد مقامات مین اہل کتاب سے خطاب کرکے ارشاد ہوا ہے کہ سارے انبیا کا دین ایک ہے اور جو کچھہ اختلافات ہین وہ تمہارے پیدا کئے ہوے ہین حالانکہ خدا نے ہر زمانہ مین انبیا بھیجکر تمکو اختلاف و افتراق سے منع کیا ہے - حضرت موسیٰ و عیسیٰ کا جو دین تھا وہی حضرت ابراہیم کا دین تھا - ابراہیم کے بعد موسیٰ کو اور انکے بعد عیسیٰ کو بھیجنے کی اسلئے ضرورت ہوی کہ تم لوگون نے سچے دین کو خراب کردیا اور گو کہ تم ہر دو یعنے یہود و نصاریٰ ابراہیم علیہ السلام کی نبوت کو مانتے ہو اور خود عیسائیون کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا اقرار ہے لیکن جسطرح یہودیون نے عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کیا اور انکے قتل کے درپی ہو گئے اسیطرح تم ہر دو فریق یعنے یہود و نصاریٰ اس ہمارے پیغمبر محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت کرتے ہو اور یہہ بات تم اہل کتاب کو ہرگز شایان نہین ہے - تمکو ضرور ہے کہ اس پیغمبر کی تعلیم پر غور کرین اور اپنی اصل کتابون کو دیکھین پھر تو تمکو معلوم ہو جاویگا کہ یہہ پیغمبر تمہارے انبیا کی کسی طرح مخالفت نہین کرتے بلکہ من کل الوجوہ انکی تائید کر رہے ہین اور اس سے انکا مقصود سبکو ایک سچے دین یعنے اسلام پر جمع کرنا ہے جسکی تعلیم حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دیگر انبیا کی وساطت سے ہوی ہی چنانچہ سورۂ شوریٰ کے ایک مقام مین اسطرح ارشاد ہوا ہے - شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ - كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ - اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ - وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ - وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ - وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ - فَلِذٰلِكَ فَادْعُ - وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ - وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

مِنْ کِتٰبٍ وَّاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَیْنَکُمْ - اَللّٰہُ رَبُّنَا وَرَبُّکُمْ - لَنَا اَعْمَالُنَا وَلَکُمْ اَعْمَالُکُمْ لَا حُجَّۃَ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ - اَللّٰہُ یَجْمَعُ بَیْنَنَا وَاِلَیْہِ الْمَصِیْرُ - ترجمہ - لوگو اس نے تمہارے لئے دین کا وہی رستہ ٹھہرایا ہے جس پر چلنے کا اُس نے نوح کو حکم دیا تھا اور اے پیغمبر تمہاری طرف بھی ہم نے اسی رستے کی وحی کی ہے اور اسی کا ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو بھی حکم دیا تھا کہ اسی دین کو قایم رکھنا اور اُس میں تفرقہ نہ ڈالنا - اے پیغمبر تم جس دین کی طرف مشرکین کو بلاتے ہو وہ اُن پر بہت ہی شاق گزرتا ہے - اللہ جسکو چاہتا ہے اپنی طرف کھینچ بلاتا ہے اور جو اسکی طرف رجوع لاتے ہیں اُن ہی کو اپنے تک پہونچنے کا رستہ دکھا دیتا ہے - اور اہل کتاب جو جدا جدا فرقے ہوے تو علم آنے پیچھے اپنی باہمی ضد سے ہوے اور اے پیغمبر اگر تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک وقت مقرر تک کا وعدہ پہلے سے نہ ہوا ہوتا یعنے قیامت کا تو ان کے اختلافات کا فیصلہ کبھی کا کر دیا گیا ہوتا اور جو لوگ اگلوں کے بعد کتاب الٰہی کے وارث ہوے وہ دین اصلی کی طرف سے شک و شک میں پڑے ہیں - تو اے پیغمبر تم لوگوں کو اسی اصل دین کی طرف بلاتے رہو اور خود بھی جیسا تم سے فرمادیا گیا ہے اُس پر قایم رہو اور ان یہود و نصاریٰ کی خواہشوں پر نہ چلو اور ان سے صاف کہدو کہ جو کچھ کتابیں خدا نے اتاری ہیں میرا تو سب پے ایمان ہے اور مجھکو خدا کے ہاں سے حکم ملا ہے کہ تمہارے درمیان تمہارے اختلافات کا فیصلہ انصاف کے ساتھ کروں - وہی اللہ تو ہمارا پروردگار ہے اور وہی تمہارا پروردگار ہے - ہمارا کیا ہم کو اور تمہارا کیا تم کو ہم میں اور تم میں کچھ جھگڑا نہیں اللہ ہی قیامت کے دن ہم کو اور تمکو ایک جگہہ جمع کریگا اور اُسی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے -

ان آیات میں یہہ بیان ہے کہ جمیع انبیا کا دین اصل میں ایک ہے چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام سے ابتدا کر کے اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے کہ انکے بعد ابراہیم - موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام سے ہی اپنی اپنی امتوں کو وہی دعوت کی

جو نوح علیہ السلام نے کی تہی وہ یہہ کہ اللہ جلّ شانہ کی عبادت کرین اور اسکے مخلوقات کو اسکی عبادت مین شریک کرکے آپس مین مختلف نہ ہوجائین کیونکہ شرک کا لازمی نتیجہ اختلاف ہوا کرتا ہے - چنانچہ یہہ بات مشرکین کی حالت کو دیکھنے سے معلوم ہوتی ہے کہ ہر جماعت اور ہر فرقہ کے معبود الگ الگ ہین اور وہ انہین کی عبادت کیا کرتے ہین - اسکے بعد آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف مخاطب ہوکر اللہ جلّ شانہ فرماتا ہے کہ جسطرح اگلے انبیا کے وقت کے مشرکین پر انکی دعوت الی اللہ گران گزری اور وہ انکی تکلیف و ایذا رسانی کے درپے ہوگئے اسیطرح تمہارے وقت کے مشرکین پر بہی تمہاری یہہ دعوت شاق گزرتی ہے اور ان لوگون نے تمہاری مخالفت پر کمر باندہی ہے لیکن اس مین تمہارا کوی نقصان نہین ہے بلکہ انکی اس سرکشی سے انکو رجوع الی اللہ نہ ہوگا اور یہی لوگ ہدایت سے محروم رہینگے کیونکہ خدا تو انہین کو اپنا رستہ دکہاتا ہے جو اسکی تلاش کرین - مخالفون اور معاندون کو اسکا رستہ کیونکر مل سکتا ہے - باقی رہے اہل کتاب انکی مخالفت کی یہہ وجہہ بیان کیگئی ہے کہ انکے پاس جو خدا کی کتابین آئین انمین اسی ایک امر یعنے خدا کی توحید کی تعلیم تہی لیکن جبکہ ہر شخص کو اپنی بڑائی اور بزرگی کی خواہش ہوی تو انمین ضد پیدا ہوگئی اور اسی سے انمین اختلاف پڑگیا جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ انکے پیچہے جو لوگ ان کتابون کے وارث ہوے وہ اصل دین ہی مین شک کرنے لگے - چنانچہ اسی اختلاف اور شک کو مٹانے کے لئے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث کرنیکی ضرورت ہوی اور آپکو یہہ حکم دیا گیا کہ اصل دین کی طرف لوگون کو بلاوین اور اہل کتاب کی خواہشون کے مطلق تابع نہ ہون -

چونکہ مخالفین سے اِس بات کا اندیشہ تہا کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اگلے کتب سماوی کے منکر ٹہراکر امی لوگون کو آپ سے بدگمان کرینگے اسلئے یہہ صاف صاف کہدینے کا حکم ہوا ہے کہ تمہاری کتابون کو مین مانتا ہون میرا پروردگار وہی ہے جو تمہارا پروردگار ہے لیکن تمہارے بڑون نے دین مین جو اختلاف ڈال رکہا ہے اسکا فیصلہ انصاف کے ساتہہ کرنیکے لئے مجہکو خدا کا حکم ملا ہے - اگر تم نہ مانوگے تو مین خدا کے حکم کی تعمیل مین جو سعی کرونگا اسکی جزا مجہکو ملیگی اور تمہاری مخالفت کی سزا تمکو ملیگی اور اسکے لئے قیامت کا دن مقرر ہے اور وہ وقت موعود پر آپہونچیگا چنانچہ تم بہی اسکے قایل ہو کہ ہم سبکو اللہ کے حضور مین حاضر ہونا ہے - پس جبکہ تم مین اور ہم مین اُس قسم کی نزاع نہین ہے جو مشرکین کے اور ہمارے درمیان ہے تو تمکو ہماری مخالفت سے باز آنا چاہیئے -

اِنہین اہل کتاب کو سورۂ آل عمران کے ایک مقام مین اِسطرح نصیحت کیگئی ہے -
یٰاَہْلَ الْکِتٰبِ لِمَ تَکْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَاَنْتُمْ تَشْہَدُوْنَ - یٰاَہْلَ الْکِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَکْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ - ترجمہ - ای اہل کتاب اللہ کی آیتون سے کیون انکار کرتے ہو حالانکہ تم دل مین قایل ہو - ای اہل کتاب کیون حق و باطل کو گڈمڈ کرتے اور حق کو چہپاتے ہو حالانکہ تم حقیقۃ الحال سے واقف ہو -

اِس آیت مین علمای اہل کتاب کو خطاب کرکے یہہ ارشاد ہوا ہے کہ تم بخوبی سمجہتے ہو کہ قرآن مجید کو تمہارے اصول دین سے بالکل اختلاف نہین ہے لیکن تم ضد سے انکار کر رہے ہو اور یہہ تمہارا عیب عوام مین ظاہر نہ ہونیکے لئے تم اپنی کتابون کی

سچی باتون کے ساتھہ جھوٹ کو ملا دیتے ہو اور جان بوجھکر حق باتون کو چھپاتے ہو تا کہ تمہاری یہودیت و نصرانیت برقرار رہے حالانکہ اصل دین اسلام ہے جس مین صرف خدا کے حکم کی اطاعت ہے اور تمہاری خواہشون کو اس مین کوئی دخل نہین چنانچہ خود موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام نے اسی دین کی تعلیم کی لیکن تم نے اس کو بگاڑ دیا اور یہودی عزیر کی عبادت اور نصرانی مسیح کی عبادت کرنے لگے ۔

چونکہ اسی فساد کو مٹانے کے لئے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام یہود و نصاریٰ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت کی طرف بلاتے تھے جو نہ مشرک تھے نہ یہودی یا نصرانی بلکہ پکّے موحد اور سچّے مسلمان تھے اسلئے اہل کتاب کا اس امر مین جھگڑنا اور مخالفت کرنی فی الحقیقت خدا کے باب مین جھگڑنا اور مخالفت کرنی تھی اور اسکی برائی کو ذہن نشین کرنیکے لئے سورۂ بقر مین اسطرح ارشاد ہوا ہے ۔ قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِی اللّٰہِ وَھُوَ رَبُّنَا وَرَبُّکُمْ وَلَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَکُمْ اَعْمَالُکُمْ وَنَحْنُ لَہٗ مُخْلِصُوْنَ ۔ ترجمہ ۔ ای پیمبر ان لوگون سے پوچھو کہ کیا تم اللہ کے بارے مین ہم سے جھگڑتے ہو حالانکہ وہ ہمارا اور تمہارا دونون کا پروردگار ہے اور ہمکو ہمارے عمل اور تمکو تمہارے عمل اور ہم خالص اسی کو مانتے ہین ۔

ان آیات مین اہل کتاب پر ایک نہایت معقول اعتراض کیا گیا ہے وہ یہہ کہ ہم تو خالص اللہ کی عبادت کرنیکے لئے تمکو کہتے ہین اور تم باوجود اس دعوے کے کہ اگلے انبیا کے پیرو ہین شرک مین مبتلا ہو پس تمہارا ہم سے مخالفت کرنا سوا اسکے اور کیا سمجھا جائیگا کہ تمکو خالص اللہ کی عبادت بُری لگتی ہے ۔ اگر یہی بات ہے تو ہم تم سے باز آئے ۔

اللہ جلّ شانہ جو ہمارا اور تمہارا پروردگار اور جو سبکے اعمال کا بدلہ دینے والا ہے ہم تو اسکی خالص عبادت کرتے رہینگے تاکہ ہمکو ہمارے اس عمل کا اجر ملے لیکن تم اپنے شرک کی سزا کے علاوہ ہماری مخالفت کا بدلہ بھی پاؤگے۔

مذہب کی تاریخ پر نظر غایر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ ابتدا مین کسی پیغمبر کی اطاعت کو قبول کرکے اقسام کی تکلیفین برداشت کرتے اور اس پیغمبر کے دین پر قایم رہتے ہین انکو حق کے تسلیم کرنے اور اسکی اشاعت کی تائید کرنیکا فخر حاصل ہوتا ہے اور جبکہ انکی اس سعی کے معاوضہ مین دنیا مین بھی وہ خدا کے انعامات سے سرفراز ہوتے ہین تو انکی عزت زیادہ ہونے لگتی ہے لیکن اُن لوگون کو اس امر کا بہت بڑا خیال رہتا ہے کہ جس وجہہ سے انکو خدا کی طرف سے عزت اور بزرگی ملی یعنے متابعت پیغمبر اسکو ہاتھہ سے نہ دین لہذا یہہ لوگ نہایت مضبوطی کے ساتھہ اپنے پیغمبر کے دین پر قایم رہتے ہین۔ مگر جسقدر زمانہ گزرتا جاتا ہے انکی نسلون مین یہہ کیفیت یعنے رسول کی متابعت کم ہوتی جاتی ہے باوجود اسکے پچھلے لوگ اپنے اسلاف کی بزرگی اور اُن پر خدا کی نعمتون کا اظہار کرکے اپنی بڑائی جتانے مین کوتاہی نہین کرتے۔ چنانچہ یہود و نصاریٰ کی بھی یہی حالت ہوئی اور گو ان لوگون نے رفتہ رفتہ اپنے انبیا کی متابعت کے عوض انکی مخالفت کو اختیار کر لیا لیکن اپنے اسلاف کے کارنامون اور انکی طرف اپنے مجرد انتساب کو باعثِ فخر ہی نہین بلکہ موجب نجاتِ اخروی سمجھتے تھے۔ اسکا ذکر سورۂ مایدہ مین اسطرح آیا ہے۔ وَقَالَتِ الْيَهُودُ

وَالنَّصٰرٰی نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰہِ* وَاَحِبَّآؤُہٗ قُلْ فَلِمَ یُعَذِّبُکُمْ بِذُنُوْبِکُمْ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ وَلِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَھُمَا وَاِلَیْہِ الْمَصِیْرُ۔ ترجمہ۔ اور یہود و نصاریٰ دعویٰ کرتے ہین کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اسکے چہیتے ہین۔ ای پیغمبر ان سے کہو کہ اگر تم اللہ کے بیٹے اور چہیتے ہوتے تو وہ تمہارے گناہون کے بدلے مین تکو وقتاً فوقتاً سزا ہی کیون دیا کرتا ہے۔ پس تم نہ تو اللہ کے بیٹے اور نہ چہیتے ہو بلکہ خدا نے جو اور بشر پیدا کئے ہین اُن ہی مین کے بشر تم ہی ہو۔ خدا جس کو چاہے معاف کرے اور جس کو چاہے عذاب دے۔ اور آسمان اور زمین اور جو کچھہ آسمان و زمین مین ہے سب اللہ ہی کے اختیار مین ہے اور سبکو اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے

ان آیات مین یہود و نصاریٰ کے غلط دعوے کا رد اُنہین کے مسلمات سے کیا گیا ہے یعنے خود ان کی کتابون مین موجود ہے کہ انکے گناہون کی وجہہ سے دنیا مین اپنے خدا کا عذاب نازل ہوا اور یہود یہہ کہا کرتے تہے کہ چند دن کے لئے وہ دوزخ مین جاوینگے انکے لئے خلود فی النار نہ ہوگا پس اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے کہ اگر تم ہمارے خاص بندے اور محبوب ہوتے تو ہم تمہاری خطاؤن سے ضرور درگزر کرتے اور انکی سزا نہ دیتے۔ یہہ تمہارا دعویٰ غلط ہے تم ہی مثل اور انسانون کے

---

* اس مقام سے ظاہر ہے کہ خدا کے بیٹے ہونے کی خصوصیت جو عیسائیون نے خاص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے قرار دی ہے یہہ بالکل غلط ہے بلکہ انجیل کے متعدد مقامات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی امت سے خطاب کرکے فرمایا کرتے تہے کہ میرا باپ اور تمہارا باپ یعنی خداوند تعالیٰ شانہ۔ اگلی آسمانی کتابون مین بیحا خالق کے باپ کا لفظ مستعمل ہوا ہے عیسائیون کا یہہ دعویٰ کہ حضرت عیسیٰ خدا کے حقیقی بیٹے ہین بالکل غلط اور افترا پردازی ہے جسکی تردید قرآن مین بخوبی کی گئی ہے اور جسکی وجہہ سے ناحق شناس عیسائی اسلام کے مخالف ہو گئے۔

(جان محمد)

انسان ہوجبکہ سب کے خالق ہم ہین تو ہمارے اختیارات کو تم اپنے ہاتھہ مین کیونکر لے سکتے ہو ہم جسکو چاہینگے عذاب دینگے اور جس کو چاہینگے بخش دینگے تم اس معاملہ مین کوی حکم کر نہین سکتے بجز اسکے کہ ہمارے احکام کی اطاعت کرین۔

چنانچہ سورۂ نسا مین ارشاد ہوا ہے۔ لَیْسَ بِاَمَانِیِّکُمْ وَلَا اَمَانِیِّ اَہْلِ الْکِتٰبِ۔ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِہٖ وَلَا یَجِدْ لَہٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا۔ ترجمہ۔ فلاح عاقبت نہ تمہاری آرزوؤن پر موقوف ہے اور نہ اہل کتاب کی آرزوؤن پر بلکہ عمل پر موقوف ہے۔ جو شخص برا کام کرے گا اسکی سزا پاے گا اور خدا کے سوا اسکو نہ تو کوی حمایتی ہی ملے گا اور نہ مددگار۔

اس آیت مین اہل کتاب کے ساتھہ مسلمانون کو ہی خطاب کر کے یہہ سمجھایا گیا ہے کہ فلاح عاقبت مجرد کسی کی تمنی پر موقوف نہین ہے بلکہ خدا اور رسول کے احکام کی پیروی درکار ہے اور جو شخص گناہ کریگا اسکو بالضرور اس گناہ کی سزا ملیگی الّا اس صورت مین کہ خود اللہ جلّ شانہ اپنے رحم سے اسکو معاف کردے لیکن خدا کے مقابلہ مین کوی کسی کا حمایتی بنکر اسکو عذاب سے بچا نہین سکتا۔

یہود و نصاریٰ کے اس قسم کے غلط دعوؤن کی تردید قرآن شریف کے متعدد مقامات مین کیگئی اور اُنہین یہہ سمجھایا گیا کہ تمہارے اسلاف نے جن کمالات کا اکتساب کیا انکا فایدہ انہین کو پہونچیگا تمکو اس فایدے کوی حصہ مل نہین سکتا لہذا تمکو ضرور ہے کہ اپنی نجات کے لئے خود اعمال حسنہ اختیار کرین چنانچہ سورۂ بقر کی اس آیت مین اسکا بیان ہے۔ تِلْکَ اُمَّۃٌ قَدْ خَلَتْ لَہَا مَا کَسَبَتْ وَلَکُمْ مَّا کَسَبْتُمْ۔ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ۔ ترجمہ۔ یہہ لوگ تھے جو اپنے وقتون مین ہوگزرے اُن کا کیا انکو اور تمہارا کیا تمکو

اور جو کچھ وہ کر گزرے تم سے اسکی پوچھ کچھ نہین ہوگی -

اس آیت سے ظاہر ہے کہ اپنے اسلاف کے نیک اعمال پر ناز کرنا بالکل غلط اور بیجا ہے کیونکہ جب اُنکے بُرے اعمال کی جوابدہی ہم پر عاید نہین ہوتی ہے تو انکے نیک اعمال سے ہم کیونکر مستفید ہو سکتے ہین قرآن شریف مین اگلی امتون کے حالات کا بیان اور اُنکی رائیون کا جو ذکر بار بار کیا گیا ہے اس سے مقصود یہی ہے کہ مسلمان اُن سے عبرت حاصل کرین اور اپنے اعمال و اخلاق کو درست رکھین پس ہم کو نہایت ضرور ہے کہ مثل یہود و نصاریٰ کے اپنے بزرگون کی بزرگی پر بیجا ناز نہ کیا کرین کیونکہ آخرت مین انکی بزرگی سے ہمکو کوئی فایدہ نہین پہونچ سکتا اور دنیا مین اس ناز اور فخر بیجا سے آدمی کسب کمال سے محروم رہ جاتا ہے - افسوس ہے کہ یہہ مرض مہلک مشایخین و سادات مین زیادہ پھیلا ہوا ہے جبکہ خود آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے باوجود مرتبۂ نبوت و بشارت مغفرۃ اعمال حسنہ مین سب سے زیادہ سعی فرمای اور امت کے علاوہ اپنے اہل قرابت سے مخاطب ہو کر نام بنام فرمایا - لا اغنی عنکم من اللہ شیئا - یہان تک کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بھی کہدیا سلینی ما شئت من مالی لا اغنی عنک من اللہ شیئا - تو اب کون دعویٰ کر سکتا ہے کہ محض انتساب بلا متابعت احکام خدا اور رسول لایق اعتماد ہے - خود اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے - سورۂ حجرات - یٰاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا - اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ - اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ - ترجمہ - لوگو ہم نے تم سبکو ایک مرد یعنے آدم اور ایک عورت یعنے حوا سے پیدا کیا اور پھر تمہارے کنبے اور قبیلے بنا دیے تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کر سکو اور اللہ کے نزدیک تو تم مین بڑا شریف وہی ہے جو تم مین بڑا پرہیزگار ہے بے شک اللہ جاننے والا باخبر ہے -

پس اسکے خلاف دعویٰ کرنا فی الحقیقت خدا اور رسول کی مخالفت اور یہود و نصاریٰ کی تقلید ہے جس سے آدمی دایرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے خدا مسلمانون پر رحم فرماوے اور انکو اس مرض مہلک سے شفا بخشے - آمین -

اب مین اِس فصل کو سورۂ نجم کی اِن آیات پر ختم کرتا ہون جو فی الحقیقت اِس ساری فصل کا خلاصہ ہین اور جن سے ناظرین کو معلوم ہوجاویگا کہ توحید خداوند تعالیٰ شانہ اور یوم آخرت کے متعلق اِسلام کی تعلیم کیسی عمدہ اور بے نظیر ہے اور چونکہ معلم خود علیم و خبیر ہے اس لئے اِس سے بہتر اور کامل تر کسی کی تعلیم ہو نہین سکتی - فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰی - عَنْ ذِکْرِنَا وَلَمْ یُرِدْ اِلَّا الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا - ذٰلِکَ مَبْلَغُھُمْ مِّنَ الْعِلْمِ - اِنَّ رَبَّکَ ھُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِہٖ وَھُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اھْتَدٰی - وَلِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ لِیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اَسَاءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰی - اَلَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ کَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ - اِنَّ رَبَّکَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَۃِ - ھُوَ اَعْلَمُ بِکُمْ اِذْ اَنْشَاَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّۃٌ فِیْ بُطُوْنِ اُمَّھٰتِکُمْ - فَلَا تُزَکُّوْٓا اَنْفُسَکُمْ - ھُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰی -

یعنے جو شخص ہماری یاد سے روگردانی کرے اور دنیا کی زندگی کے سوا اسکو کسی بات سے غرض و مطلب نہو تو ای پیغمبر تم ایسے شخص سے کنارہ کش ہوجاؤ کیونکہ اس قسم کے لوگون کے عقل کی رسائی بس یہین تک ہے - جو لوگ اللہ کے رستے سے بھٹکے ہوے ہین اور جو راہ راست پر ہین ان ہر دو کو خدا خوب جانتا ہے - زمین و آسمان مین جو مخلوقات ہین انکا خالق وہی ہے اور انسان کو اسنے اسلئے پیدا کیا ہے کہ آخرکار اسکے نیک اور برے اعمال کا بدلہ دے - جو لوگ بڑے بڑے گناہون اور بے حیائی کے کامون سے بچتے ہین اِلّا چھوٹے چھوٹے گناہون کے جن سے کوئی بشر بچ نہین سکتا انکے لئے اللہ کی مغفرت بڑی وسیع ہے - تم بنی آدم اپنی پاکی جتا کر ایک دوسرے پر فخر نہ کیا کرو خدا کو تمہاری حقیقت تمہاری خلقت سے پیشتر اور خلقت کے بعد جبکہ تم اپنی ماؤن کے پیٹ مین بچے تھے اور وقت سے معلوم ہے اور اسیکو یہہ بھی علم ہے کہ تم مین کون پرہیزگار ہین -

فصلِ دوم تزکیۂ نفس و تہذیبِ اخلاق کے لئے اعمالِ حسنہ اختیار کرنیکے متعلق احکام

تزکیۂ نفس و تہذیبِ اخلاق کے متعلق بہی اِسلام کی تعلیم نہایت حکیمانہ اصول پر مبنی ہے اور اِس باب مین قرآنِ مجید کے جو احکام ہین وہ ایسے نہین ہین کہ کوی انسان اپنر عمل نہ کرسکے چنانچہ اس کتابِ مقدس کے متعدد مقامات مین ارشاد ہوا ہے لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا یعنے اللہ جلّ شانہ کسی کو اسکی وسعت سے زیادہ تکلیف نہین دیتا ہے۔ اس دین مین ترکِ دنیا کا حکم نہین۔ کوی کسی کے گال پر بلا وجہہ طمانچہ رسید کرے تو اسکو اپنا دوسرا گال پیش کرنیکی تاکید نہین۔ کل کی روزی کی فکر آج کرنے سے ممانعت نہین کیونکہ اس قسم کے احکام کی تعمیل ہر شخص سے ہو نہین سکتی چنانچہ ہم دیکہہ رہے ہین کہ جنکی کتابون مین یہہ باتین ہین انکا عمل ایسا نہین ہے اور نہ ہو سکتا ہے بلکہ یہہ لوگ تو دنیا کی طرف سب سے زیادہ مایل اور برائی کا انتقام لینے مین نہایت درشت نظر آتے ہین برخلاف اِسکے اِسلام کی یہہ تعلیم ہے کہ اگر برائی کا انتقام بطریق مساواۃ لیا جاے تو آدمی پر وزر نہین لیکن عفو و کرم کا اختیار کرنا موجبِ ثواب ہے دنیا کی طرف اسقدر رغبت اور اس مین ایسا انہماک ممنوع ہے جو آدمی کو خدا کی یاد سے غافل کردے علاوہ اسکے اسلام نے یہہ آداب سکہلاے ہین کہ آدمی اپنے دماغ کو عجب و نخوت سے پاک اور اپنے دل کو حسد و بغض سے صاف کرے۔ ظاہر و باطن ہر دو یکسان رکہے۔

مصیبت کے وقت صبر و تحمل اختیار کرے - جمیع امور مین خدا پر توکل کرے - اسکے احسانات کا
شکر ادا کرتا رہے - عہد و پیمان کو بجالاے - معاملات مین سچی گواہی دے اور انصاف
کرنے مین کسی کا مطلق پاس و لحاظ نہ کرے اور سب سے بڑھکر یہہ کہ جملہ اعمال مین اخلاص کو مدنظر
رکھے یعنے لوگون مین نام و نمود نہین بلکہ خدا کی خوشنودی منظور ہو - یہہ امور قرآن مجید کے
مختلف مقامات مین کہین مجمل اور کہین بصراحت بیان ہوے ہین - باوجود اسلام کی ان سب
خوبیون کے مخالفین نے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اقسام کے بیجا الزامات لگانے مین
جو دریغ نہین کیا اسکا بہت بڑا باعث اسلام کا وہ اعلیٰ رکن ہے جسکا لقب امر بالمعروف
و نہی عن المنکر ہے - اسی نے مشرکین کے علاوہ اہل کتاب کو بھی آپکا دشمن بنادیا
جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ آپکی ذات بابرکات پر بے بنیاد تہمتین ہونے لگین - مشرکین نے
تو شاعر مجنون اور ساحر کہنے پر اکتفا کیا لیکن اہل کتاب نے آپکو معاذ اللہ مکار و عیار
قرار دیا اور جون جون زمانہ ترقی کرتا گیا یہہ لوگ بقول ع ہر کہ آمد عمارتے نو ساخت -
الزامات کی فہرست مین زیادتی کرتے رہے اور جو بات خود اسوقت کے یہود و
نصاریٰ کے پاس معیوب نہ تھی اسکو بھی عیوب مین شمار کرنے لگے چنانچہ گو اگلے انبیا نے
کثرت ازدواج کو منع نہین کیا تھا لیکن پچھلے زمانہ کے عیسائیون نے اسکو بھی اسلام کی
برائیون مین داخل کرکے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بیجا الزام لگانے مین کوتاہی
نہین کی اور یہہ نہین سمجھا کہ اس الزام سے سابق کے انبیا بھی جنکی نبوت کے وہ خود
قایل ہین بری نہین ہو سکتے - اسیطرح اسلام کو بزور شمشیر پھیلانے کا غلط الزام بھی

آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام پر لگایا جاتا ہے تاکہ جاہلون کے دل مین یہہ شبہہ پیدا کرین کہ اس دین مین کوئی خوبی نہین لیکن الحمد للہ خود عیسائی مذہب کے منصف مزاج عالمون نے ان امور کی تردید کرکے الفضل ما شہدت بہ الاعداء کا جلوہ دکھلا دیا ہے ۔

اب مین اس فصل کو سورۂ نحل کے مندرجۂ ذیل آیات سے شروع کرتا ہون جن مین آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دین کی دعوت حکمت و لینت کے ساتھہ کرنیکا حکم ہے اور جو لوگ برائی سے پیش آئین انکے ساتھہ سلوک کرنیکا طریقہ بھی بتلا دیا گیا ہے ۔ اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَ الْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْہُمْ بِالَّتِیْ ہِیَ اَحْسَنُ ۔ اِنَّ رَبَّکَ ہُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِہٖ وَہُوَ اَعْلَمُ بِالْمُہْتَدِیْنَ ۔ وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِہٖ ۔ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَہُوَ خَیْرٌ لِّلصّٰبِرِیْنَ ۔ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُکَ اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَیْہِمْ وَلَا تَکُ فِیْ ضَیْقٍ مِّمَّا یَمْکُرُوْنَ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ہُمْ مُّحْسِنُوْنَ ۔ ترجمہ ۔ ای پیغمبر لوگون کو عقل کی باتون اور اچھی اچھی نصیحتون سے اپنے پروردگار کے رستے کی طرف بلاؤ اور انکے ساتھہ بحث بھی کرو تو ایسے طور پر کہ وہ لوگون کے نزدیک بہت ہی پسندیدہ ہو ۔ ای پیغمبر جو کوئی خدا کے رستے سے بہکا تمہارا پروردگار اسکے حال سے بخوبی واقف ہے اور نیز وہ اُن لوگون کے حال سے بھی بخوبی واقف ہے جو راہِ راست پر ہین ۔ اور مسلمانو دین کی بحث مین مخالفین کے ساتھہ سختی بھی کرو تو ویسی ہی سختی کرو جیسے تمہارے ساتھہ کی گئی ہو ۔ اور اگر لوگون کی ایذاؤن پر صبر کرو تو بہرحال صبر کرنے والون کے حق مین صبر بہتر ہے ۔ اور ای پیغمبر تم مخالفون کی ایذاؤن پر صبر کرو اور خدا کی توفیق کے بدون تو تم صبر کر ہی نہین سکتے اور ان مخالفون کے حال پر

افسوس نہ کرو اور یہہ لوگ جو تمہاری مخالفت مین تدبیرین کیا کرتے ہین اس سے تنگدل نہ ہو کیونکہ جو لوگ پرہیزگاری کرتے ہین اور جو لوگون کے ساتھہ حسنِ سلوک سے پیش آتے ہین اللہ انکا ساتھی ہے۔

اِن آیات مین یہہ بیان ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ایک نہایت اہم خدمت ہے اور اس مین کامیابی بہ مشکل ہوا کرتی ہے کیونکہ علی العموم لوگ اس کام کے کرنے والے کے دشمن ہوجاتے ہین اور جب اسکی وجہہ سے اسکے عیوب ظاہر ہونے لگتے ہین تو وہ ہی اسکی مخالفت مین جھوٹے اعتراضات کی اسپر بوچھاڑ شروع کردیتے ہین۔ چونکہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اس خوف سے خدا کے احکام پہونچانے اور لوگون کو اسکی راہ کی طرف بلانے سے رک نہین سکتے تھے آپکو اس کام مین پوری پوری کامیابی ہونیکے لئے یہہ تعلیم کیگئی ہے کہ دین کی دعوت بطرز معقول کیا کرین اور بحث کی نوبت پہونچے تو مضبوط دلایل پیش کرین اور نصیحت ایسی لینت کے ساتھہ کرین کہ عقلمند لوگ سمجھہ لین کہ اس کام مین آپکی کوئی ذاتی غرض نہین ہے بلکہ صرف لوگون کی خیرخواہی منظور ہے۔ اسکے بعد ارشاد ہوا ہے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کام اسیقدر ہے باقی رہا لوگون کا ماننا نہ ماننا اس سے آپکو سروکار نہین خدا کو اسکا علم ہے کہ کون گمراہ ہوا اور کسنے سیدہی راہ اختیار کی اور وہی ہر دو کو انکے اعمال کا بدلہ دیگا۔ چونکہ انسان پر یہہ امر شاق گزرتا ہے کہ جو بات اسنے قبول نہین کی اسکو دوسرے لوگ قبول کرلین کیونکہ اس سے اسکو اپنی غلطی کے ظاہر ہوجانیکا اندیشہ ہوا کرتا ہے اسلئے مشرکین وکفار مسلمانون کے بھی

دشمن ہوکر انکی ایذا رسانی کے درپی ہو گئے تھے - اللہ جلّ شانہ ان آیات مین مسلمانون سے
بہی خطاب کرکے فرماتا ہے کہ تم ان سے انتقام لینا چاہو تو بالضرور اس امر کا خیال رکہو کہ تمہاری
طرف سے زیادتی نہ ہونے پاوے - جس شخص پر ظلم ہوتا ہے اسکو انتقام کے وقت زیادتی
نہ کرنیکا خیال رکہنا چونکہ کسیقدر دشوار ہے لہذا یہہ طریقہ بہتر بتلایا گیا ہے کہ سرے سے درگزر
کرین اور اسکا نتیجہ بہی اچہا ہوتا ہے کیونکہ خود ظالم نادم ہوکر اپنے ظلم سے باز آجاتے ہین -
ورنہ دونون کی کشمکش مین فتنہ زیادہ ہونے لگتا ہے - آخر مین آنحضرت علیہ الصلوٰۃ
والسلام سے خطاب کرکے ارشاد ہوا ہے کہ سب لوگون کا اس طریقہ عفو وکرم کو
اختیار کرنا دشوار ہے لیکن تم اسکو کر سکتے ہو اور اللہ تمکو اسکی توفیق بہی دیگا - تم مخالفون
کی بدکرداریون پر رنجیدہ نہ ہو اور انکے مکر وفریب سے گہبراؤ نہین خود اللہ جلّ شانہ تمہارا
معاون ومددگار ہے کیونکہ تم پرہیزگار اور نیکوکار ہو -

چونکہ نیکی وپرہیزگاری کا دعویٰ مشرکین وکفار بہی کیا کرتے تھے سورۂ بقر کے ایک
مقام مین اسکی مفصل تعریف اسطرح کیگئی ہے - لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ
وَالْمَغْرِبِ وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى
الْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ
وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ
وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ - ترجمہ - نیکی یہی
نہین کہ نماز مین اپنا منہہ مشرق کی طرف کرلو یا مغرب کی طرف کرلو بلکہ اصل نیکی تو انکی ہے

جو اللہ اور روزِ آخرت اور فرشتون اور آسمانی کتابون اور پیغمبرون پر ایمان لائے اور مال عزیز
اللہ کی محبت پر رشتہ دارون اور یتیمون اور محتاجون اور مسافرون اور مانگنے والون کو دیا
اور غلامی وغیرہ کے قید سے لوگون کی گردنون کے چھڑانے مین دیا اور نماز پڑھتے رہے
اور زکوٰۃ دیتے رہے اور جب کسی بات کا اقرار کر لیا تو اپنے قول کے پورے نکلے
اور سختی اور تکلیف مین اور خوف کے وقت ثابت قدم رہے - یہی لوگ ہین جو دعوی
ایمان اور نیکوکاری مین سچے ہین اور یہی ہین جن کو پرہیزگار کہنا چاہیئے -

ان آیات مین پہلے یہہ بیان کیا گیا ہے کہ نماز کے لئے صرف مشرق یا مغرب کی
طرف منہہ پھیر لینا کافی نہین ہے بلکہ ایمان و عقاید کا درست کرنا مقدم ہے اور اسکے
ساتھہ احکامِ شرعی کا ماننا اور انکا بجالانا بھی ضرور ہے تب کہین نیکی اور پرہیزگاری کا
درجہ حاصل ہوگا - اسکے بعد ایمان کے اجزا کی تصریح کیگئی ہے یعنے خدا پر ایمان یوم
آخرت کا یقین ملایکہ کی تصدیق اور اُنکے ذریعہ سے جو کتابین خدا نے انبیا پر نازل کین
انکی تصدیق اور خود انبیا کی تصدیق - چونکہ یہہ سب امور دل سے متعلق ہین اور ممکن ہے
کہ آدمی ان باتون کا زبان سے اقرار کرے اور دل مین یقین نہ ہو اسلئے اُن اعمال کا
ذکر کر دیا گیا ہے جو ایمان کی صحت پر دلالت کرتے ہین اولاً یہہ کہ مال جو آدمی کو نہایت
عزیز ہوا کرتا ہے خدا کے پاس اجر پانیکی امید پر حاجتمند قرابت دارون یتیمون مسکینون مسافرون
اور سایلون کو دے اور غلامون اور قیدیون کے آزاد کرانے مین صرف کرے - ثانیاً
نماز کو قایم کرے یعنے اسکو اوقاتِ معینہ پر خشوع و خضوع کے ساتھہ بہ تعدیلِ ارکان ادا کرے

نہ یہہ کہ صرف قبلہ کی طرف کہڑے ہوکر دو چار آیتین جلد جلد اور اسکے مضمون کو بہی نہین سمجہکر
پڑہ لے اور رکوع و سجود مرغ کی ٹہونگ کے مانند کرکے سلام پہیر لے اور سمجہہ جاے کہ نماز کا
بوجہہ سر سے ٹل گیا - ثالثاً ان صدقات کے دینے کے بعد جنکا ذکر اوپر ہوا ہے اگر آدمی
کے پاس اسقدر مال ہو کہ بموجب حکم خدا و رسول زکوٰۃ اسپر واجب ہو جاے تو اسکو بہی ادا کرے
رابعاً بدعہدی نہ کرے بلکہ عہد و پیمان کو وفا کرے - اگر عہد و پیمان کے وقت انکو پورا کرنیکی
نیت ہو اور من بعد کوی ایسا عذر پیش آے جسکی وجہہ سے ایفا نہ ہو سکے تو آدمی پر اسکا
وزر نہین - اور خامساً محتاجی غربت بیماری اور مصیبت مین صابر و ثابت قدم رہے -
ایمان کے ان تمام اجزا کو بیان کرنیکے بعد یہہ ارشاد ہوا ہے کہ جن لوگون مین یہہ باتین
پائی جائین وہی اپنے دعویٰ پرہیزگاری مین سچے ہین اور اللہ جل شانہ کے پاس ہی
انکا شمار متقیون مین ہے خالی زبانی دعوے کام آہنین سکتے -

فایدہ - اس آیت مین اللہ جل شانہ کا تقرب اور ثوابِ آخرت حاصل کرنیکے
لئے جو انفاق مال ہوتا ہے اسکے مصرف بتلاوئے گئے ہین - جو لوگ ان کے سوا
اور مصرف تجویز کرتے ہین وہ شریعت مین زیادتی کرتے ہین جو بموجب حدیث مَنْ
اَحْدَثَ فِی اَمْرِنَا ہٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَہُوَ رَدٌّ مردود اور باطل ہے -

ایمان و اعمال صالحہ کی تعلیم کے ساتہہ یہہ بہی سمجہا دیا گیا ہے کہ دنیا مین اگر آدمی کے مقاصد
برنہ آوین اور اوسکو تکلیف پہونچا کرے تو دین سے بدگمان ہو جانا اور یہہ خیال کرنا کہ خدا کے پاس
وہ مقبول نہین ہے بالکل غلط ہے کیونکہ دنیا کی کامیابی دین کے حسن پر محمول ہو نہین سکتی

اور نہ ایمان و اعمال صالحہ کا بدلہ دنیا ہی مین دیدیا جاتا ہے بلکہ انکی خوبی انسان کو موت کے بعد معلوم ہوگی اور پورے پورے اجر کے لئے قیامت کا دن مقرر ہے چنانچہ سورۂ آل عمران مین ارشاد ہوا ہے کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ - وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ - فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ - وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ - لَتُبْلَوُنَّ فِيْ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا اَذًى كَثِيْرًا - وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ

ترجمہ - ہر شخص ایک نہ ایک دن موت کا مزہ چکھنے والا ہے اور جو اعمال تم لوگ کر رہے ہو ان کا پورا پورا بدلہ تم کو قیامت ہی کے دن دیا جائیگا تو اُس دن جو شخص دوزخ کی آگ سے پرے ہٹا دیا گیا اور اُس کو رہنے کے لئے بہشت مین جگہہ دیگئی تو اُس نے من مانی مراد پائی - اور دنیا کی زندگی تو صرف دہوکے کی پونجی ہے اور بس - مسلمانو - تمہارے مالون کے نقصان اور تمہاری جانون کے زیان مین ضرور تمہاری ایمانداری کی آزمایش کی جائے گی اور جن لوگون کو تم سے پہلے کتاب آسمانی دی جا چکی ہے یعنے یہود و نصاریٰ اُن سے اور مشرکین سے تم بہت سی ایذا کی باتین ہی ضرور سنوگے اور اگر صبر کئے رہو اور پرہیزگاری کو ہاتھہ سے نہ جانے دو تو بے شک یہہ بڑی ہمت کے کام ہین -

ان آیات مین صبر و تحمل و استقلال کی تعلیم ایسے عمدہ طریقہ سے کیگئی ہے کہ ذی عقل لوگ فوراً متاثر ہو جاتے ہین - اول تو دنیا کا بمقابلۂ آخرۃ بے حقیقت محض ہونا ایک ایسی چیز کی یاد دلا کر سمجھایا گیا ہے جسکا ہر شخص کو عین الیقین ہے یعنے موت - پھر آخرۃ مین برے اعمال کی سزا اور نیک اعمال کی جزا کا ذکر کیا گیا ہے - آخر مین مسلمانون کو اس بات سے آگاہ کر دیا گیا ہے کہ

دین کی اشاعت مین تمہارے مالون اور جانون مین نقصان ہوگا اور مشرکین واہل کتاب تمہارے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنے کی وجہہ سے تمہارے دشمن ہوکر تمکو سخت ایذائین پہونچا وینگے اور یہہ تمام امور تمہاری ایمانداری کی آزمایش کے باعث ہونگے۔ اگر تم بلاؤن پر صبر کرو اور اللہ کی خوشنودی کے طالب ہوکر دین پر مضبوط جمے رہو تو تمہاری اس مردانہ ہمت کا بدلہ تمہین بالضرور ملیگا چنانچہ یہہ بات دنیا ہی مین ہوکر رہی اور کفار ومشرک مسلمانون کے مقابلہ مین ذلیل وخوار ہوگئے۔ قیامت مین بہی اللہ جل شانہ کا وعدہ مسلمانون کو سرخ رو کریگا ہے بشرطیکہ سابقین اولین کے اسلام کا سا سچا اسلام ہو ورنہ آج کل کا اسلام تو اکثر صرف برائے نام رہگیا ہے۔

فایدہ۔ افسوس ہے کہ اس زمانہ مین کفار ومشرکین مسلمانون کے درپی ایذا ہونیکے عوض خود مسلمان مسلمانون کو ایذا وتکلیف پہونچاتے ہین اور اُن پر بہی اُن کے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی وجہہ سے اقسام کی تہمتین کرکے غیر مسلمان حکام کو بہی اُن سے بدگمان کرنے اور انکے ذریعہ سے مسلمانون کو نقصان پہونچانے مین کوتاہی نہین کرتے۔ خدا مسلمانون کو ہدایت کرے اور حق کی مخالفت سے انکو باز رکہے۔

یہہ امر مسلم ہے کہ جس شخص کا اعتماد خدا پر ہوتا ہے وہ تکلیفون اور مصیبتون کے جہیلنے مین نہایت مستقل اور ثابت قدم رہا کرتا ہے۔ جب مسلمانون کو یہہ خبر دیدیگئی کہ تمہاری دینداری کی وجہہ سے تم کو سخت آفتون کا سامنا ہوگا تو یہہ ہی سمجہا دینا ضرور ہوا

(جان محمد)

کہ ایسی حالتون مین خدا پر توکل کرین اور اسی سے مدد کے طالب ہون چنانچہ سورۂ آلِ عمران مین ارشاد ہوا ہے - اِنْ یَّنْصُرْکُمُ اللّٰہُ فَلَا غَالِبَ لَکُمْ وَاِنْ یَّخْذُلْکُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِیْ یَنْصُرُکُمْ مِّنْ بَعْدِہٖ وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ - ترجمہ - اگر خدا تمہاری مدد کرے تو پھر کوی ہی تم پر غالب آنے والا نہین اور اگر وہ تمکو چھوڑ بیٹھے تو اسکے چھوڑے پیچھے دوسرا کون ہے جو تمہاری مدد کو کھڑا ہو - اور مسلمانون کو چاہیئے کہ اللہ ہی کا بھروسا رکھین -

یہی توکل کی تعلیم سورۂ احزاب کے ایک مقام مین اسطرح کیگئی ہے - قُلْ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَعْصِمُکُمْ مِّنَ اللّٰہِ اِنْ اَرَادَ بِکُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِکُمْ رَحْمَۃً وَلَا یَجِدُوْنَ لَہُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا - ترجمہ - ای پیغمبر لوگون سے کہو کہ اگر خدا تمہارے ساتھ برای کرنی چاہے تو کون ایسا ہے جو تمکو اُسکی پکڑ سے بچا سکے یا تم پر اپنا فضل کرنا چاہے تو کون اسکو روک سکتا ہے - اور خدا کے سوا نہ تو کسی کو اپنا حامی ہی پائین گے اور نہ کسی کو اپنا مددگار ہی پائین گے -

سورۂ فاطر کے ایک مقام مین ہی مضمون ان الفاظ مین بیان ہوا ہے - مَا یَفْتَحِ اللّٰہُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَۃٍ فَلَا مُمْسِکَ لَہَا وَمَا یُمْسِکْ فَلَا مُرْسِلَ لَہٗ مِنْ بَعْدِہٖ وَہُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ - ترجمہ - اللہ اپنی رحمت کے خزانے لوگون کے لئے کھولدے تو کوی انکا بند کرنے والا نہین اور بند کرے تو اسکے بند کئے پیچھے کوی انکا جاری کرنے والا نہین اور وہی زبردست اور حکمت والا ہے -

ان آیات مین یہہ سمجھایا گیا ہے کہ جب مسلمان اللہ پر ایمان لا چکے ہین اور انہین یہہ معلوم کرا دیا گیا ہے کہ جسطرح اللہ کی رحمت کو کوی روک نہین سکتا ہے اسیطرح اسکے عذاب کو بھی کوئی ٹال نہین سکتا اور اسکے مقابلہ مین کوی کسی کا نہ تو حامی ہو سکتا ہے اور نہ مددگار پس

ایسی حالت مین مومنین کو اسی پر توکل کرنا چاہیئے وہی انکی مدد کرکے مخالفین پر انکو غالب کریگا۔
جو لوگ اللہ جلّ شانہ کی بلاؤن پر صبر کرتے اور اسی پر اعتماد کرکے ثابت قدم رہتے ہین
انکی تعریف سورۂ بقر مین اسطرح کیگئی ہے۔ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ
وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔
أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ۔ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ۔ ترجمہ۔ اور البتہ ہم تمکو
تھوڑے سے خوف سے اور بھوک سے اور مال اور جان اور پیداوار اراضی کی کمی سے
آزمائین گے اور ای پیغمبر صبر کرنے والون کو خوشنودی خدا اور کشایش کی خوشخبری سنادو۔
یہہ لوگ جب اُن پر مصیبت آپڑتی ہے تو بول اُٹھتے ہین کہ ہم تو اللہ ہی کے ہین اور ہم اُسی کی طرف
لوٹ جانے والے ہین۔

آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ پر ایمان لائی ہوئی جماعت نے ان احکام پر اس عمدگی سے
عمل کیا اور اقسام کی آفتون اور مصیبتون مین اللہ جلّ شانہ پر ایسا توکل کرتے رہے کہ مخالفین بعض اوقات
اس توکل کو غرور پر حمل کرتے تھے چنانچہ سورۂ انفال مین اسکی کیفیت اسطرح مذکور ہے۔ إِذْ يَقُولُ
الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ غَرَّ هَٰؤُلَاءِ دِينُهُمْ وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ۔
یعنے جنگ بدر مین مسلمانون کی ہمت اور جوانمردی کو دیکھکر منافق اور جن لوگون کے دلون مین
کفر کی بیماری تھی کہتے تھے کہ ان کو تو انکے دین نے مغرور کردیا ہے۔ اللہ جلّ شانہ فرماتا ہے
کہ حقیقت مین مسلمان مغرور نہین ہین انکی طرف ایسی مذموم صفت کو منسوب کرنا سخت غلطی ہے بلکہ انکو
خدا پر بھروسہ ہے اور جو خدا پر بھروسہ رکھیگا تو وہ بالضرور قوی دل ہوگا کیونکہ اسکا مددگار اللہ ہے

جو زبردست اور حکمت والا ہے۔

فایدہ۔ مسلمانون کے اسی ایک توکل علی اللہ کی صفت سے جو حیرت انگیز نتایج پیدا ہوے اُن سے سارا جہان واقف ہے۔ جب سے کہ مسلمانون کا عمل اسکے خلاف ہوگیا اور یہہ لوگ بھی مثل مشرکین کے اپنے دین و دنیا کے کامون مین ارواحِ اموات پر اعتماد کرنے لگے اسیوقت سے تباہی شروع ہوی اور یہہ تباہی روز بروز زیادہ ہو رہی ہے۔

جو لوگ بلاؤن مین خدا پر توکل نہین کرتے اور دنیا کی تکلیفون سے گھبراکر دین ہی سے بدول ہوجاتے ہین اور انکی عبادت وغیرہ محض اس غرض سے ہوا کرتی ہے کہ دنیاوی فایدے حاصل ہون انکی مذمت سورۂ حج کے ایک مقام مین اسطرح کیگئی ہے۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ِاطْمَاَنَّ بِهٖ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ِانْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ۔ ترجمہ۔ اور لوگون مین کوی کوی ایسا ہی ہے جو خدا کی عبادت تو کرتا ہے مگر اکھڑا اکھڑا کہ اگر اس کو کوی فایدہ پہونچ گیا تو اسکی وجہہ سے مطمئن ہوگیا اور اگر اسپر کوی مصیبت آپڑی تو جدہر سے آیا تھا الٹا ادہر ہی کو لوٹ گیا۔ اس نے دنیا ہی کھوئی اور آخرت بھی۔ صریح گھاٹا یہی کہلاتا ہے۔

جو شخص بلاؤن پر صبر اور خدا پر توکل نہ کرے اور کسی مصیبت کے پہونچتے ہی خدا سے بدگمان ہوجاے اسکی توبیخ سورۂ حج مین اسطرح کیگئی ہے۔ مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَى السَّمَآءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ۔ ترجمہ۔ جو شخص حالتِ مایوسی مین خدا کی نسبت ایسا گمان بد رکھتا ہو کہ خدا دنیا و آخرت مین اسکی مدد کریگا ہی نہین تو اسکو

چاہیے کہ اوپر کی طرف کو ایک رسّی تانے اور اپنے گلے مین پہانسی لگائے اور پہر زمین سے اپنا قطع تعلق کرے اور لٹک کر مر رہے - پہر دیکھے کہ آیا اسکی اس تدبیر سے اسکی وہ شکایت جسکی وجہہ سے ناخوش تہا رفع ہوئی یا نہین -

ان ہر دو آیات مین یہہ بیان ہے کہ جو شخص دینداری اسلئے اختیار کرتا ہے کہ دنیا حاصل ہو وہ دین پر قایم نہین رہ سکتا کیونکہ دنیا مین راحت کے ساتہہ رنج بہی ہوا کرتا ہے اور اگر آدمی صرف راحت ہی کا طالب ہو اور اسیکے لئے خدا کی عبادت کرے تو رنج کے پہونچتے ہی وہ خدا سے ناراض ہوجاویگا اور اسکا نتیجہ یہہ ہوگا کہ رنج کی وجہہ سے صرف دنیا تلخ ہوئی تہی اسپر صبر نہ کرنا اور باوجود اللہ جلّ شانہ کے مصالح سے واقف نہ ہونیکے اُس سے ناراض ہوجانا دین کی بہی تباہی کا باعث ہوا پس جو شخص دنیا و دین اسطرح تباہ کرلے اسکو براہ زجر و توبیخ یہہ کہا گیا ہے کہ اگر کسی رنج کے پہونچتے ہی تجہکو مایوسی ہوجاتی ہے اور اللہ جلّ شانہ کی تمام نعمتون کو فراموش کرکے تو اسکی نسبت یہہ بدگمان کرنے لگتا ہے کہ دنیا مین مدد نہین ملی تو آخرت مین بہی نہین ملیگی تو تجہکو چاہیے کہ اپنے گلے مین پہانسی لگائے اور لٹک کر مر رہے پہر دیکہے کہ اس تدبیر سے تیرا رنج دفع ہوا یا نہین -

چونکہ دنیا کی اکثر تکلیفین عسرت کی وجہہ سے ہوا کرتی ہین اور علی العموم مال دار لوگون کو بہ نسبت مفلسون کے زیادہ راحت ہوتی ہے اللہ جلّ شانہ نے قرآن شریف کے متعدد مقامات مین صرف مال و دولت کو بڑی نعمت سمجہنے اور اسیکی طرف جہک پڑنے سے منع فرمایا ہے تاکہ صبر و توکل کی صفت اپنے کمال کو پہونچ جاوے چنانچہ سورۂ طٰہٰ مین ارشاد ہوا ہے -

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّأَبْقٰى - ترجمہ - اور ای پیغمبر ہم نے جو مختلف قسم کے لوگون کو دنیاوی زندگی کی رونق کے سازو سامان استعمال کے لئے دے رکھے ہین کہ اُن کو انکے حال مین آزمائین تم اپنی نظر اُن پر نہ دوڑانا اور تمہارے پروردگار کی دی ہوئی روزی یعنے ثواب آخرت اس سے کہین بہتر اور پایندہ تر ہے -

سورۂ آلِ عمران کے ایک مقام مین یہی مضمون اسطرح بیان ہوا ہے - زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ - ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِندَهُ حُسْنُ الْمَآبِ - ترجمہ - لوگون کی طبیعتین اسطرح واقع ہوی ہین کہ انکو دنیا کی مرغوب چیزون مثلاً بیبیون اور اولاد اور سونے چاندی کے بڑے بڑے ڈہیرون اور عمدہ عمدہ گہوڑون اور مویشیون اور کہیتی کے ساتہہ دلبستگی بہلی معلوم ہوتی ہے حالانکہ یہہ دنیا کی زندگی کے چند روزہ فایدے ہین اور ہمیشہ کے لئے اچہا ٹہکانا تو اللہ کے ہان ہے -

سورۂ کہف کے ایک مقام مین بہی دنیا کے ساز وسامان پر نظر نہ ڈالنے اور جو لوگ اللہ کی مرضی کے طالب ہین گو وہ غریب و مفلس ہی کیون نہ ہون اُن سے محبت اور دوستی رکہنے کے لئے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسطرح ارشاد ہوا ہے - وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا - وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَن ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا - ترجمہ - اور ای پیغمبر جو لوگ

صبح وشام اپنے پروردگار کی یاد کرتے اور اُسی کی رضامندی چاہتے ہین اُنکے ساتھہ اٹھنے بیٹھنے پر اپنے نفس کو مجبور کرو اور تمہاری نظر التفات اُن پر سے ہٹنے نہ پاے کہ لگو دنیا کی زندگی کے ساز وسامان کا پاس کرنے اور ایسے شخص کا کہا ہرگز نہ ماننا جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کردیا ہے اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہے اور اسکی دنیا داری حد سے بڑہ گئی ہے ۔

ان آیات مین یہہ بیان ہے کہ عورتین اولاد سونا چاندی گہوڑے مویشی کھیتی وغیرہ چیزین جو دنیا کی زینت کے باعث ہین آدمی کو مرغوب ہوا کرتی ہین اور ہم نے انکی تقسیم لوگون مین اپنے مصالح کے موافق کردی ہے کسی کو کم کسی کو زیادہ اور کسی کو کچھہ بھی نہین اور اس سے ہماری غرض ہر شخص کو اسکی حالت مین آزمانا ہے لیکن یہہ تمام فایدے چونکہ چند روزہ ہین اسلئے ہمارے پاس جو ثواب دایمی ہے اسکی نسبت یہہ سب ہیچ ہے ۔ پہر آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ارشاد ہوا ہے کہ تم جب لوگون کو ہماری طرف بلاتے ہو تم کو چاہئے کہ دنیا کی ان زینتون پر نظر نہ دوڑاؤ اور بہ مقابلۂ مساکین وغربا کے مالدارون کی زیادہ عزت نہ کرو بلکہ اپنی توجہہ ایسے لوگون پر مبذول رکھو جو اللہ کی مرضی کے طالب ہین اور جو شخص دنیا مین منہمک ہوکر خدا سے غافل ہوجاے اس سے کنارہ کش رہو ۔

فایدہ ۔ آخر آیت مین اُس مالدار کافر کی طرف اشارہ ہے جس نے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہہ رای دی تھی کہ اپنے پاس غریب لوگون کو جنکو وہ رذیل سمجھتا تہا

بیٹھنے نہ دین تاکہ دولت مند لوگ جو اُسکے پاس معزز تھے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئین - اللہ جل شانہ نے فرمایا کہ دین کی تعلیم مین مالداری اور دنیا کی زینتون کا پاس ہو نہین سکتا بلکہ جو لوگ خدا کی طرف زیادہ متوجہ ہین وہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آنے جانے کے زیادہ مستحق ہین اور جو مالدار خدا سے غافل ہے وہ آپکی صحبت کے لایق نہین -

سورۂ زخرف کے ایک مقام مین بھی دنیا کے ساز و سامان کی بے وقعتی اسطرح مذکور ہے - وَلَوْلَآ اَنْ یَّکُوْنَ النَّاسُ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ یَّکْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُیُوْتِھِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّۃٍ وَّ مَعَارِجَ عَلَیْھَا یَظْھَرُوْنَ - وَلِبُیُوْتِھِمْ اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَیْھَا یَتَّکِئُوْنَ وَزُخْرُفًا وَاِنْ کُلُّ ذٰلِکَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا - وَالْاٰخِرَۃُ عِنْدَ رَبِّکَ لِلْمُتَّقِیْنَ - ترجمہ - اور اگر یہہ بات نہوتی کہ سب لوگ ایک ہی طریقہ کے ہو جائین گے تو ساز و سامان دنیا ہمارے ہان اسقدر حقیر ہے کہ جو لوگ منکر خدائے رحمٰن ہین اُنکے لئے اُنکے گھرون کی چھتین ہم چاندی کی کر دیتے اور چھتون کے علاوہ چاندی کے زینے کہ اُن پر چڑھتے اترتے اور چاندی ہی کے تخت کہ اُن پر مزے سے تکئے لگا لگا کر بیٹھتے اور چاندی ہی نہین بلکہ سونے کے بھی اور پھر یہی یہہ تمام ساز و سامان دنیا کی زندگی کے چند روزہ فاید ے ہین اور معاد آخرت تمہارے پروردگار کے ہان پرہیزگارون ہی کے لئے ہے -

مولانا نذیر احمد صاحب نے اس مقام پر یہہ فایدہ تحریر فرمایا ہے - "اس آیت مین دنیاوی ساز و سامان کی بے حقیقتی اس طرح پر ظاہر کیگئی ہے کہ خدا چاہتا تو کافرون کو یعنے اپنے دشمنون کو چاندی سونے مین مڑدیتا اور چاندی سونے کو انکا اوڑھنا بچھونا بنا دیتا مگر صرف

اس مصلحت سے کہ کہین لوگ دنیا کی فارغبالی کو موجب رضامندی خدا نہ سمجھنے لگین ایسا نہین کیا ورنہ خدا کی نظر مین ساز و سامان دنیا کی کچھہ بھی وقعت نہین اسکی وقعت کچھہ ہے تو ان احمقون کی نظرون مین ہے جو خدا کو نہین مانتے اور فکر عاقبت سے غافل ہین"۔

گو دنیا کی بے وقعتی بہ مقابلۂ آخرت موت کو یاد دلاکر اور یہان کے ساز و سامان کے فانی ہونیکا ذکر کرکے بخوبی ذہن نشین کردیگئی ہے لیکن چونکہ عام طبیعتین اس سے متاثر ہونہین سکتین اور ہر ایک شخص کو دنیا کے مال و متاع کی خواہش کم و زاید ہوا کرتی ہے تاکہ جو تکالیف اسکے نہ ہونے سے پہونچتی ہین اُن سے محفوظ رہے اسلیئے یہہ ضرور ہوا کہ آدمی کو حصول مال و متاع کے ناجایز ذرایع سے آگاہ کردیا جاے تاکہ وہ اپنی منفعت کے خیال مین دوسرون کو نقصان پہونچاکر اپنی آخرت کو خراب نہ کرلے ۔ چنانچہ سورۂ بقر کے ایک مقام مین ارشاد ہوا ہے ۔ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۔ ترجمہ ۔ اور آپس مین ناحق ناروا ایک دوسرے کے مال کو خورد برد نہ کرو اور نہ مال کو حاکمون کے پاس رسائی پیدا کرنیکا ذریعہ گردانو تاکہ لوگون کے مال سے تھوڑا بہت جو کچھہ ہاتھہ لگے اس کو جان بوجھہ کر ناحق ہضم کر بیٹھین ۔

اس آیت مین اُن طریقون کی مذمت ہے جن سے آدمی غیر کا مال خورد برد کرسکتا ہے ایک تو چوری سے لینا یا زبردستی چھین لینا ۔ ان جرمون کی سزا دنیا کے حاکم بھی دیا کرتے ہین لیکن رشوت خوار حاکمون کو رشوت پہونچاکر لوگ جو ہموار کرلیتے ہین اور اس طریق سے غیرون کا مال خورد برد کرتے ہین اسکی بھی ممانعت کردیگئی ہے ۔

(جان محمد)

یہہ بیان بالکل مجمل ہے اور اسکی تفصیل مندرجۂ ذیل آیات سے معلوم ہوتی ہے۔
سورۂ نساء۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِہِمْ نَارًا۔ وَسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا۔ ترجمہ۔ جو لوگ ناحق نارواہ یتیمون کا مال خورد برد کرتے ہین وہ اپنے پیٹ مین انگارے بھرتے ہین اور عنقریب دوزخ مین پڑینگے۔

یتیمون کا کوی والی اور سرپرست نہین ہوتا ہے اور لوگون کو انکا مال اقسام کے حیلون سے خورد برد کرنیکا موقع ملتا ہے اِسلئے اللہ جل شانہ نے انکے مال کہانیکی برائی کو بیان فرمادیا ہے۔

سورۂ نساء۔ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰی اَہْلِہَا وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ۔ اِنَّ اللّٰہَ نِعِمَّا یَعِظُکُمْ بِہٖ۔ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ سَمِیْعًا بَصِیْرًا۔ مسلمانو اللہ تمکو حکم دیتا ہے کہ امانت رکھنے والون کی امانتین جب مانگین انکے حوالے کردیا کرو اور جب لوگون کے جھگڑے فیصل کرنے لگو تو انصاف کے ساتھہ فیصلہ کرو اللہ جو تمکو نصیحت کرتا ہے تمہارے حق مین بہت اچھی ہے اس مین شک نہین کہ اللہ سبکی سنتا اور سب کچھہ دیکھتا ہے۔

اس آیت مین جو شخص کسی کو معتبر سمجھکر اسکے پاس اپنی امانت رکھے اسکو خورد برد نہ کرنے اور اسکے مطالبے پر اسکی امانت کو پہونچا دینے کا حکم دیا گیا ہے اور جب کسی کے معاملہ مین حاکم بنائے جاوین تو اس مین انصاف کے ساتھہ فیصلہ کرنیکی تاکید کیگئی ہے۔

یہہ بات محتاج بیان نہین کہ جو شخص کسی معاملہ مین فیصلہ کرتا ہے اسکو غیب کا علم نہین ہوتا اور بجز مقدمہ کی تحقیقات کرنے اور گواہون کے اظہار پر اعتماد کرنیکے حق کے دریافت کرنیکا

اسکے نزدیک کوی اور ذریعہ نہین ہوتا ہے اسلیئے سچّی گواہی دینے اور انصاف کو ملحوظ رکہنے کی سخت تاکید کیگئی ہے - چنانچہ سورۂ مایدہ مین ارشاد ہوا ہے - یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰہِ شُہَدَآءَ بِالْقِسْطِ - وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَلَّا تَعْدِلُوْا - اِعْدِلُوْا ہُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی - وَاتَّقُوا اللّٰہَ - اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ - ترجمہ - مسلمانو خدا واسطے انصاف کے ساتہہ گواہی دینے کو آمادہ رہو اور لوگون کی عداوت تم کو اس جرم کے ارتکاب کی باعث نہ ہو کہ معاملات مین انصاف نہ کرو ہر حال مین انصاف کرو کہ پرہیزگاری کو انصاف لازم ہے اور اللہ کی نافرمانی سے ڈرتے رہو کیونکہ جو کچہہ تم کرتے ہو اللہ اُس سے باخبر ہے -

یہی مضمون سورۂ نساء مین اسطرح مذکور ہے - یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُہَدَآءَ لِلّٰہِ وَلَوْ عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ - اِنْ یَّکُنْ غَنِیًّا اَوْ فَقِیْرًا فَاللّٰہُ اَوْلٰی بِہِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْہَوٰٓی اَنْ تَعْدِلُوْا - وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا - ترجمہ - مسلمانو مضبوطی کے ساتہہ انصاف پر قایم رہو اور خدا لگتی گواہی دو اگرچہ یہہ گواہی خود تمہارے یا تمہارے ماں باپ اور رشتہ دارون کے خلاف ہی کیون نہ ہو - اگر کوی مالدار یا محتاج ہے تو اللہ سب سے بڑہکر انکی پرداخت کرنے والا ہے تو تم حق سے درگزر کرنے مین خواہش نفس کی پیروی نہ کرو اور اگر دبی زبان سے گواہی دو گے یا سرے سے گواہی دینے سے پہلوتہی کرو گے تو اللہ کے پاس اسکی سزا پاؤ گے کیونکہ وہ جو کچہہ تم کرتے ہو اس سے باخبر ہے -

ان آیات مین سچّی گواہی دینے کی تاکید کیگئی ہے خواہ دشمن کے مقابلہ مین ہو یا دوست کے غریب کے مقابلہ مین ہو یا مالدار کے یعنے گواہی دینے مین دشمن کو نقصان یا دوست کو فایدہ پہونچانے

یا کسی مالدار کی مالداری اور غریب کی غربت کا مطلق خیال نہ کیا جاے بلکہ جو بات سچی ہے وہی کہدی جاے اگرچہ اس سے دشمن کا فایدہ یا دوست کا نقصان ہوتا ہو اور نہ مالداری و غربت کا لحاظ کرے۔ یہان تک کہ اگر سچی گواہی مین اپنا ذاتی نقصان یا اپنے ماباپ اور رشتہ دارون کا بھی زیان ہو تو حق سے درگزر نہ کرے اور جھوٹ نہ کہے۔ آخر مین ارشاد ہوا ہے کہ اگر تم اس قسم کے خیالات کی وجہہ سے سچی بات کہنے سے رکو گے یا انکار کروگے تو اللہ جل شانہ تمہارے اعمال سے واقف ہے وہ بالضرور اسکی سزا تمکو دیکر رہیگا۔

جب لوگون کو حصول مال کے ناجایز طریقون سے روک دیا گیا تو مساکین و فقرا کی حاجتون کے رفع ہونیکے لئے مالدارون کو صدقات کی ترغیب و تحریص دلای گئی چنانچہ سورۂ آل عمران مین ارشاد ہوا ہے۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۔ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ۔ ترجمہ۔ لوگو جب تک خدا کی راہ مین وہ چیزین خرچ نہ کروگے جو تم کو عزیز ہین نیکی کے درجے کو ہرگز نہ پہونچ سکوگے اور تم کوئی سی چیز بھی خرچ کرو اللہ اسکو جانتا ہے۔

فایدہ۔ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ۔ مین اسطرف اشارہ ہے کہ نیکی کا کمال تو اسی مین ہے کہ محبوب چیز کو اللہ کی راہ مین صرف کرین لیکن سوا اسکے بھی جو مال اللہ کی راہ مین دیا جاویگا وہ مقبول ہوگا بشرطیکہ وہ کار آمد ہو۔ فرتوت اور نکمی چیزون کی خیرات کرنی اور ثواب کی امید رکھنی عبث ہے کیونکہ اللہ جل شانہ نیتون کو جانتا ہے۔ امام بخاری نے اپنی صحیح مین روایت کی ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے باغات مین ایک نہایت عمدہ باغ تھا جسکو وہ بہت عزیز رکھتے تھے۔ جب یہہ آیت نازل ہوئی تو انہون نے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ

مجھکو اپنی تمام جائدادمین فلان باغ زیادہ محبوب ہے اب مین اسکو اللہ کے لئے صدقہ دینا چاہتا ہون
آپ اسکا مصرف مقرر فرما دیجئے - آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو رائے دی
کہ اس باغ کو اپنے حاجتمند اقربا مین تقسیم کردین چنانچہ انہون نے ایسا ہی کیا -

سورۂ بقر کے ایک مقام مین صدقات وخیرات کی فضیلت اسطرح مذکور ہے -

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ
مِّائَةُ حَبَّةٍ - وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ - وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ - اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ - وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ -
قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى - وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ - ترجمہ - جو لوگ اپنے
مال خدا کی راہ مین خرچ کرتے ہین انکی خیرات کی مثال اس دانے کی سی ہے کہ جس سے سات
بالین پیدا ہوئین ہر بال مین سو دانے اور اللہ برکت دیتا ہے جسکو چاہے اور اللہ بڑی گنجایش
والا اور ہر ایک چیز کے حال سے واقف ہے - جو لوگ اپنے مال کو اللہ کی راہ مین خرچ کرتے
ہین پھر خرچ کئے پیچھے کسی طرح کا احسان نہین جتاتے اور نہ لینے والے کو کسی طرح کی ایذا دیتے
ہین انکو انکا ثواب اپنے پروردگار کے ہان ملیگا اور آخرت مین نہ تو انپر کسی قسم کا خوف طاری ہوگا
اور نہ وہ کسی طرح پر آزردہ خاطر ہونگے - نرمی سے جواب دیدینا اور سایل کے اصرار سے
درگزر کرنا اس خیرات سے بہت بہتر ہے جس کے دئے پیچھے سایل کو کسی طرح کی ایذا ہو
اور اللہ بے نیاز اور بردبار ہے -

ان آیات مین یہہ بیان ہے کہ جو لوگ اللہ کی راہ مین اپنا مال صرف کرتے ہین انکو

اس کاشتکار کے مانند معاوضہ ملیگا جو ایک ایک بوے ہوے دانے کے بدل سات سات سو دانے حاصل کرتا ہے یعنے ہر ایک درخت مین سات سات خوشے نکلتے ہین اور ہر خوشہ مین سو سو دانے پیدا ہوتے ہین - اس مثال کے بعد ارشاد ہوا ہے کہ خدا چاہتا ہے تو اس سے زیادہ اجر بھی دیتا ہے کیونکہ اسکے خزانے مین کچھ کمی نہین ہے اجر کی زیادتی و کمی تو صدقہ دینے والون کی نیتون پر موقوف ہے - جو لوگ صدقہ دیکر اپنا احسان نہین جتاتے اور صدقہ لینے والے کو کسی طرح کی ایذا نہین پہونچاتے ہین وہی مستحق ثواب ہین اور آخرت مین ایسون ہی کو نہ کسی قسم کا خوف ہوگا اور نہ رنج - آخر مین ارشاد ہوا ہے کہ سایل کو نرمی و ملایمت کے ساتھہ رد کردینا اور اسکے اصرار سے درگزر کرنا اس سے کہین بہتر ہے کہ صدقہ دیکر اسکو ایذا پہونچائین کیونکہ جب صدقہ اللہ کے لیے دیا جاتا ہے تو فی الحقیقت لینے والے پر دینے والے کا کوئی احسان نہین ہوتا اور نہ اللہ پر احسان ہوتا ہے اسلیے کہ سارا مال اسی کا عطا کیا ہوا ہے اور وہی غنی ہے اور جو لوگ اسکے دیے ہوے مال سے اسکے دوسرے بندون کو فایدہ نہین پہونچاتے ہین انکو وہ فوراً سزا نہین دیتا اسلیے کہ وہ بردبار ہے -

چونکہ سود ایک ایسی چیز ہے جس سے صدقات کا راستہ تنگ ہوجاتا ہے اسلیے اسلام نے اسکو مطلقاً حرام کردیا چنانچہ سورۂ بقر مین اسکی حرمت اور اسکے وجوہ اسطرح بیان کیے گیے ہین -

اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ - ذٰلِکَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا - فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ - وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ - وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ - هُمْ فِیْهَا

خٰلِدُوْنَ - یَمْحَقُ اللّٰہُ الرِّبٰوا وَیُرْبِی الصَّدَقٰتِ - وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ کُلَّ کَفَّارٍ اَثِیْمٍ - ترجمہ -
جو لوگ سود کھاتے ہین قیامت کے دن کھڑے نہین ہو سکینگے مگر اس شخص کا سا کھڑا ہونا
جس کو شیطان نے اپنی چپیٹ سے خبط الحواس کر دیا ہو - یہہ انکے اس کہنے کی سزا ہے
کہ جیسا معاملۂ سود ویسا ہی معاملۂ بیع حالانکہ بیع کو تو اللہ نے حلال کیا ہے اور سود کو حرام تو
سود کو بیع پر قیاس کرنا صریح غلط ہے تو جس پاس اسکے پروردگار کی طرف سے نصیحت
کی بات پہونچی اور وہ آیندہ کے لئے باز آگیا تو جو پہلے لے چکا ہے وہ اسکا ہو چکا اور اس
کا معاملہ خدا کے حوالے اور جو منا ہی پیچھے پھر سود لے تو ایسے ہی لوگ دوزخی ہین اور وہ
دوزخ ہی مین ہمیشہ ہمیشہ رہینگے - اللہ سود کو گھٹاتا اور خیرات کو بڑھاتا ہے اور جتنے ناشکر
و نافرمان ہین خدا ان سے راضی نہین -

اسی سورۂ بقر مین آگے چلکر سود کے متعلق یہہ ارشاد ہوا ہے - یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا
اتَّقُوا اللّٰہَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ - فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ
اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ - وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَکُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِکُمْ - لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ - وَاِنْ کَانَ
ذُوْ عُسْرَۃٍ فَنَظِرَۃٌ اِلٰی مَیْسَرَۃٍ - وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ - وَاتَّقُوْا یَوْمًا
تُرْجَعُوْنَ فِیْہِ اِلَی اللّٰہِ - ثُمَّ تُوَفّٰی کُلُّ نَفْسٍ مَّا کَسَبَتْ وَہُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ - ترجمہ - مسلمانو اگر تم
ایمان رکھتے ہو تو اللہ سے ڈرو اور جو سود لوگون کے ذمہ باقی ہے اس کو چھوڑ دو اور اگر
ایسا نہین کرتے تو اللہ اور اسکے رسول سے لڑنے کے لئے ہوشیار ہو رہو اور اگر توبہ
کرتے ہو تو اپنی اصل رقم تم کو لینی پہونچتی ہے نہ تم کسی کا نقصان کرو اور نہ کوئی تمہارا نقصان کرے

اور اگر کوئی تنگدست تمہارا مقروض ہو تو فراخی تک کی مہلت دو اور اگر سمجھو تو تمہارے حق مین یہہ زیادہ بہتر ہے کہ اسکو اصل قرضہ ہی بخشدو۔ اور اس دن سے ڈرو جبکہ تم اللہ کی طرف لوٹاکر لائے جاؤگے پھر ہر شخص کو اسکے کئے کا پورا پورا بدلہ دیدیا جائے گا اور لوگون پر ذرہ بھر ظلم نہ ہوگا۔

صدقات و خیرات کی ترغیب و تحریص کے ساتھہ ہی جو لوگ صدقات و خیرات کے مستحق ہین انکی تعریف ہی کردیگئی ہے تاکہ لوگ کسب معاش مین جو تکلیف ہوتی ہے اس سے بچنے کے لئے سوال کرتے نہ پھرین اور مانگ تانگ کر دولت نہ جمع کرین چنانچہ سورۂ بقرہ مین ارشاد ہوا ہے۔ لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۔ تَعْرِفُهُمْ بِسِيمَاهُمْ ۔ لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا ۔ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ۔ ترجمہ۔ خیرات تو ان حاجت مندون کا حق ہے جو اللہ کی راہ مین گھیرے بیٹھے ہین ملک مین کسی طرف کو جا نہین سکتے جو شخص انکے حال سے بے خبر ہے وہ انکی خودداری کی وجہہ سے انکو غنی سمجھتا ہے لیکن ای مخاطب تو انکو دیکھے تو انکی صورت سے صاف پہچان جاے گا کہ محتاج ہین مگر ہان لگ لپٹ کر لوگون سے نہین مانگتے۔ اور جو کچھہ بھی تم لوگ خیرات کے طور پر خرچ کروگے تو خوب یقین رکھو کہ اللہ اسکو جانتا ہے۔

فایدہ۔ اِس آیت مین اُن لوگون کی طرف اشارہ ہے جو مدینۂ منورہ مین طلب علم کے لئے یا کفار سے ڈر کر آبسے تھے لیکن حکم عام ہے۔ جو لوگ کسی وجہہ سے کسب معاش سے

معذور ہون اور جنکی خودداری سے یہہ دہوکا ہوتا ہو کہ غنی ہین وہی صدقات کے زیادہ مستحق ہین
اور انکی حالت کو دیکھکر بلا انتظار سوال انکی حاجت روائی کرنی ضرور ہے۔ گو اس قسم کی خیرات کی
شہرت نہ ہو لیکن اللہ کو جو اجر دینے والا ہے اسکا علم ہونا کافی ہے اور وہی ایسے بے ریا صدقات
کا پورا پورا ثواب دیگا۔

مساکین و فقرا کو صدقات و خیرات دینے کی ترغیب کے ساتھہ ہی قرآن شریف مین
اہل کتاب کے اُن احبار و رہبان کی مذمت بھی کیگئی ہے جو زہد و تقوی کے لباس مین لوگون کا
مال کھایا کرتے تھے تاکہ مسلمان اس بلا مین مبتلا نہ ہون اور جو لوگ چاندی سونے سے اسقدر محبت
رکھتے ہین کہ صدقات واجبہ بھی نہین دیتے اور اسکو جمع کرتے رہتے ہین نہ تو خود فایدہ اٹھاتے
اور نہ دوسرون کو اُس سے فایدہ پہونچاتے انکو قیامت کے دن جس قسم کا عذاب دیا جاویگا وہ
بھی بیان کر دیا گیا ہے چنانچہ سورۂ توبہ مین ارشاد ہوا ہے۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِیْرًا
مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَیَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ۔
وَالَّذِیْنَ یَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا یُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ۔ یَّوْمَ
یُحْمٰی عَلَیْهَا فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰی بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ۔ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا
مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ۔ ترجمہ۔ مسلمانو۔ اہل کتاب کے اکثر عالم اور مشایخ لوگون کے مال ناحق ناروا
کھاتے ہین اور راہ خدا سے لوگون کو روکتے رہتے ہین۔ اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے
رہتے ہین اور اسکو خدا کی راہ مین خرچ نہین کرتے تو اے پیغمبر انکو روز قیامت کے عذاب دردناک
کی خوش خبری سنا دو جبکہ دوزخ کی آگ مین رکھکر اسکو تپایا جاوے گا پھر اس سے انکے ماتھے

(باقی ۷۰)

اور انکی کروٹین اور پیٹھین داغی جائین گی اور اُن سے کہا جائیگا کہ یہہ ہے جو تم نے اپنے لئے دنیا مین جمع کیا تہا تو آج اپنے جمع کئے کا مزہ چکھو۔

فایدہ۔ احبار یعنے علمای یہود اور رہبان یعنے درویشانِ نصاریٰ انکی یہہ حالت تہی کہ لوگون سے مال لیکر انکی خواہش کے موافق مسئلے بتا دیا کرتے تہے انکی مذمت قرآن شریف مین بیان کردیگئی تاکہ برے عالمون اور گمراہ زاہدون کے فریب سے لوگ محفوظ رہین۔

تفسیر اکسیر اعظم مصنفہ مولانا احتشام الدین مرادابادی رحمۃ اللہ مین لکہا ہے کہ سفیان بن عیینہ تابعی سے منقول ہے کہ ہمارے علما مین جو بگڑ جاتا ہے اس مین یہود کی مشابہت آجاتی ہے اور ہمارے زاہدون مین جو خراب ہوجاتا ہے اُس مین نصاریٰ کی مشابہت پیدا ہوجاتی ہے افسوس ہے کہ اس زمانہ کے اکثر علما و مشایخین کی یہی یہی کیفیت ہوگئی ہے اور مسدسِ حالی کے یہہ اشعار بالکل انکی حالت کے مطابق نظر آتے ہین۔

بہت لوگ بنکر ہوا خواہِ امت — سیفہون سے مٹوا کے اپنی فضیلت
سدا گاؤن درگاؤن نوبت بہ نوبت — پڑے پہرتے ہین کرتے تحصیلِ دولت

یہہ ٹہرے ہین اسلام کے رہنما اب
لقب انکا ہے وارثِ انبیا اب

بہت لوگ پیرون کی اولاد بنکر — نہین ذاتِ والا مین کچہہ جنکے جوہر
بڑا فخر ہے جنکو لے دیکے اسپر — کہ تہے انکے اسلاف مقبولِ داور
کرشمے ہین جا جا کے جہوٹے دکہاتے

مریدون کو ہین لوسٹتے اور کہاتے

یہہ ہین جادہ پیماے راہِ طریقت　　مقام انکا ہے ماورائی شریعت
انہین پر ہے ختم آج کشف وکرامت　　انہین کے ہے قبضہ مین بندون کی قسمت

یہی ہین مراد اور یہی ہین مرید اب
یہی ہین جنید اور یہی بایزید اب

سونا چاندی جمع کرنیکے متعلق جو وعید ہے اس باب مین صحیح مسلم مین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس وعید کے مستحق ان لوگون کو بتلایا ہے جو اپنے مال کی زکوٰۃ نہین دیا کرتے ہین - اس عذاب سے وہ لوگ خوف کرین جو چاندی اور سونے کو زیور کی شکل مین جمع کرتے ہین اور اس حیلے سے انکی زکوٰۃ ادا نہین کرتے کہ وہ استعمال کی چیزین ہین حالانکہ یہہ انکا مکر خدا کے روبرو چل نہین سکتا اور موت کے وقت سوا حسرت وندامت کے کوئی چارہ نہین رہیگا -

سورۂ منافقون کے آخر مین مسلمانون کو دنیا مین منہمک ہوکر خدا سے غافل نہ ہونے اور قبل از موت مال کو اللہ کی راہ مین خرچ کرنے کے لئے ان الفاظ مین حکم دیا گیا ہے -

یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْہِکُمْ اَمْوَالُکُمْ وَلَآ اَوْلَادُکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ - وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الْخٰسِرُوْنَ - وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰکُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ فَیَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِیْٓ اِلٰٓی اَجَلٍ قَرِیْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَکُنْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ - وَلَنْ یُّؤَخِّرَ اللّٰہُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُہَا - وَاللّٰہُ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ - یعنے ای مسلمانو مال واولاد مین مشغول ہوکر خدا سے غافل

نہ ہو جاؤ کیونکہ یہہ فعل آخر کار تمہارے نقصان کا باعث ہوگا - اور اللہ نے جو کچھہ مال تمکو دیا ہے
اُس سے خدا کی راہ مین حالت زندگی ہی مین خرچ کرتے رہو تاکہ موت کے وقت یہہ
حسرت نہ ہو کہ اور چندے مہلت ملتی تو خیرات کر کے نیک بندون مین شامل ہو جاتے
کیونکہ موت آپہونچنے کے بعد ایسی آرزو بے سود ہوا کرتی ہے اور وقتِ مقرر ٹل نہین سکتا
اور جو کچھہ تم نے کیا ہے اسکی خبر اللہ کو ہے اور وہ تمہارے برے اعمال کی سزا دیکر رہیگا -

یہہ بات نہایت تجربہ کے بعد ضرب المثل ہو گئی ہے کہ زن زر زمین اصل مایۂ فساد ہین -
چونکہ اسلام کی تعلیم یہہ تہی کہ سب لوگ آپس مین بہای بہائی ہو جائین اور ایک کو دوسرے سے
کسی قسم کی عداوت دنیاوی امور مین ہی باقی نہ رہے کیونکہ دین متحد ہو جانیکے بعد دنیاوی
مخالفتین باعثِ خرابی دین ہوتی ہین اسلئے انہین مایۂ فساد چیزون یعنے زن زر زمین کے
متعلق ایسے عمدہ احکام نافذ کئے گئے کہ آج تیرہ سو برس گزر جانیکے بعد بہی باوجود علم و
تمدن کی اسقدر ترقی کے ان مین کوئی ترمیم بجز مضر ہونیکے مفید ثابت نہین ہوی - زمین
اور زر مال مین داخل ہے اور اسکے متعلق احکام اوپر بیان کر دئے گئے ہین - اب باقی رہی
زن - اس باب مین مسایل نکاح و طلاق و توریث و رضاعت و مہر وغیرہ کی بحث کے لئے
اس مختصر رسالہ مین گنجایش نہین ہے - خود منصف مزاج عیسائی مصنفون نے اس
بات کو قبول کر لیا ہے کہ جو آزادی اسلام نے عورتون کو دی اس سے پیشتر کسی دین مین
نہین تہی - باقی رہا یہہ امر کہ آج کل کی سی آزادی کے مقابلہ مین جسکے برے نتایج سب پر
ظاہر ہو چکے اور ہوتے جاتے ہین اسلام کے احکام مین اگر نکتہ چینی کی جائے تو اسکے جواب مین

حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو پیش کردینا کافی ہے ع جواب جاہلان باشد خموشی
آزادی پسند لوگ جب خود اسکے برے نتایج بھگتینگے تو عقل آجاویگی۔

مین اس رسالہ مین صرف اُنہین آیات کا ذکر کرتا ہون جن مین عورتون کے پردے کے متعلق احکام ہین۔ آدمی اگر نظرِ غایر سے دیکھے تو معلوم کریگا کہ ہر قوم کی عورتین خواہ ہندو ہون یا عیسائی حجاب پسند ہین کسی غیر شخص کو وہ دیکھتی ہین تو دور ہوجاتی ہین۔ چونکہ نفس انسان اسکو ہمیشہ بدی کی طرف ابھارتا رہتا ہے اسلئے ضرور ہوا کہ اُن تمام رخنون کو بند کردیا جاے جہان سے فساد اٹھنے کا اندیشہ ہو۔ اور اسلئے اسلام مین عورتون کو انکی فطرت کے موافق پردے کا حکم دیا گیا اور مردون کو آنکھین نیچی کرکے چلنے کا چنانچہ سورۂ نور مین ارشاد ہوا ہے۔ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ۔ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ۔ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ۔ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا۔ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ۔ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ ترجمہ۔ اے پیغمبر مسلمانون سے کہو کہ اپنی نظرین نیچی رکھین اور اپنی شرمگاہون کی حفاظت کرین اس مین انکی زیادہ صفائی ہے۔ لوگ جو کچھ بھی کیا کرتے ہین اللہ کو سب خبر ہے۔

(جاری ہوگا)

اور ای پیغمبر مسلمان عورتون سے کہو کہ وہ بھی اپنی نظرین نیچی رکھین اور اپنی شرمگاہون کی حفاظت کرین اور اپنی زینت کے مقامات کو ظاہر نہ ہونے دین مگر جو اس مین سے چار و ناچار کھلا رہتا ہے اور اپنے سینون پر دوپٹون کے بکل مارے رہین اور اپنی زینت کے مقامات کو کسی پر ظاہر نہ ہونے دین مگر اپنے شوہرون پر یا اپنے باپ پر یا اپنے خاوند کے باپ پر یا اپنے بیٹون پر یا اپنے شوہر کے بیٹون پر یا اپنے بھائیون پر یا اپنے بھتیجون پر یا اپنے بھانجون پر یا اپنی میل جول کی عورتون پر یا اپنے ہاتھ کے مال یعنے لونڈی غلامون پر یا گھر کے لگے ہوے ایسے خدمتیون پر کہ مرد تو ہین مگر عورتون سے کچھہ غرض و مطلب نہین رکھتے جیسے خواجہ سرا یا بڈھے پھوس یا لڑکون پر جو عورتون کی پردے کی بات سے آگاہ نہین - اور چلنے مین اپنے پاؤن ایسے زور سے نہ رکھین کہ لوگون کو انکے اندرونی زیور کی خبر ہو - اور مسلمانو تم سب اللہ کی جناب مین توبہ کرو تاکہ تم آخرکار فلاح پاؤ -

یہی مضمون کسی قدر اختصار کے ساتھہ سورۂ احزاب مین اسطرح بیان ہوا ہے -

یٰاَیُّہَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْہِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِہِنَّ - ذٰلِکَ اَدْنٰی اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ - وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا - ترجمہ - ای پیغمبر اپنی بیبیون اور اپنی بیٹیون اور مسلمانون کی عورتون سے کہدو کہ اپنی چادرون کے گھونگٹ نکال لیا کرین - اس سے غالبًا یہہ الگ پہچان پڑینگی کہ شریف ہین اور کوئی چھیڑے گا نہین اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے -

مسلمانون کو غیر کے گھرون مین بغیر اجازت داخل نہ ہونیکے لئے سورۂ نور مین اسطرح حکم دیا گیا ہے - یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِکُمْ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰی اَهْلِهَا - ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ - فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِیْهَا اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰی یُؤْذَنَ لَکُمْ - وَاِنْ قِیْلَ لَکُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْکٰی لَکُمْ - وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ - ترجمہ - مسلمانو اپنے گھرون کے سوا دوسرے گھرون مین گھر والون سے پوچھے اور اُن سے سلام علیک کئے بدون نہ جایا کرو - یہہ تمہارے حق مین بہتر ہے - یہہ حکم تمکو اس غرض سے دیا گیا ہے کہ جب ایسا موقع ہو تو تم اسکا خیال رکھو - پھر اگر تم کو معلوم ہو کہ گھر مین کوئی آدمی موجود نہین تو جب تک تمہین خاص اجازت نہ ہو اُن مین نہ جاؤ اور اگر گھر مین کوئی ہو اور تم سے کہا جاے کہ لوٹ جاؤ تو بے تامل لوٹ آؤ یہہ تمہارے لئے زیادہ صفائی کی بات ہے اور جو کچھہ بھی تم کرتے ہو اللہ اسکو خوب جانتا ہے -

مسلمانون کو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ السلام کے مکان مین بھی بغیر اجازت نہ داخل ہونیکے لئے سورۂ احزاب مین ان الفاظ مین حکم ہوا تھا - یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّا اَنْ یُّؤْذَنَ لَکُمْ اِلٰی طَعَامٍ غَیْرَ نٰظِرِیْنَ اِنٰهُ - وَلٰکِنْ اِذَا دُعِیْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِیْنَ لِحَدِیْثٍ - اِنَّ ذٰلِکُمْ کَانَ یُؤْذِی النَّبِیَّ فَیَسْتَحْیٖ مِنْکُمْ وَاللّٰهُ لَا یَسْتَحْیٖ مِنَ الْحَقِّ - وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ - ذٰلِکُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِکُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ - وَمَا کَانَ لَکُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَا اَنْ تَنْکِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا - اِنَّ ذٰلِکُمْ کَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِیْمًا - ترجمہ - مسلمانو پیغمبر کے گھرون مین نہ جایا کرو مگر یہہ کہ تم کو کھانے کے لئے آنیکی اجازت دی جاے تو اس صورت مین بھی

ایسا وقت تاک کرجاؤ کہ تمکو کہانا تیار ہونے کا انتظار نہ کرنا پڑے مگر جب تم کو بلایا جاے تو عین وقت پر جاؤ اور جب کہاچکو تو آپ ہی آپ چلدو اور باتون مین نہ لگ جاؤ اس سے پیغمبر کو ایذا ہوتی ہے اور وہ تمہارا لحاظ کرتے ہین اور اللہ تو حق بات کہنے مین کسی کا کچھہ لحاظ کرتا نہین۔ اور جب پیغمبر کی بیبیون سے تمہین کوئی چیز مانگنی ہو تو پردے کے باہر کھڑے رہ کر اُن سے مانگو اس سے تمہارے دل اُن کی طرف سے خوب پاک صاف رہین گے اور اسی طرح انکے دل بھی۔ اور تم کو کسی طرح شایان نہین کہ رسولِ خدا کو ایذا دو اور نہ یہہ بات شایان ہے کہ انکے بعد کبھی انکی بیبیون سے نکاح کرو۔ خدا کے نزدیک یہہ بڑی بیجا بات ہے۔

اسی سورۂ احزاب مین پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیبیون سے خطاب کرکے اسطرح ارشاد ہوا ہے یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِہٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا۔ وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاہِلِیَّۃِ الْاُوْلٰی وَاَقِمْنَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتِیْنَ الزَّکٰوۃَ وَاَطِعْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَیُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا۔ ترجمہ۔ پیغمبر کی بیبیو تم کچھہ عام عورتون کی طرح تو ہو نہین پس اگر تم کو پرہیزگاری منظور ہے تو دبی زبان سے کسی کے ساتھہ بات نہ کیا کرو کہ ایسا کروگی تو جس کے دل مین کسی طرح کا کھوٹ ہے وہ خدا جانے تم سے کس طرح کی توقعات پیدا کرے گا پس بات بھی کرو تو بے لاگ لپیٹ جیسا کہ پاک صاف لوگون کا دستور ہے اور اپنے گھرون مین جمی بیٹھی رہو اور اگلے زمانۂ جاہلیت کے سے بناؤ سنگھار دکھاتی نہ پھرو اور نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اسکے رسول کی فرمانبرداری کرو۔ ای پیغمبر کے گھر والو خدا کو تو بس یہی منظور ہے کہ

تم سے ہر طرح کی گندگی کو دور کرے اور تمکو ایسا پاک و صاف بنائے جیسا پاک و صاف بنانیکا حق ہے۔

پہلی دو آیتون سے ظاہر ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ارشاد ہوا ہے کہ اپنی بیبیون اور بیٹیون کے ساتھہ ہی مسلمانون کی عورتون کو بھی پردے کا حکم کرین اور پردے کا طریق یہہ بتلایا گیا ہے کہ چادرین بہر کر اوڑہین آنکھین نیچی کر کے چلین اور اپنی زینت کے مقامات کو غیر پر ظاہر ہونے نہ دین پہلی آیت مین اُن رشتہ دارون کا بھی ذکر کر دیا گیا ہے جن سے اس قسم کے پردے کی ضرورت نہین۔ تیسری آیت مین مسلمانون کو کسی کے گہر مین بلا اجازت داخل نہ ہونیکی ہدایت کیگئی ہے اور چوتھی آیت مین خود آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکان مین مسلمانون کو بلا اجازت جانیکی ممانعت ہے اور اگر پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیبیون سے مسلمانون کو کوئی چیز مانگنے کی ضرورت ہو تو پردے کے باہر کہڑے رہکر مانگنے کا حکم ہے۔ گو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیبیان امہات المومنین ہین اور اُن سے نکاح مطلقاً حرام کر دیا گیا کیونکہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام بجاے باپ کے ہین بلکہ آپکا مرتبہ باپ سے کہین بڑہکر ہے امت پر آپکی شفقت کے لحاظ کرتے تو ہزارون باپ آپ پر سے قربان ہین باپون کو تو اپنی اولاد کی صرف دنیاوی بہبودی کا خیال رہتا ہے آپ نے امت کے دین کی بہبودی مین وہ سعی فرمای کہ اسکا معاوضہ سوا اللہ جل شانہ کے کسی سے غیر ممکن ہے۔ باوجود پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ازواج مطہرات امہات المومنین ہونیکے مسلمانون سے انکو پردہ کرنیکا حکم دیا گیا اور اس خصوصیت کی وجہ یہ پانچوین آیت مین مذکور ہے جس مین پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیبیون کو اپنے مکانون مین ٹہرے رہنے اور باہر نہ نکلنے کی تاکید ہے وہ یہہ کہ اللہ جل شانہ کو منظور ہے کہ اپنے پیغمبر کے بیبیون کی پاکی اور صفائی کمال کے درجہ کو پہونچ جاے اور انہین کسی طرح کی

(جاری ہوگا)

گندگی چھونے بھی نہ پاے - یہان تک کسی کی نظر بد بھی - پس اگر ان مسلمانون کی عورتین جنکو باہر جانیکی ضرورت نہین ہے اپنے گھرمین بیٹھی رہین تو اس سے کوئی قباحت لازم نہین آتی اور نہ یہہ خلاف شریعت ہے علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیم بلکہ بموجب آیہ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا - عین پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی ہے جس مین سوا منفعت کے مضرت کا شائبہ بھی ہو نہین سکتا -

چونکہ شراب اور جوا یہہ چیزین ہی لوگون کے سخت نقصان کا باعث ہوتی ہین اور آپس مین محبت و الفت پیدا ہونیکے عوض دشمنی و مخالفت قایم ہوجاتی ہی اسلام نے انکو بھی حرام کردیا - اسوقت دانایان فرنگ شراب کی مضرتون کو دریافت کرکے اس سے احتراز کی تدبیرین عمل مین لارہے ہین اور جوے کو توانکے قانون نے جرم قرار دیدیا ہے - لیکن تیرہ سو برس پہلے مسلمانون کو ان چیزون کی قطعی ممانعت کی نسبت جو حکم دیا گیا تھا وہ سورۂ مایدہ مین اسطرح مذکور ہے - يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ - إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ - فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ - ترجمہ - مسلمانو شراب اور جوا اور بت اور پاسے تو بس ناپاک شیطانی کام ہین تو ایسے ہر ایک کام سے بچتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ - شیطان تو بس یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوے کی وجہہ سے تمہارے آپس مین دشمنی اور بغض ڈلوادے اور تم کو یاد الہی سے اور نماز سے باز رکھے تو کیا شیطان کے مکر پر اطلاع پاے پیچھے اب بھی تم باز آؤ گے یا نہین -

غیبت بھی ایک ایسی بری بلا ہے جس سے لوگون مین عداوت پیدا ہوجاتی ہے اور اقسام

فتنے برپا ہوتے ہین اسلئے اسلام نے اسکی برائی کو بیان کرکے لوگون کو اس فعل شنیع سے منع کردیا چنانچہ سورۂ حجرات مین ارشاد ہوا ہے - یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓی اَنْ یَّکُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْھُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓی اَنْ یَّکُنَّ خَیْرًا مِّنْھُنَّ - وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ - وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ - یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ - اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا - اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتًا فَکَرِھْتُمُوْہُ - وَاتَّقُوا اللّٰہَ - اِنَّ اللّٰہَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ - ترجمہ - مسلمانو - مرد مردون پر نہ ہنسین عجب نہین کہ جن پر ہنستے ہین وہ خدا کے نزدیک اُن سے بہتر ہون اور نہ عورتین عورتون پر ہنسین عجب نہین کہ جن پر ہنستی ہین وہ ان سے بہتر ہون اور آپس مین ایک دوسرے کو طعنے نہ دو اور نہ ایک دوسرے کو نام دھرو - ایمان لاے پیچھے بدتہذیبی کا نام ہی برا ہے - اور جو ان حرکات سے باز نہ آئین گے تو وہی خدا کے نزدیک ظالم ہین - مسلمانو - لوگون کی نسبت بہت شک کرنے سے بچتے رہو کیونکہ بعض شک داخل گناہ ہین اور ایک دوسرے کی ٹوہ مین نہ رہا کرو اور نہ تم مین سے ایک کو ایک پیٹھ پیچھے برا کہے - بھلا تم مین سے کوی اس بات کو گوارا کرے گا کہ اپنے مرے ہوے بھائی کا گوشت کھاے - یہہ تو یقیناً تمکو گوارا نہین تو غیبت کیون گوارا ہو کہ یہہ بھی ایک قسم کا مردار کھانا ہے - اور اللہ کے غضب سے ڈرتے رہو بے شک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے -

ان آیات مین غیبت کے جمیع اقسام پر احاطہ کرلیا گیا ہے اولاً یہہ کہ ایک دوسرے کی ہنسی نہ اڑایا کرو شاید جنکی ہنسی اڑای جاوے وہ خدا کے پاس ہنسی اڑانے والون سے اچھے ہون - اس سے

عجب کا خاتمہ کر دیا گیا - ثانیاً کسی پر طعن نہ کیا کرو اور بُرے نام نہ رکھو کیونکہ یہہ بدتہذیبی ہے جو ایمان والوں کی شان کے شایان نہین - ثالثاً گمانِ بد سے بچتے رہو کیونکہ کسی کی نسبت اگر تمہارا گمان بدغلط ہے تو تم گنہگار ہوگے اور آپس مین دشمنی ٹہن جاویگی اسلئے کہ جس سے تم بدگمان ہو وہ تمہارے سے نیک گمان ہو نہین سکتا - رابعاً اسی بدگمانی کا راستہ بالکل مسدود کر دینے کے لئے یہہ حکم دیا گیا ہے کہ لوگون کی ٹٹول مین نہ پڑو یعنے انکی اندرونی حالتین دریافت کرنیکے درپی نہ رہو کیونکہ اگر ایسا کروگے تو ضرور بدگمانی پیدا ہوگی اسلئے کہ کوئی انسان عیب سے پاک نہین ہے - آخر مین ارشاد ہوا ہے کہ یہہ سب کام منجر بہ غیبت ہوتے ہین اور تمکو حکم دیا جاتا ہے کہ ایک دوسرے کی غیبت نہ کیا کرو کیونکہ مسلمانون کے درمیان جب بہای چارا ہوگیا ہے تو ایک کے پیچھے ایک کی بدگوئی گویا اپنے مرے ہوے بہای کا گوشت کہانا ہے مرا ہوا اسلئے کہ وہ حاضر نہین رہتا ہے جو انتقام لے -

اس حکم سے وہ غیبت مستثنی ہے جو کسی ظالم کے ظلم پر مظلوم سے صادر ہوا کرے اور اسی طرح وہ غیبت اور برای کا اظہار ہی جو کسی کی بے دینی یا دینِ حق کی مخالفت پر کیا جاے - اس دعوے کے ثبوت کے لئے قران بجاے خود ایک برہان عظیم الشان ہے لیکن مین یہان صرف سورہ نسا کی ان آیات پر اکتفا کرتا ہون جن مین اسکی تصریح ہے - لَا یُحِبُّ اللّٰہُ الْجَہْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ - وَکَانَ اللّٰہُ سَمِیْعًا عَلِیْمًا - اِنْ تُبْدُوْا خَیْرًا اَوْ تُخْفُوْہُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَفُوًّا قَدِیْرًا - اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَکْفُرُ بِبَعْضٍ وَّیُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا - اُولٰٓئِکَ ہُمُ الْکٰفِرُوْنَ حَقًّا - وَاَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّہِیْنًا - وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ

وَرُسُلِہٖ وَلَمْ یُفَرِّقُوْا بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ اُولٰٓئِکَ سَوْفَ یُؤْتِیْھِمْ اُجُوْرَھُمْ - وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا - ترجمہ - اللہ کو یہہ پسند نہین کہ کوئی کسی کو منہہ پہوڑ کر برا کہے مگر جس پر کسی طرح کا ظلم ہوا ہو اور وہ منہہ پہوڑ کر ظالم کو برا کہہ بیٹھے تو وہ معذور ہے - اور اللہ سبکی سنتا اور سب کچہہ جانتا ہے - لوگون کے ساتہہ بہلای کہلم کہلا کر دیا چہپا کر کرو یا تمہارے ساتہہ کوئی برائی کرے اور تم اُس برائی سے درگزر کرو تو اللہ بہی لوگون کے ساتہہ بہلائی ہی کرتا ہے کہ باوجود قدرت کے درگزر کرتا ہے تم بہی درگزر کیا کرو - جو لوگ اللہ اور اسکے رسولون سے برگشتہ ہین اور اللہ اور اسکے رسولون مین جدائی ڈالنی چاہتے ہین اور کہتے ہین کہ ہم بعض پیغمبرون کو مانتے ہین اور بعض کو نہین مانتے اور چاہتے ہین کہ پیغمبرون مین مغایرت قرار دیکر کفر و ایمان کے بیچ بیچ مین کوئی دوسرا رستہ اختیار کرین تو ایسے لوگ یقیناً کافر ہین اور کافرون کے لئے ہم نے ذلت کا عذاب تیار کر رکہا ہے - اور جو لوگ اللہ اور اسکے رسولون پر ایمان لائے اور اُن مین سے کسی ایک کو دوسرے سے جدا نہ سمجہا تو ایسے ہی لوگ ہین جنکو اللہ آخرت مین انکے اجر عطا فرماے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے -

ان آیات مین یہہ بیان ہے کہ ایک آدمی کا دوسرے کو بُرا کہنا اور اسکے عیوب کا اظہار اللہ جل شانہ کو پسند نہین ہے لیکن اگر کوئی مظلوم ظالم کے ظلم کو بیان کرے تو وہ معذور ہے اور چونکہ خود اللہ جل شانہ مظلوم کی فریاد کو سننے والا اور ظالم کے ظلم کو جاننے والا ہے اور وہ ظالم کے ظلم کی سزا ہی دیگا اسلئے اگر مظلوم درگزر کرے تو بہتر ہے کیونکہ انتقام لینے مین کوئی فایدہ نہین

اور عفو و کرم اختیار کرنے میں اسیقدر ثواب کا استحقاق پیدا ہو جاتا ہے جسقدر کہ کسی نیکی پر ظاہر ہو یا باطن ملا کرتا ہے ۔ اسکے بعد یہہ جتلایا گیا ہے کہ جب اللہ جل شانہ باوجود قدرت انتقام بندوں کے بہت سے گناہوں کو معاف کرتا ہے تو بندوں کو بھی لازم ہے کہ آپس میں عفو و کرم کے طریقہ کو اختیار کریں ۔ آخر آیات میں اس سوال مقدر کا جواب دیا گیا ہے جو ایک کوتاہ نظر کر سکتا تھا وہ یہہ کہ جب غیبت اور غیر کی برائی کا اظہار اسلام میں ممنوع ہے تو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام یہود و نصاریٰ کی جو اہل کتاب ہیں کیوں برائی بیان کرتے ہیں ۔ اسکے رد میں ارشاد ہوا ہے کہ جو لوگ ہمارے اس پیغمبر احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار کرتے ہیں وہ درحقیقت خدا کا انکار کرتے ہیں اور انکا بعض انبیا کو صادق اور بعض کو کاذب سمجھنا در اصل خدا کے ایک حکم کو ماننا اور دوسرے حکم کو نہیں ماننا ہے جس میں اطاعت خدا کی نفی اور اتباع ہوی کا ثبوت ہے ۔ اور اسی وجہ سے ان پر کفر کا اطلاق بالکل صادق آتا ہے اور ایسوں ہی کی سزا کے لئے جہنم تیار ہے ۔ لیکن جو لوگ اللہ پر اور اسکے سب رسولوں پر ایمان لائے ہیں یعنے مسلمان اور انہوں نے کسی رسول میں تفریق نہیں کی یعنے ایک کو سچا اور دوسرے کو جھوٹا نہیں سمجھا بلکہ اللہ کے حکم کی اطاعت کی اور نفس کی پیروی سے باز رہے انکو خدا تعالیٰ انکے اعمال کا اجر دیگا اور جو خطا اور گناہ ان سے بہ تقاضای بشری سرزد ہوں انکو بھی معاف کر کے اپنی رحمت نازل فرماویگا ۔

فایدہ ۔ اگر غور کیا جاوے تو ان آیات میں بہت بڑی تنبیہ ان لوگوں کو ہے جو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض احکام کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے اور انمیں تاویلات بعیدہ کیا کرتے ہیں تاکہ اپنے قرار دئے ہوئے بزرگوں اور پیشواؤں کے غلط سلط اقوال کی تکذیب نہ ہوجاوے

اس قسم کے لوگون پر ہی نومن ببعض ونکفر ببعض کا اطلاق ہوگا - اللہ جل شانہ مسلمانون پر رحم فرمائے اور جو وعید اولئک ہم الکافرون حقا کی سنائی گئی ہے اس سے محفوظ رکھے آمین -

اس فصل کو ختم کرنے سے پہلے ان آیات کو بھی نقل کر دینا ضرور ہے جن مین تزکیۂ نفس وتہذیب اخلاق کے متعلق عام نصیحتین ہین اور جن مین مومنین کی علامات کا ذکر کیا گیا ہے سورۂ لقمان مین اللہ جل شانہ نے حضرت لقمان کی ان حکیمانہ نصیحتون کو نقل فرمایا ہے جو انہون نے اپنے فرزند کو کی تہین تاکہ مسلمان اُن سے فایدہ اٹہائین اور یہہ جان رکہین کہ الحکمۃ ضالۃ المومن حیث وجدہا فہو احق بہا - چنانچہ ارشاد ہوا ہے یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْہَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاصْبِرْ عَلٰی مَا اَصَابَکَ - اِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ - وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّکَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا - اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ - وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِکَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِکَ - اِنَّ اَنْکَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ - ترجمہ بیٹا ! نماز پڑہا کر اور لوگون کو اچہے کامون کے کرنیکی نصیحت کیا کر اور برے کامون سے منع کیا کر اور جو کچہہ تکلیف ومصیبت پہونچے اسکو جہیل لے - بے شک یہہ بڑی ہمت کے کامون مین اور لوگون سے بے رخی نہ کر اور زمین پر اترا کر نہ چل کیونکہ اللہ کسی اترانے والے شیخی خورے کو پسند نہین کرتا - اور اپنی رفتار مین میانہ روی اختیار کر اور کسی سے بات کرے تو نرمی سے بول کیونکہ آوازون مین بری سی بری آواز گدہون کی آواز ہے -

فایدہ - امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی تاکید کے ساتہہ ہی حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو کہا کہ واصبر علی ما اصابک جو تکلیف پہونچے اس پر صبر کر یعنے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی

وجہہ سے جو تکلیف پہونچے اسکو جہیل ہے ان ذٰلک من عزم الامور مین اسطرف اشارہ ہے کہ لوگون کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنی اور پہر جو تکلیف اُن سے پہونچے اسپر صبر کرنا اسکے لیے بہت بڑی ہمت درکار ہے - خدا جملہ مسلمانون کو اسکی توفیق دے - آمین -

سورۂ فرقان مین مومنین کی تعریف یعنے انکی علامتین اسطرح بیان ہوئی ہین -

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ہَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَہُمُ الْجٰہِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا - وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّہِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا - وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَہَنَّمَ - اِنَّ عَذَابَہَا کَانَ غَرَامًا - اِنَّہَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا - وَالَّذِیْنَ اِذَا اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا وَکَانَ بَیْنَ ذٰلِکَ قَوَامًا - وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰہًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ - وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ یَلْقَ اَثَامًا - یُّضٰعَفْ لَہُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَیَخْلُدْ فِیْہٖ مُہَانًا - اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِہِمْ حَسَنٰتٍ - وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا - وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّہٗ یَتُوْبُ اِلَی اللّٰہِ مَتَابًا - وَالَّذِیْنَ لَا یَشْہَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا کِرَامًا - وَالَّذِیْنَ اِذَا ذُکِّرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّہِمْ لَمْ یَخِرُّوْا عَلَیْہَا صُمًّا وَّعُمْیَانًا - ترجمہ - اور خدائی رحمن کے خاص بندے تو وہ ہین جو زمین پر فروتنی کے ساتہہ چلتے ہین اور جب جاہل اُن سے جہالت کی باتین کرنے لگین تو ان کو سلام کرتے اور الگ ہوجاتے ہین - اور جو راتون کو اپنے پروردگار کے آگے سجدے کرتے اور دست بستہ کہڑے رہتے ہین یعنے نماز پڑہتے ہین - اور جو دعائین مانگا کرتے ہین کہ اے ہمارے پروردگار عذاب دوزخ کو

ہم سے پرے ہی پرے رکھیو کیونکہ دوزخ کا عذاب بڑی بھاری مصیبت ہے - اور تھوڑی دیر ٹھہرنا ہو
اور ہمیشہ رہنا ہو دونوں حالتوں مین بری جگہہ ہے - اور جو خرچ کرتے ہین تو فضول خرچی نہین کرتے
اور نہ بہت تنگی کرتے ہین بلکہ انکا خرچ افراط و تفریط کے درمیان اعتدال کی راہ پر ہوتا ہے - اور
جو خدا کے ساتھہ کسی دوسرے معبود کو نہین پکارتے ہین اور ناحق ناروا کسی شخص کو جان سے نہین مارتے
کہ اسکو خدا نے حرام کر رکھا ہے اور نہ زنا کے مرتکب ہوتے ہین اور جو شخص شرک اور گناہ مذکورۂ بالا
کرے وہ اپنے گناہون کا خمیازہ بھگتے گا اور قیامت کے دن اسکو دوہرا عذاب دیا جاویگا اور
ذلیل و خوار اسی حال مین ہمیشہ رہیگا مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک عمل کئے تو ایسے لوگون
کے گناہون کو اللہ نیکیون سے بدل دیگا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے - اور جو شخص توبہ کرے
اور اسکے بعد وہ نیک عمل ہی کرے وہ تو حقیقت مین خدا کی طرف رجوع کرتا ہے - اور وہ لوگ بھی
خدا کے خاص بندے ہین جو جھوٹی گواہی نہین دیتے اور جو اتفاقاً بیہودہ مشغلون کے پاس ہو کر
گزرین تو وضعداری کے ساتھہ گزر جاتے ہین - اور نیز وہ لوگ کہ جب انکو انکے پروردگار کی آیتین
سنا سنا کر نصیحت کی جاتی ہے تو اندھے اور بہرے ہو کر اپر نہین گزرتے -

سورۂ شوریٰ کے ایک مقام مین مومنین کی علامتین ان الفاظ مین بیان ہوئی ہین - وَالَّذِیْنَ
یَجْتَنِبُوْنَ کَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا ھُمْ یَغْفِرُوْنَ - وَالَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّھِمْ وَاَقَامُوا
الصَّلٰوۃَ وَاَمْرُھُمْ شُوْرٰی بَیْنَھُمْ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ - وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَھُمُ الْبَغْیُ ھُمْ یَنْتَصِرُوْنَ -
وَجَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثْلُھَا - فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ - اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ -
وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِہٖ فَاُولٰٓئِکَ مَا عَلَیْھِمْ مِّنْ سَبِیْلٍ - اِنَّمَا السَّبِیْلُ عَلَی الَّذِیْنَ یَظْلِمُوْنَ النَّاسَ

وَيَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ - اُولٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ - وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ - ترجمہ - اور جو بڑے بڑے گناہون اور بیحیائی کی باتون سے کنارہ کش رہتے ہین اور جب انکو غصہ آجاتا ہے تو لوگون کی خطاؤن سے درگزر کرتے ہین - اور جو اپنے پروردگار کا حکم مانتے ہین اور نماز پڑہتے ہین اور انکے جتنے کام ہین آپس کے مشورے سے ہوتے ہین اور ہم نے جو انکو دے رکہا ہے اُس مین سے راہِ خدا مین خرچ کرتے ہین اور جو ایسے غیور ہین کہ جب اُن پر کسی کی طرف سے بے جا زیادتی ہوتی ہے تو وہ واجبی بدلہ لے لیتے ہین - اور برائی کا بدلہ ہے ویسی ہی برائی اسپر ہی جو معاف کردے اور صلح کرلے تو اسکا ثواب اللہ کے ذمے ہے - بے شک وہ ظلم کرنے والون کو پسند نہین کرتا - اور کسی پر ظلم ہوا ہو اور وہ اسکے بعد بدلہ لے تو یہہ لوگ معذور ہین اُن پر کوئی الزام نہین - الزام ہے تو انہین پر ہے جو لوگون پر ظلم کرتے اور ناحق ناروا ملک مین لوگون پر زیادتی کرتے ہین - یہی لوگ ہین جنکو عذاب دردناک ہونا ہے - اور البتہ جو شخص صبر کرے اور دوسرے کی خطا بخش دے تو بیشک یہہ بڑی ہمت کے کام ہین -

سورۂ انفال کے ایک مقام مین مومنین کی اسطرح تعریف کیگئی ہے - اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ - اُولٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا - لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ - ترجمہ - سچے مسلمان تو بس وہی ہین کہ جب خدا کا نام لیا جاتا ہے تو انکے دل دہل جاتے ہین اور جب آیاتِ الٰہی انکو پڑہکر سنائی جاتی ہین تو وہ انکے ایمان کو

اور بھی زیادہ کردیتی ہین اور ہر حال مین اپنے پروردگار ہی پر بھروسہ رکھتے ہین - جو لوگ نماز پڑھتے اور ہم نے انکو جو روزی دے رکھی ہے اس مین سے خدا کی راہ مین خرچ کرتے ہین - یہی ہین سچے ایماندار اور انکے لئے انکے پروردگار کے ہان درجے ہین اور گناہون کی معافی اور عزت اور آبرو کی روزی -

فائدہ - مخالفین اسلام غور کرین کہ ان مین سے کون سی بات ہے جسکا شمار بدتہذیبی اور سوء خلق مین ہوسکتا ہے ہر خلاف اسکے ہر ایک امر کمال تہذیب اور حسن اخلاق پر دلالت کررہا ہے - مسلمان اپنے موجودہ عقاید و اعمال پر نادم ہون کہ انکی وجہہ سے اسلام کی خوبصورت شکل کسطرح بگڑ گئی ہے اور غیر مسلمان اسکے حسن کے فریفتہ ہونیکے عوض اس سے متنفر ہورہے ہین - اب مین اس فصل کو سورۂ نازعات کی اس آیت پر ختم کرتا ہون جو فی الحقیقت ساری فصل کا خلاصہ ہے - فَاَمَّا مَنْ طَغٰی - وَاٰثَرَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا فَاِنَّ الْجَحِیْمَ ہِیَ الْمَاْوٰی - وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَنَہَی النَّفْسَ عَنِ الْہَوٰی - فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ہِیَ الْمَاْوٰی - اور اللہ جل شانہ سے دعا کرتا ہون کہ مسلمان بھائی اس سے فایدہ اٹھائین اور مجھہ گنہگار کو اسکی برکت سے عمل کی توفیق ہو تاکہ قیامت کے دن مین یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰہِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ کے الزام سے محفوظ رہون - آمین یا ارحم الراحمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین فقط

تمت

(جان محمد)

صحت نامۂ تذکیر الاخوان بآیات القرآن

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۱۰	ر	پر	۲۴	۲	یا آسمانون کے	یا آسمانون کے
۳	۱۶	جنکو	جنکو	۲۵	۱۴	وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرِ	وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ
۴	۶	سمجھا گیا ہے	سمجھایا گیا ہے	۳۵	۱۳	مِّنَ الدِّیْنِ	مِّنَ الدِّیْنِ
۶	۱	تَبَاتِ	تَبَاتِ	۳۷	۴	آنحضرت علیہ الصلوٰۃ	آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام
۱۲	۷	اوز زمین	اور زمین	۳۹	۵	عزنیر	عزیر
۱۴	۸	کَفَرُوْا مِنَ النَّارِ	کَفَرُوْا فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنَ النَّارِ	۴۱	۱۱	اللہ جل نہ	اللہ جَلَّ شَانُہٗ
				۴۱	۱۶	افتر پردازی	افترا پردازی
۱۵	۱۰	موجودگی	موجود ہوگی	۴۴	۱۲	حو مخلوقات	جو مخلوقات
۱۶	۶	حب	جب	۴۴	۱۵	ایک دوسرے پر	ایک دوسرے پر
۱۸	۱۰	بگارا	بگہارا	۴۶	۱۰	مغاذ اللہ	معاذ اللہ
۱۸	۱۶	عن قِیْلِہٖ	عَنْ وَّلَدِہٖ	۴۷	۵	آنحضرت	آنحضرت
۱۹	۶	ایک دوسرے کو	ایک دوسرے کے	۴۹	۶	آنحضرت	آنحضرت
۲۰	۲	افترا پرداریان	افترا پردازیان	۵۲	۸	ہٹنا دیا گیا	ہٹا دیا گیا
۲۰	۸	دیکھہ لینگے	دیکھہ لینگے	۵۵	۱۰	آنحضرت	آنحضرت
۲۰	۱۳	سورۂ بقر کے ایک	سورۂ بقر کے ایک	۵۶	۹	خیرہ اطمانّ	خَیْرُ اطْمَانَّ

(جاں تمہ)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۶	۱۶	ثُمَّ یَقطَعَ	ثُمَّ لِیَقطَعَ
۵۸	۸	حُسنُ المَآبِ	حُسنُ المَآبِ
۵۹	۱۷	زذیل	رذیل
۶۵	۱۳	مین	ہین
۶۸	۱۶	مدینۂ منورہ	مدینۂ منورہ
۷۱	۹	زیورات	زیور
۷۵	۵	پوچھے	پوچھے
۸۰	۷	کرین	کرو
۸۵	۱۴	یَجتَنِبُونَ	یَجتَنِبُونَ
۸۶	۱	غفرَ	غَفَرَ
۸۷	۱۵	اجمعین	اجمعین

تمت

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جا